یوم الفرقان
اللہ اکبر
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ
اصحاب بدر
Khaybar
Medina
Badr
Makkah
MAKTABA ISLAMIA
مکتبہ اسلامیہ
تالیف
قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری

www.KitaboSunnat.com
اللہ اکبر
اصحابِ بدر
تالیف
قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری
مکتبہ اسلامیہ
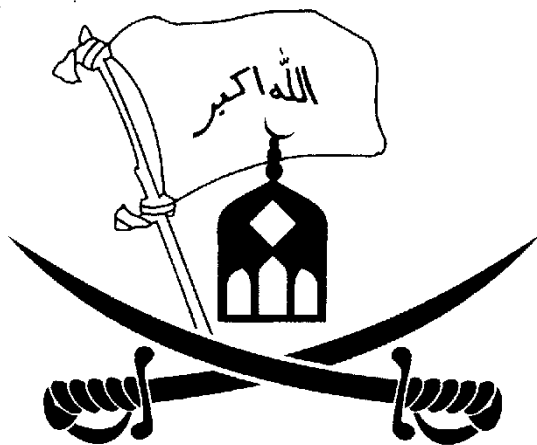
کتاب

اصحابِ بدر

تالیف

قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری

ناشر ---------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------------- 2015ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763
/maktabaislamia1
www.maktabaislamiapk.com
maktabaislamiapk@gmail.com

"اور البتہ تحقیق اللہ نے بدر میں تمہاری اس وقت مدد کی جب تم کمزور تھے، پس تم اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار بن سکو۔"

فہرست مضامین

عرض ناشر

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام علی رسوله الأمين،

أما بعد:

حق و باطل اور کفر و اسلام کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے مقام پر ہوا جس کے نتائج پر دنیائے کفر آج تک ورطہ حیرت میں ہے کہ کس طرح تین سو تیرہ نے کسمپرسی کی حالت میں ساز و سامان اور اسلحہ سے لیس ایک بڑے لشکر کو شکست سے دو چار کیا، اس معرکے میں کفار کو نہ صرف ذلت کا سامنا کرنا پڑا بلکہ اپنے سرداروں سے بھی ہاتھ دھونے پڑے کیونکہ چند ایک کے علاوہ تمام سردار اس جنگ میں مارے گئے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

''اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمھاری مدد فرمائی اور تم کمزور تھے، پس اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔'' (آل عمران: ۱۲۳)

شاعر اس کا نقشہ کچھ یوں کھینچتا ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللہ رب العزت نے اس دن کو ''یوم الفرقان'' قرار دیا ہے، یعنی حق اور باطل کے درمیان فرق والا دن، کیونکہ بعد ازاں دین اسلام کو مسلسل غلبہ حاصل رہا اور دنیا کے مختلف خطوں میں اس کی دعوت پہنچی۔

اس مبارک معرکے میں شریک جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو تمام کے تمام مغفور قرار دیے گئے، ان کا تعارف اور حالات جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے تاکہ موجودہ

صورت میں اپنی اصلاح کر کے احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے اپنے آپ کو تیار کر سکے۔

زیر نظر کتاب ''اصحاب بدر'' مشہور سیرت نگار قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ کی تالیف لطیف ہے جس میں انھوں نے معروف روایت کے مطابق جمیع اصحاب بدر کا احاطہ کیا ہے، آسان فہم انداز میں ہر بدری صحابی کا مختصر تذکرہ صفحہ قرطاس پر منتقل کیا ہے جو یقینا لائق تحسین کاوش ہے۔

مکتبہ اسلامیہ کے رفیق قاری عمر فاروق راشد حفظہ اللہ نے اسے تصحیح و تنقیح کے مرحلے سے گزارا، جبکہ فیصل مقبول صاحب نے بہترین کمپوزنگ کی اور محترم عبدالواسع صاحب نے دلکش ٹائٹل و خوبصورت ڈیزائنگ سے مزین کیا، لہٰذا اب اُمید واثق ہے کہ یہ کتاب ذوقِ قارئین کی تحسین کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ

محمد سرور عاصم

مدیر مکتبہ اسلامیہ

لاہور۔ فیصل آباد

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ کا مختصر شجرہ نسب یہ ہے: محمد سلیمان بن احمد شاہ بن معز الدین بن باقی باللہ......!

بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے خاندان کے ایک بزرگ جن کا نام پیر محمد تھا۔ وہ عہد مغلیہ میں دہلی کے منصب قضا پر فائز تھے اور منصب کی رو سے انہیں قاضی کہا جاتا تھا۔ اس کے بعد خاندان کے ہر فرد کو قاضی کہا جانے لگا اور یہ خاندان "قاضی خاندان" کے نام سے مشہور ہو گیا۔

آگے چل کر ان کا سلسلۂ نسب سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے، اس اعتبار سے یہ علوی ہوئے، لیکن کسی نے اپنے نام کے ساتھ "علوی" نہیں لکھا۔

قاضی محمد سلیمان کے پردادا قاضی باقی باللہ ضلع فیروز پور (موجودہ ضلع فرید کوٹ مشرقی پنجاب) کے ایک چھوٹے سے گاؤں بڈھیمال میں اقامت گزیں تھے اور تیرھویں صدی ہجری کے معروف عالم و عابد غلام علی شاہ مجددی دہلوی کے حلقۂ بیعت میں شامل تھے۔ ان کے حکم کے مطابق انھوں نے بڈھیمال کی سکونت ترک کر کے منصور پور کو تبلیغ دین کا مرکز بنایا اور اس نواح میں وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا۔

قاضی باقی باللہ اپنے علاقے اور عہد کے ممتاز عالم دین اور تقویٰ شعار بزرگ تھے، ان کے اتقا اور تدین کے متعلق پرانے لوگوں اور ان کے خاندان میں بہت سی عجیب و غریب باتیں مشہور ہیں، جن کے تذکرے کی یہاں گنجائش نہیں۔

منصور پور جسے قاضی باقی باللہ نے اپنا مرکز تبلیغ قرار دیا، سابق ریاست پٹیالہ (موجودہ ضلع پٹیالہ) کا ایک پرانا تاریخی قصبہ ہے، جو ہندوستان کی تغلق حکومت کے دور سے آباد ہے اور انبالہ بھٹنڈا ریلوے لائن پر پٹیالہ سے بتیس کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

قاضی باقی باللہ کے بیٹے قاضی معزالدین بھی باپ کے ساتھ تبلیغ دین میں مشغول رہے۔ وہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ کسب معاش کا ذریعہ کھیتی باڑی تھا۔ لوگوں کو فی سبیل اللہ قرآن مجید اور علوم دینیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کے حدود اثر کا دائرہ منصور پور سے باہر نکل کر قرب و جوار کے قصبات و دیہات تک پھیل چکا تھا۔ لوگ دور دور سے احکام شریعہ سیکھنے اور اوامر ونواہی سے باخبر ہونے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری کے والد گرامی قاضی احمد شاہ جو ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) کو منصور پور میں پیدا ہوئے۔ اپنے باپ دادا کی طرح علم وعمل اور تقویٰ و صالحیت کی دولت سے بہرہ ور تھے۔ عالم باعمل، تہجد گزار اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ دو حج کیے۔ پہلا حج ۱۳۱۳ھ (۱۸۹۶ء) میں کیا، دوسرا ۱۳۲۴ھ (۱۹۰۷ء) میں۔

قاضی احمد شاہ ۲۸ محرم ۱۳۲۸ھ (۱۹ فروری ۱۹۱۰ء) کو پٹیالہ میں فوت ہوئے اور وہیں دفن کیے گئے۔

قاضی احمد شاہ کی نرینہ اولاد تین بیٹے تھے، جن کے نام علی الترتیب یہ ہیں: محمد سلیمان، عبدالرحمٰن اور محمد۔ سب سے چھوٹے محمد تھے، جو کم سنی میں وفات پا گئے تھے۔ ان سے بڑے قاضی عبدالرحمٰن تھے۔ عابد وزاہد، متقی اور منکسر المزاج تھے۔

فنِ ریاضی اور ہیئت و فلکیات میں خاص طور سے مہارت رکھتے تھے۔ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی (متوفی ۱۳۱۳ھ) کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے۔ تقسیم ملک کے بعد ۱۳ نومبر ۱۹۴۷ء کی شب کو وہ لاہور پہنچے۔ کچھ عرصہ بیمار رہے ۳۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں فوت ہوئے اور کرشن نگر کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ۱۸۶۷ء (۱۲۸۴ھ) کو منصور پور میں پیدا ہوئے۔ والد کی طرح والدہ بھی نہایت صالحہ اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ اپنے بیٹوں کو وضو کر کے دودھ پلایا کرتی تھیں۔ قاضی صاحب نے قرآن مجید اور اس دور کی مروّجہ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی قاضی احمد شاہ سے حاصل کی۔ باقی علوم اس دور کے مختلف اہلِ علم سے پڑھے، جن میں موضع کوم (ضلع لدھیانہ) کے ایک عالم دین مولانا عبدالعزیز کوموی کا نامِ نامی بھی شامل ہے۔

۱۸۸۴ء میں قاضی صاحب نے مہندرا کالج (پٹیالہ) کی طرف سے پنجاب یونیورسٹی میں منشی فاضل کا امتحان دیا اور یونیورسٹی میں اول آئے۔ یہ سرکاری طور پر فارسی کی اعلیٰ تعلیم کا امتحان تھا۔ قاضی صاحب کی عمر اس وقت سترہ برس تھی۔ اس عمر میں وہ علومِ عربیہ، دینیہ اور فارسی کی اعلیٰ مروّجہ تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے۔

سرکاری ملازمت کے دائرے میں آنے کی عمر قانونی لحاظ سے کم از کم اٹھارہ سال تھی، لیکن قاضی صاحب اس سے چھ مہینے کم یعنی ساڑھے سترہ برس کی عمر میں بحیثیت سررشتہ دار محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے تھے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ ان کی ملازمت کا آغاز ریاست پٹیالہ کے محکمہ تعلیم کے سپرنٹنڈنٹ کے طور پر ہوا تھا اور وہ اس وقت ریاست کے تمام اہل کاروں سے کم عمر تھے۔ یہ ۱۸۸۵ء کی بات ہے۔

کم و بیش پندرہ سال وہ ریاست کے محکمہ تعلیم میں خدمت انجام دیتے رہے۔ ان کے حسنِ کار اور طریق عمل کے نہ صرف محکمۂ تعلیم کے چھوٹے بڑے منصب دار مداح تھے، بلکہ دیگر سرکاری محکموں سے تعلق رکھنے والے اہل کار بھی ان کی کارکردگی کو سراہتے اور اپنی مجلسوں میں بطور مثال ان کا ذکر کرتے تھے۔

بعد ازاں محکمہ تعلیم سے قاضی صاحب کو عدلیہ کے محکمے میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد قاضی صاحب تمام عمر عدلیہ میں رہے اور تھوڑے عرصے میں اتنی ترقی کی کہ ریاست پٹیالہ کے سیشن جج بنا دیے گئے۔ اس نازک ترین محکمے میں ان کی زندگی کے بہت سے واقعات مشہور ہیں، لیکن ان کی تفصیلات میں جانے کا یہ محل نہیں۔ سرکاری امور میں انتہائی مصروفیت کے باوصف قاضی صاحب نے علمی و تصنیفی سرگرمیاں ہمیشہ جاری رکھیں۔ قرآن، حدیث، فقہ، سیرت، تاریخ وغیرہ جیسے متعدد اہم عنوانات پر انھوں نے جس اسلوب میں اظہار خیال فرمایا، وہ اچھوتا اور منفرد نوعیت کا ہے۔ عیسائیت اور مرزائیت کے مختلف پہلوؤں کو بھی انہوں نے موضوع تحقیق بنایا اور اس موضوع پر لاجواب کتابیں لکھیں۔ جماعت اہل حدیث اور بعض دیگر مسالک کے تبلیغی جلسوں میں بھی وہ شرکت فرماتے تھے۔ بعض جلسوں کی صدارتی ذمہ داری سپرد ہوئی اور ان میں انہوں نے تحریری

خطباتِ صدارت پڑھے۔ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے کئی اجلاسوں کی انھوں نے صدارت کی اور تحریری خطبات ارشاد فرمائے۔ لوگوں سے میل جول کا سلسلہ بھی جاری رکھتے تھے، اپنے اعزہ واقارب اور احباب و متعلقین کے معاملات میں بھی دلچسپی لیتے تھے۔ مسجد میں روزانہ درس قرآن بھی ان کے فرائض میں شامل تھا۔ خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرماتے تھے۔ لوگ بذریعہ تحریر ان سے فقہی مسائل بھی دریافت کرتے اور وہ ان کا تحریری صورت میں جواب دیتے تھے۔ غرض ان کی زندگی کے شب و روز بہ درجہ غایت مصروفیت میں گزرتے تھے اور اللہ نے ان کو بے پناہ ہمت اور بوقلموں اوصاف سے نوازا تھا۔

ان کی تصانیف جیسا کہ عرض کیا گیا گوناگوں موضوعات پر مشتمل ہیں، جو اہلِ علم سے خراجِ تحسین وصول کر چکی ہیں اور لوگوں نے ان سے خوب استفادہ کیا ہے اور استفادہ کر رہے ہیں۔ وہ تصانیف حسب ذیل ہیں۔

۱ الجمال والکمال

یہ سورۂ یوسف کی تفسیر ہے اور اردو زبان کی بے نظیر تفسیر ہے۔

۲ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

اس میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) ناموں کی تفصیل سے شرح کی گئی ہے۔ ہر نام کے لغوی معنے بھی بیان کیے گئے ہیں اور اصطلاحی بھی۔

۳ مہرِ نبوت

یہ سیرت نبوی ﷺ کی مختصر کتاب ہے۔ ۱۸۹۹ء میں پہلی دفعہ شائع ہوئی، پھر بار بار چھپی۔

۴ رحمۃ للعالمین

سیرت نبوی ﷺ سے متعلق یہ انتہائی اہم کتاب ہے جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اسے بہت سے ناشروں نے شائع کیا۔ لیکن ''مکتبہ اسلامیہ لاہور، فیصل آباد'' نے اسے نہایت عمدہ کاغذ اور نفیس کمپوزنگ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ابتدا میں قاضی صاحب کے مفصل

حالات شامل ہیں۔اس سے پہلے کسی ناشر نے ان کے حالات نہیں لکھے۔

۵ غایت المرام

یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض کتابوں کے جواب میں لکھی گئی۔ سال تالیف ۱۸۹۳ء مرزا غلام احمد سمیت کوئی مرزائی آج تک اس کا جواب نہیں دے سکا۔

۶ تائید الاسلام

اس میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی اور افکار کی تردید کی گئی ہے۔ اس کا جواب بھی کوئی مرزائی نہ دے سکا۔ ۱۸۹۸ء میں مرزا صاحب کی زندگی میں چھپی۔

۷ خطباتِ سلمان

وہ خطباتِ صدارت جو قاضی صاحب نے برصغیر کی مختلف انجمنوں اور جلسوں میں ارشاد فرمائے۔سب خطبات علمی اور تحقیقی نوعیتوں کے ہیں۔

۸ تاریخ المشاہیر

اس کتاب میں متعدد آئمہ دین، فقہا و محدثین، مشائخ کرام، شعرا و ادبا، مصنفین و مؤلفین اور ملوک و وزرا کے حالات و واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

۹ مسح جراب

یہ علامہ جلال الدین القاسمی الدمشقی کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ ہے، جس میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ جرابوں پر مسح کیا جا سکتا ہے۔

۱۰ استقامت

۱۹۰۶ء کا واقعہ ہے۔ قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں: ”میں دفتر جا رہا تھا کہ راستے میں پوسٹ مین نے مجھے ایک خط دیا۔ جس میں صاحب مکتوب نے ارقام فرمایا تھا کہ اگر مجھے تسلی بخش جواب نہ ملا تو میں عیسائی ہو جاؤں گا۔ یہ خط پڑھ کر میں گھر کی طرف لوٹا کہ مبادا

دیر ہو جائے اور وہ اسلام چھوڑ دے۔ چنانچہ آدھے گھنٹے میں یہ خط لکھا۔ ڈاک میں ڈالا اور دفتر روانہ ہوا۔" بعد میں یہ خط ایک مستقل کتاب بن گیا، جس کی اشاعت "استقامت" کے نام سے ہوئی۔ صاحبِ مکتوب بحمد اللہ اسلام پر قائم رہے۔

۱۱ مکاتیب سلمان

یہ چونتیس مکاتیب کا علمی مجموعہ ہے۔ مختلف حضرات نے قاضی صاحب سے جو استفسارات کیے، اس میں ان کے جواب دیے گئے ہیں۔

۱۲ برہان

غازی محمود دھرم پال اپنے دور کی ایک بڑی معروف شخصیت تھی۔ وہ ۳ فروری ۱۸۸۲ء کو ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) کے ایک گاؤں بہنوہ کے متدیّن خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام عبدالغفور رکھا گیا۔ بڑے ذہین اور پڑھے لکھے آدمی تھے۔ ۱۴ جون ۱۹۰۳ء کو گوجرانوالہ میں ہندوؤں کا آریہ مذہب اختیار کر لیا اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کئی کتابیں تصنیف کیں، پھر ان کی زندگی نے پلٹا کھایا اور قاضی صاحب نے ۴ مئی ۱۹۱۴ء کو بعض سوالات و اعتراضات کے جواب میں ایک طویل خط لکھا، جسے پڑھ کر وہ قاضی صاحب کی خدمت میں گئے اور ۱۴ مئی ۱۹۱۴ء کو دوبارہ مسلمان ہو گئے۔ اپنا نام غازی محمود دھرم پال رکھا اور اسلام کے بہت بڑے مبلغ ہوئے۔ جمعۃ المبارک کے دن ۱۸ مارچ ۱۹۶۰ء (۲۰ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ) کو لاہور میں وفات پائی اور قبرستان میانی میں دفن کیے گئے۔

۱۳ سفر نامہ حجاز

۱۹۲۱ء میں قاضی صاحب نے پہلا حج کیا اور سفر نامہ حجاز لکھا، جو اس دور کی سرزمین حجاز کی بہت سی معلومات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

۱۴ الصلوٰۃ والسلام

امام ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب کا اردو ترجمہ۔

۱۵ انجیلوں میں خدا کا بیٹا

عیسائیت کے خلاف۔

۱۶ امام رازی کی تفسیر سورۂ فلق کا ترجمہ

۱۷ نماز مترجم

۱۸ تبیان

حج وعمرہ کے مسائل پر مشتمل ہے۔

۱۹ آئینہ تصوف

امام غزالی کے بعض افکار کا ترجمہ۔

۲۰ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کا اردو ترجمہ کیا۔ افسوس کہ مسودہ ضائع ہو گیا۔ کتاب چھپ نہ سکی۔

۲۱ ایک عرض کا جواب

عیسائیوں کے بارے میں۔

۲۲ اصحابِ بدر

یہ قاضی صاحب کی وہ کتاب ہے جو اس وقت خوانندگان محترم کے زیر مطالعہ ہے۔ اس میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہے، جنھوں نے اسلام کی پہلی جنگ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شامل ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ جنگ ۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری کو جمعۃ المبارک کے دن بدر کے مقام پر لڑی گئی تھی۔ اسلام اور کفر کے درمیان یہ پہلی جنگ تھی۔ جس میں جنگی ساز و سامان سے لیس ایک ہزار کفار کے مقابلے میں صرف تین سو تیرہ مسلمان میدان میں کھڑے تھے، جن کی قیادت خود نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے۔ ان

کے پاس نہ کوئی قابلِ ذکر اسلحہ تھا، نہ جنگی سامان۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں کو کفار پر فتح دی۔ بہت سے مشہور مخالفینِ اسلام قتل ہوئے اور بہت سے گرفتار کیے گئے۔

اس مقام کو ''بدر'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ کسی زمانے میں یہاں ایک شخص بدر بن نحلد بن نضر بن کنانہ آباد ہوا تھا۔ آباد ہونے والے کے نام کی وجہ سے اس مقام کا نام ''بدر'' پڑ گیا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ''بدر'' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بدر بن حارث نے یہاں کنواں کھدوایا تھا، لہٰذا اسے ''بئرِ بدر'' کہا جانے لگا۔ بعد میں ''بئر'' کا لفظ مسمّٰی سے حذف ہو گیا اور صرف ''بدر'' رہ گیا۔

قاضی صاحب کے والد محترم قاضی احمد شاہ منصور پوری کو اصحابِ بدر کے ساتھ خاص قلبی تعلق تھا اور انہیں ان میں سے جن کے ناموں کا علم تھا، انہیں خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق میں لکھتے رہتے تھے، پھر لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ قاضی صاحب نے ان کی دفات کے بعد اس موضوع پر اصحابِ بدر کے نام سے مستقل کتاب تصنیف فرما دی۔ جس کے شروع میں اس جنگ کے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔

اصحابِ بدر یا شرکائے بدر کے نام کسی عربی یا اردو کتاب میں یک جا نہیں ملتے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے ان اسمائے گرامی کو یک جا کر دیا۔ اس موضوع کی یہ اولین کتاب ہے۔ اس پر انہوں نے جو محنت کی۔ اس کا اندازہ قارئین کرام بخوبی کر سکتے ہیں۔

قاضی صاحب نے دوسرے حج سے بذریعہ بحری جہاز واپس آتے ہوئے ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء کو جہاز میں وفات پائی۔ اس جہاز میں مولانا اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ بھی سوار تھے۔ انہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور میت سمندر کی لہروں کے سپرد کر دی گئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(محمد اسحاق بھٹی)

اسلامیہ کالونی، ساندہ۔ لاہور

بروز جمعہ ۱۱۔ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

۷۔ نومبر ۲۰۰۳ء

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ خُلَفَاءِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ ①

اَمَّـا بَـعْـدُ! غازیانِ غزوۂ بدر کے حالات میں یہ ایک مختصر رسالہ ہے۔ میرے والد بزرگوار مولوی قاضی حاجی احمد شاہ صاحب "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ" کو اصحابِ کبار غزوۂ بدر کے ساتھ خاص شغف تھا۔ انہوں نے بیسیوں بار اپنے قلم سے خطِ نسخ و نستعلیق میں ان مبارک ناموں کو لکھا اور احباب میں تقسیم کیا۔ ان دنوں مجھے اتفاق سے ان کے قلم کی لکھی ہوئی ایک فہرست مل گئی۔ دل میں آیا کہ ان کے حالات قلم بند کردوں۔ اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے کہ وہ اس ناچیز کے عمل کو قبول فرمائے اور اس کا ثواب میرے والدِ بزرگوار کے نامۂ اعمال میں ثبت فرمائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ ②

محمد سلیمان عفی عنہٗ

یکم مارچ ۱۹۳۰ء

---

① تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا اور رسولوں پر سلامتی ہو اور اللہ کے حبیب محمد ﷺ، آپ کی آل، آپ کی ازواج مطہرات، آپ کی اولاد، آپ کے اہل بیت، آپ کے خلفا اور تمام صحابہ پر درود و سلام ہو۔

② "اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما بے شک تو سننے والا، جاننے والا ہے۔"

غزوۂ بدر

غزواتِ نبوی ﷺ میں سے یہ غزوہ نہایت مشہور اور متبرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ اظہارِ احسان فرمایا:

﴿ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ﴾ [۳/ آل عمران:۱۲۳]

''اللہ نے تو تمہاری بدر میں بھی مدد کی جبکہ تم بہت کمزور تھے۔''

دوسرے مقام پر اسی غزوے کو یوم الفرقان بھی فرمایا گیا ہے۔ اس غزوے کا فضل و شرف جملہ غزوات سے برتر ہے اور حدیبیہ اس سے درجہ دوم پر ہے۔

بدر کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہاں بدر بن نحلد بن النضر بن کنانہ آباد ہوا تھا اسی کے نام سے اس مقام کا نام بدر پڑ گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بدر بن حارث نے یہاں کنواں لگوایا تھا۔ بئرِ بدر کی وجہ سے لوگ اس جگہ کو بھی بدر کہنے لگے۔

جب سے نبی کریم ﷺ اور مہاجرین صادقین مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ میں آئے تھے تب سے قریش نے ارادہ کرلیا تھا کہ فوجی طاقت سے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو فنا کردیا جائے اور ایسا ناگہانی حملہ کیا جائے جو مسلمانوں کو پامال ہی کردے۔

نبی کریم ﷺ بھی ان کی فطرت سے واقف اور اُن کے ارادوں سے باخبر تھے۔ اس لیے تھوڑے دنوں کے بعد ہر اس راستے کی طرف جدھر سے اہل مکہ کا اقدام وحملہ ہوسکتا تھا سرورِ کائنات ﷺ مسلمانوں کے جتھے روانہ کرتے اور اس طرف کے قبائل کے ساتھ غیر جانبدار رہنے کے معاہدات کرتے رہتے تھے۔

رمضان ۱ھ میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تیس (۳۰) سواروں کے ساتھ سیف البحر کی طرف گشت لگانے گئے تھے تو انھیں ابوجہل کا لشکر، جس میں تین سو سوار تھے، مل گیا۔

ابوجہل نے دیکھا کہ مسلمان ہوشیار ہیں اور ناگہانی حملہ ناممکن ہے، لہٰذا وہ واپس چلا گیا۔

شوال ۱ھ میں سیدنا عبیدہ بن الحارث الہاشمی رضی اللہ عنہ ساٹھ (۶۰) سواروں کو لے کر مدینہ منورہ سے گشت کو نکلے تو انھیں ابوسفیان دوسو سواروں کے ساتھ ثنیۃ المرہ کے راستے پر آتا مل گیا۔ ابوسفیان نے دیکھا کہ مسلمان اس راہ سے بھی غافل نہیں، لہٰذا وہ بھی واپس چلا گیا۔

ذی قعدہ ۱ھ میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسی (۸۰) سواروں کے ساتھ مدینہ سے گشت کو نکلے اور انہوں نے جحفہ تک چکر لگایا مگر دشمن نہ ملا۔

اس سے تین ماہ بعد صفر ۲ھ میں نبی کریم ﷺ خود ستر (۷۰) سواروں کے ساتھ ابوا تک نہضت فرما ہوئے، اس سفر میں عمرو بن مخشی الضمری سے معاہدہ ہوا کہ وہ غیر جانبدار رہے گا۔

ربیع الاول ۲ھ میں نبی کریم ﷺ نے پھر بواط تک سفر فرمایا، یہ مقام ینبوع بندرگاہ کے قریب ہے، راستے میں قافلۂ قریش ملا جس کا سردار امیہ بن خلف تھا۔ اس کے ساتھ صرف ایک سو اشخاص تھے اور آپ کے ہمرکاب (۲۰۰) دوسو، لیکن چونکہ مسلمانوں کا مقصد خود کسی کو چھیڑنا نہ تھا، اس لیے قافلہ نکل گیا اور آپ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

اسی مہینے میں کرز بن جابر الفہری نے مکہ سے نکل کر مدینہ تک کامیاب حملہ کیا اور اہل مدینہ کے مویشیوں کو مدینہ کی چراگاہ سے لوٹ کر لے گیا، اس کا تعاقب بھی مقامِ سفوان تک کیا گیا مگر اسلامی لشکر ناکام رہا۔ سفوان، بدر کے قریب ہے، اس لیے مؤرخین نے اس غزوے کا نام بدر اولیٰ بھی لکھا ہے۔

اس حملے کے بعد نبی کریم ﷺ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ بنو مدلج اور بنوضمرہ کے ساتھ غیر جانبدار رہنے کا معاہدہ کیا جائے، لہٰذا جمادی الآخر ۲ھ میں آپ اُدھر نہضت فرما ہوئے اور معاہدہ کیا۔

اسی ماہ جمادی الآخر کے آخری دنوں میں بارہ سواروں کا ایک جتھا سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھیجا گیا، انھیں قریش کا قافلہ مل گیا۔ نبی کریم ﷺ کی ہدایات کے

خلاف مسلمانوں نے تیر چلائے۔ قریش کا ایک آدمی مارا گیا جبکہ دو قید ہوئے۔

نبی کریم ﷺ نے قیدیوں کو چھوڑ دیا اور مقتول کا خوں بہا قریش کو ادا کر دیا اور یہ بھی واضح کر دیا کہ مسلمانوں نے یہ کام اجازت سے بڑھ کر کیا تھا۔

قریش نے تاوان تو وصول کر لیا مگر انہوں نے مسلمانوں کی معذرت کی کچھ قدر نہ کی اور یہ ارادہ کر لیا کہ اب مسلمانوں پر اعلانیہ حملہ کیا جائے۔

قوم کو جوش دلانے کے لیے ابوجہل نے یہ بھی مشہور کر دیا کہ قریش کے اس قافلہ کو جو ابوسفیان کی ماتحتی میں شام سے آ رہا ہے، جس کا سرمایۂ تجارت پچاس ہزار دینار ہے، مسلمان اس قافلے کو لوٹنا چاہتے ہیں، لہٰذا قافلے کی حفاظت کے لیے جلد آگے بڑھنا چاہیے۔ اس کی تدبیر پُرتزویر سریع الاثر ثابت ہوئی اور ایک ہزار کا لشکر جو خوب مسلح تھا جن کے ساتھ تین سو گھوڑے اور سات سو اونٹ بھی تھے، فراہم ہو گیا۔ قریش کے پندرہ سردار لشکر میں شامل ہو گئے اور ہر ایک نے وعدہ کیا کہ یکے بعد دیگرے تمام لشکر کی خوراک کے متکفل ہوں گے۔

ابوجہل مکہ سے چار پانچ منزل پر پہنچا تھا کہ اسے اطلاع مل گئی کہ ابوسفیان والا قافلہ بچ بچا کر خیریت سے مکہ پہنچ گیا ہے۔ اہل لشکر نے ابوجہل سے کہا کہ اب ہمیں واپس چلنا چاہیے، کیونکہ ہمارا قافلہ بلا کسی گزند کے گھر پہنچ چکا ہے۔ ابوجہل نے کہا: ہاں! یہ تو اچھا ہوا لیکن بہتر یہ ہے کہ یثرب کے قرب و جوار تک پہنچیں اور وہاں جشن منائیں۔ اس کا اثر گرد و نواح کے قبائل پر یہ پڑے گا کہ وہ مسلمانوں سے ہم عہد ہونا پسند نہ کریں گے اور مسلمان ہماری کثرت، شان و شوکت اور جشن کے حالات سن کر مرعوب ہو جائیں گے۔

اہل لشکر نے اس رائے سے اتفاق کر لیا اور اب یہ لشکر سمندر کا ساحل چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہو گیا۔

جب نبی کریم ﷺ کو ابوجہل کی اس گفتگو کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حکم دیا کہ جو اصحاب اس وقت جلد سے جلد چلنے پر تیار ہو سکتے ہیں وہ ہمرکاب نبوی ﷺ چل پڑیں۔ تین سو چودہ لوگ جو اس وقت روئے زمین پر بہترین لوگ تھے، آپ کے ساتھ روانہ ہو

گئے، اس تعداد میں مہاجرین ۸۳، انصار ۱۵۲۔ جن میں قبیلہ اوس کے ۶۱ جبکہ خزرج کے ۹۱ اور متعلقین ہر دو قبائل کے ۹۷ افراد شامل تھے۔ بعض روایات میں تعداد ۳۱۹ بعض میں ۳۱۵ بیان کی گئی ہے۔ ۳۱۹ کی روایت مسلم میں ہے جو کہ غالباً اُن بچوں سمیت ہے جو میدان جنگ میں تھے مگر بوجہ صغرسن انھیں لڑنے کی اجازت نہ دی گئی، چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو واقعات کی تفصیلی اطلاع نہ تھی، اس لیے ان میں سے بھی اکثر کا گمان یہی تھا کہ آپ قافلے پر حملہ آور ہونے جارہے ہیں اور وہ دل ہی میں خوش تھے کہ قافلے ہی سے مڈبھیڑ ہوں گے کیونکہ مسلمان بلحاظ جنگی ساز وسامان کے مکمل نہ تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تو مدینہ ہی میں مطلع فرما دیا تھا کہ حملہ آور دشمن سے جنگ کے لیے جانا ہے۔

مجلس شوریٰ

نبی کریم ﷺ نے سردارانِ مہاجرین و انصار کی مجلس طلب فرمائی اور اس معاملے کو شوریٰ میں پیش کیا۔

سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور بعد ازاں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گفتگو فرمائی۔ دونوں تقریریں نہایت دلچسپ تھیں۔

بعد ازاں سیدنا مقداد بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو اللہ تعالیٰ سے جو حکم بھی ملا ہے اُس کے لیے سوار ہو جائیں۔ ہم لوگ بنی اسرائیل کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ ”تو اور تیرا خدا جاؤ اور لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔“ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق وصداقت کے ساتھ بھیجا ہے! اگر آپ برک الغماد (اقصائے یمن کا ایک مقام ہے) تک جائیں گے تو ہم بھی ساتھ ساتھ ہوں گے اور آپ کو درمیان میں لیتے ہوئے آگے پیچھے، دائیں بائیں جنگ کریں گے۔ یہ سننے کے بعد نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک روشن ہوگیا۔ انصار کے لیے شمولیتِ جنگ کا یہ پہلا موقع تھا اور انصار میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو جنگ کو پسند نہیں کرتے تھے، لہٰذا نبی کریم ﷺ نے بارہا انصار کی طرف رخ فرما کر دریافت کیا کہ تمھاری کیا رائے ہے؟ تو سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا

حضور ﷺ کو ہماری رائے کی ضرورت ہے؟ بخدا ہمارا آپ پر ایمان ہے۔ میں نے آپ کی تصدیق کی ہے اور شہادت دی ہے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں، وہ حق ہے۔ ہم نے قبل ازیں آپ سے سمع و اطاعت کے معاہدات بھی کیے ہیں، لہٰذا ہماری عرض یہ ہے کہ آپ کا جو ارادہ ہے، اسی کے مطابق عمل فرمایا جائے۔

دوسری روایت میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ بھی ہیں۔ کیا حضور ﷺ کا خیال یہ ہے کہ انصار آپ کا ساتھ صرف اپنے ہی وطن میں دیا کریں گے؟ میں اس وقت انصار ہی کی طرف سے اور انہی کی عرض پیش کر رہا ہوں کہ آپ کی جو منشا ہو اس پر عمل فرمائیں، جس کا رشتہ ملانا ہو ملا دیجیے، جس کا رشتہ توڑ دینا ہو توڑ دیجیے، جسے موجودہ حالت پر رکھنا ہو اسے اسی حالت پر چھوڑ دیجیے، ہمارے اموال حاضر ہیں، جس قدر منشا ہو قبول فرمایے اور جس قدر منشا ہو ہمیں بطور عطیہ چھوڑ دیجیے، لیکن آپ کا قبول فرمانا ہمیں زیادہ پسند ہوگا اور جو ہمارے پاس رہ جائے گا وہ ناپسند ہوگا۔ ہمارا معاملہ بالکل آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر آپ ''برک الغماد'' تک چلیں تو تب بھی ہم سب ہمرکاب ہیں۔[1]

اس اللہ کی قسم! جس نے آپ کو سچی نبوت کے ساتھ بھیجا ہے! اگر ہمیں سمندر چیر کر نکل جانے کا حکم ہوگا تو بھی ہم سب آپ کے ساتھ چلیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا۔

یا رسول اللہ! ہم لوگ جنگ میں جم جانے والے ہیں اور مقابلے میں اپنی بات کو پورا کر دکھلاتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہماری خدمات آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوں گی۔

نبی کریم ﷺ نے اس تقریر پر نہایت سرور و نشاط کا اظہار فرمایا۔

یہ بات اسی پر واضح ہو جاتی ہے کہ قافلہ شام سے آ رہا تھا اور شام مدینہ سے جانب شمال جبکہ مکہ سے جانبِ جنوب ہے۔ قافلے کا راستہ مدینہ سے جانب غروب تھا۔

[1] صحیح مسلم: 1779؛ دلائل النبوۃ للبیہقی: 25/3؛ المعجم الکبیر للطبرانی 4056۔

نبی کریم ﷺ کا ارادہ اگر قافلے کے لیے جانے کا ہوتا تو آپ مدینہ سے جانبِ مغرب سفر فرماتے، حالانکہ آپ مدینہ سے جانبِ جنوب نہضت فرما ہوئے تھے۔

اسلامی لشکر میں صرف ستر اونٹ جبکہ دو گھوڑے سواری کے لیے تھے۔ تین تین سواروں کے لیے ایک ایک اونٹ مقرر کیا گیا۔ ان تین میں سے ایک پیدل چلتا جبکہ دو سوار ہوتے۔ نبی کریم ﷺ کی سواری میں بھی سیدنا علی المرتضیٰ اور ابولبابہ رضی اللہ عنہما شامل تھے۔ سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ راستے سے ہی حاکمِ مدینہ بنا کر واپس بھیج دیے گئے، تو سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ لے لی۔ باقی سب مجاہدین بالکل پیدل تھے۔

میدانِ جنگ

مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں جہاں پڑاؤ ڈالنا پڑا، وہاں ریت بہت تھی۔ آدمیوں کے پاؤں دھنس جاتے تھے اور پانی موجود نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ایسی زور کی بارش بھیجی کہ ریت دب گئی اور مسلمانوں نے ریت ہٹا کر جوہڑ بنا لیا جو پانی سے بھر گیا۔ کفار چونکہ صاف زمین پر اترے تھے، لہٰذا ادھر سخت کیچڑ ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ کا عریش

لشکر سے پیچھے ایک بلند ٹیلے پر نبی کریم ﷺ کے لیے ایک چھپر بنا دیا گیا تا کہ آپ اس بلندی سے دونوں لشکروں کے محاربے کو ملاحظہ کر سکیں۔ صرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس چھپر کے سائے میں آپ کے ساتھ تھے۔ ان کا کام آپ کی خدمت بجا لانا، اپنے لشکر کی حالت عرض کرتے رہنا اور آپ کے احکام لشکر تک پہنچانا تھا۔ زمانۂ حال میں ایسے افسر کو چیف آف آرمی سٹاف کہتے ہیں جو سپہ سالارِ اعظم کے ماتحت اور ساری فوج کا نگرانِ حال ہوتا ہے۔ سید الانصار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! مناسب یہ ہے کہ عریش کے پچھلی طرف آپ کی سواری ہر وقت موجود رہے، کیونکہ اگر اسلامی لشکر کو شکست بھی ہوئی اور ہم سب خاک وخون میں مل گئے تب بھی آپ کو مدینہ منورہ جانے کا موقع

رہے گا۔ وہاں آپ کے جاں نثار اور صدق شعار ابھی تک موجود ہیں جو صدق و خلوص میں ہم سے ہرگز کم نہیں۔ گو تنگیٔ وقت کی وجہ سے وہ ہمرکاب حاضر نہ ہو سکے۔ حضور ﷺ نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

ملاحظۂ میدانِ جنگ

جنگ سے ایک روز پیشتر حضور ﷺ نے میدانِ جنگ کا ملاحظہ فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساتھ تھے۔ آپ جگہ جگہ ٹھہر کر فرماتے جاتے کہ کل یہاں فلاں کافر کی لاش ہو گی جبکہ یہاں فلاں کافر کی۔ آپ نے جملہ سردارانِ قریش کے نام اسی طرح گنوا دیے۔

جنگ کے لیے صف بندی

۱۷ رمضان ۲ھ بروز جمعۃ المبارک کو صف بندی ہوئی۔ نبی کریم ﷺ ملاحظے کے لیے صفوں کے سامنے سے گزرے، دیکھا کہ ایک انصاری صف سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں پتلی سی چھڑی تھی۔ انصاری کے پیٹ پر چھڑی لگا کر کہا: برابر ہو جاؤ۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اس سے سخت تکلیف ہوئی۔ حضور ﷺ عدل و انصاف کے پیغام رساں ہیں، میں تو بدلہ لوں گا۔ آپ نے فرمایا: اچھا۔ کہا: آپ کرتہ اٹھائیں۔ آپ نے کرتہ اٹھایا تو اُس نے آگے بڑھ کر جھٹ سے آپ کے بطنِ اطہر کو چوم لیا۔ آپ نے پوچھا: یہ کیا۔ وہ بولا: حضور ﷺ دنیا میں یہ آخری گھڑیاں ہیں اور آخری سانس ہے۔ میں نے چاہا کہ اس شرف سے مشرف ہو جاؤں۔ آپ نے اسے دعائے خیر دی اور بعد ازاں یہ دعا فرمائی: ”یا اللہ! یہ وہ اہل ایمان ہیں کہ آج اگر تو نے انھیں ہلاک کر دیا تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔“

اپنی فوج کے ملاحظے سے فارغ ہوئے تو دشمن کی فوج کی طرف دیکھا اور زبان مبارک سے فرمایا: ”الٰہی! یہ قریش ہیں جو فخر و تکبر سے بھرپور ہیں۔ تیرے نافرمان۔ تیرے رسول ﷺ سے جنگ آور۔ الٰہی! تیری نصرت اور مدد کی ضرورت ہے جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔“

عریش اور دعا

بعد ازاں نبی کریم ﷺ عریش میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز کی نیت باندھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شمشیر برہنہ لے کر پہرے پر کھڑے ہو گئے۔ (نماز میں) آپ نے یہ دعا پڑھی:

«اَللّٰهُمَّ لَا تَخْذِلْنِیْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُکَ مَا وَعَدْتَنِیْ»[1]

"الٰہی مجھے ندامت سے بچانا! یا اللہ! میں تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔"

نماز کے بعد آپ نے لمبا سجدہ فرمایا اور سجدے میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ پڑھتے رہے۔ سجدے کے بعد بھی لمبی دعا میں مصروف رہے۔ دعا ایسے تضرع و ابتہال کے ساتھ تھی کہ آپ کی چادر مبارک بھی کندھوں سے گر گئی تھی اور آپ کا ابتہال بڑھتا جاتا تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنے آپ کو اتنا ہلکان نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے فتح وظفر کا وعدہ فرما چکا ہے۔

اتنے میں آپ پر اونگھ سی طاری ہوئی اور ادھر ساری فوج بھی اونگھ گئی۔ آپ نے آنکھ کھولتے ہی فرمایا: "ابوبکر! تجھے بشارت ہو، نصرتِ الٰہی آ پہنچی، جبرئیل علیہ السلام بھی آ گئے ہیں۔"

فوج نے آنکھ جھپک جانے کے بعد دشمن کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان کی تعداد بہت کم ہے اور مسلمان کثرت میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اس یقین نے ان کے حوصلے بڑھا دیے۔

نبی کریم ﷺ میدانِ جنگ میں تشریف لائے تو فوج سے فرمایا: اپنی جگہ پر قائم رہنا، دشمن حملے کی شکل میں آگے بڑھے تو اسے آگے آنے دینا، پھر جب وہ تمہارے تیروں کی زد میں آ جائے تو خوب تیر برسانا اور اگر دشمن مزید قریب آ جائے تو نیزوں کا استعمال کرنا اور تلوار کا استعمال سب سے آخر میں کرنا۔"

[1] سنن سعید بن منصور: 28721.

اس وقت کفار کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ بن عبد مناف اپنی فوج کے سامنے تقریر کے لیے نکلا اور ادھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قوم میں یہ شخص سمجھ دار ہے۔ اگر لوگوں نے اس کی بات مان لی تو سیدھی راہ پر آ جائیں گے۔''

عتبہ بولا: اے معشر قریش! محمد ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کا کوئی نفع معلوم نہیں ہوتا۔ اگر تم غالب بھی آ گئے۔ تب بھی کیا ہو گا ہم اپنے بھائیوں سے ہمیشہ آنکھ چراتے رہیں گے۔ کوئی چچا زاد کو تو کوئی خالہ زاد کو قتل کرے گا اور کوئی اپنے قبیلے کے بھائی کو مار ڈالے گا۔ چلو واپس چلو۔ عرب والے خود محمد ﷺ سے نپٹ لیں گے۔ اگر کوئی قبیلہ ان پر غالب آ گیا تو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی غالب نہ آیا تو تم ندامت و عار سے بچے رہو گے۔

بعد ازاں یہی پیغام ابوجہل کے پاس بھی بھجوا دیا۔ ابوجہل نے عامر بن حضرمی کو بلایا، کہا: دیکھو! یہ عتبہ تیرا رقیب ہے اور تجھے بھائی کا انتقام لینے سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ اس کی یہ وجہ بھی ہے کہ اس کا بیٹا مسلمانوں کی طرف ہے۔ اب تم پر لازم ہے کہ آگے بڑھو اور فوج کو گرماؤ۔ اس نے اپنے بھائی کے نام کی دہائی دی اور فوج میں جوش پیدا ہو گیا۔

اسود مخزومی کفار میں سے نکلا اور کہا: سب سے پہلے میں بڑھتا ہوں۔ مسلمانوں کے حوض کا پانی پی کر آؤں گا یا وہیں مر جاؤں گا۔

وہ حوض کی طرف چلا تو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کیا اور اس کی پیٹھ پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ وہیں گر گیا۔

عتبہ اپنی صف سے نکلا (غالبًا یہ ابوجہل کے طعن کا جواب تھا) اس کا بھائی شیبہ اور فرزند ولید بھی اس کے ساتھ تھے، اس نے نعرہ لگایا کہ کوئی مقابلہ کو نکلے یہ سن کر سیدنا معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما پسرانِ حارث باہر نکلے (ان کی ماں عفراء انصاریہ ہیں اس خاتون کے سات فرزند دو شوہروں حارث اور بکیر سے تھے اور ساتوں فرزند میدانِ جنگ میں حاضر تھے۔ کوئی خاتون ان کی اس فضیلت کو نہ پا سکی) سیدنا عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ نقیبِ محمدی ﷺ اور شاعر زبان آور تھے، ان کے ساتھ ساتھ تھے۔

عتبہ نے کہا: تم کون ہو۔ انہوں نے بتایا کہ ہم انصار ہیں۔ عتبہ بولا: ہاں! آپ عزت والے ہیں برابر کے جوڑ ہیں۔ لیکن میں تو اپنی قوم کے اشخاص چاہتا ہوں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حرث تم چلو۔ حمزہ رضی اللہ عنہ تم چلو۔ علی رضی اللہ عنہ تم چلو'' (تینوں ہاشمی ہیں) حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ کا شکار جاتے ہی کر لیا۔

سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ ایک دوسرے پر شمشیر زنی کر رہے تھے کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ نے بھی عتبہ پر حملہ کر دیا اور اسے بھی خاک وخون میں سلا دیا۔

اسی جنگ میں رئیس الکفر امیہ بن خلف جو بلال رضی اللہ عنہ کو کلمہ توحید کی وجہ سے ستایا کرتا تھا، قتل ہوا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا۔ سیدنا معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی مدد کو پہنچ گئے اور اس ناپاک کا خاتمہ کر دیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس شعر میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دی، فرمایا:

هَنِيئًا زَادَكَ الرَّحْمٰنُ فَضْلًا فَقَدْ اَدْرَكْتَ ثَارَكَ يَا بِلَالُ[1]

قتل ابوجہل لعنہُ اللہ

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صف بندی میں میرے دائیں بائیں نوجوان لڑکے تھے، میں نے دل میں کہا کہ میرے برابر کوئی آزمودہ کار ہوتا تو خوب تھا۔ یہ دونوں نوجوان سیدنا معاذ ومعوذ رضی اللہ عنہما پسران عفراء تھے۔

ایک نے چپکے سے مجھے کہا: چچا! آپ ابوجہل کو جانتے ہیں؟ جب ہمارے سامنے آئے تو مجھے بتانا۔ دوسرے نے بھی یہی بات آہستہ سے پوچھی۔ میں نے کہا: تم کیا کرو گے اگر اُسے دیکھ لو گے؟ انہوں نے کہا: ہم نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا ہے۔ ہم نے عہد کر لیا ہے کہ اُسے ضرور قتل کریں گے یا اپنی جان دے دیں گے۔ اتنے میں ابو جہل چکر لگاتا ہوا لشکر کے سامنے آیا۔ میں نے دونوں لڑکوں سے کہا: دیکھو! ابوجہل وہ

[1] (اے بلال!) تمہیں مبارک ہو، اللہ تمہارے فضل وشرف میں مزید اضافہ فرمائے، یقیناً آپ نے (جو آپ پر ظلم ہوئے ان کا) بدلہ پالیا ہے۔

ہے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں ایسے جھپٹے جیسے شہباز کوے پر گرا کرتا ہے۔ دونوں نے اپنی اپنی تلواریں اس کے پیٹ میں جھونک دیں۔ وہ گر پڑا۔ جان توڑ رہا تھا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے اس کی چھاتی پر پاؤں رکھا۔ سر کاٹا اور داڑھی سے پکڑ کر سر اٹھا لیا۔ نبی کریم ﷺ نے تینوں کی خدمات کو منظور فرمایا۔ نیز فرمایا کہ ''اس امت کا فرعون یہی ابوجہل تھا۔''

جذباتِ جان نثاری و جوش صداقتِ دین

الف:۔ جب کفار کے لشکر سے عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق مبارز طلب نکلا تو اس کے مقابلے کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آمادہ ہو گئے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کو روک لیا۔

ب:۔ جب لشکر کفار سے جراح باہر آیا تو اس کے محاربے کو سیدنا ابوعبیدہ عامر رضی اللہ عنہ ان کے فرزند لشکر اسلام سے روانہ ہو گئے۔ ہر دو امثلہ سے ظاہر ہے کہ ان مجاہدین فی سبیل اللہ کی نگاہ میں باپ کی عظمت باقی رہی تھی نہ فرزند کی محبت۔ انھیں ایک وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات ہی کبریائی وعظمت کی مستحق نظر آتی تھی اور ایک ذات حمیدہ وصفات محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی واجب الاحترام والمحبت دکھلائی دیتی تھی اور بس۔

ج:۔ ایک انصاری نے رسول اللہ ﷺ کو یہ الفاظ کہتے ہوئے سن لیا کہ ''جو کوئی آج اللہ کی راہ میں شہید ہوا اس کے لیے جنت واجب ہے۔'' ان کے ہاتھ میں انگور کا گچھا تھا، انگور کھا رہے تھے۔ انہوں نے آپ کے ارشاد کو سنا، پھر انگوروں کی طرف دیکھا اور کہا: اوہ! یہ انگور تو بہت ہیں۔ ان کے ختم کرنے میں تو دیر لگے گی۔ میں جنت میں جانے سے اتنی دیر کیوں کروں؟ یہ کہہ کر انگور پھینک دیے۔ آگے بڑھے اور اپنا فرض ادا کرتے ہوئے فردوس کو سدھار گئے۔ لڑائی گھمسان کی ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو بھی اہل ایمان کی مدد و نصرت اور ثبات و اطمینان کے لیے نازل فرمایا۔ مسلمان، فرشتوں کو انسانوں کی صورت میں چلتے پھرتے دیکھتے تھے اور فرشتے ہر ایک مومن سے کہہ رہے تھے کہ بہادر بنو، مضبوط رہو، فتح اور نصرتِ الٰہی تمہارے ساتھ ہے۔

جب مسلمین و کافرین کا ہر شخص جنگ میں مصروف تھا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی کفار کی جانب پھینک دی اور زبان مبارک سے فرمایا: «شَاهَتِ الْوُجُوْهُ اَللّٰهُمَّ اَرْعِبْ قُلُوْبَهُمْ وَ زَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ»①

کنکریوں کا پھینکنا تھا کہ کفار دل توڑ کر بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے تعاقب کیا اور ستر ۷۰ اشخاص کو قید بھی کر لیا۔ معرکے میں کافروں کے ۷۰ آدمی ہلاک ہوئے تھے اور مسلمانوں کے صرف چودہ آدمی شہید ہوئے۔ اس روز جنگ میں پہلا شہید ہونے والا سیدنا مہجع رضی اللہ عنہ تھا۔ جو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ دنیا والے اسے غلام سمجھتے تھے مگر مساوات کے حامی، عدل کے مربی، اخوت کے بانی سرورِ کائنات ﷺ نے اسے ''سید الشہداء'' کا خطاب عطا فرمایا۔

قیدیوں سے حسنِ سلوک

ستر قیدیوں میں چند ہاشمی بھی تھے جو نبی کریم ﷺ سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ (۱) انھی میں عباس بن عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کے چچا تھے۔ (۲) انھی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرتضیٰ کے برادرِ کلاں بھی تھے۔ (۳) اور نوفل بن حارث نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھی۔ (۴) اور انھی میں حضور ﷺ کی دختر کلاں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر ابو العاص بھی تھے۔

لیکن یہ سب عام قیدیوں کی طرح پابند وسلاسل تھے۔ رات کو ایک انصاری نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ خواب راحت نہیں فرماتے ادھر ادھر کروٹیں لے رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ حضور ﷺ کو کچھ تکلیف ہے؟ فرمایا: ''نہیں! مجھے تو عباس رضی اللہ عنہ کے کراہنے کی آواز آرہی ہے اور وہی آواز مجھے سونے نہیں دیتی۔'' انصاری اٹھا اور عباس رضی اللہ عنہ کی مشک بندھی کھول آیا۔ نبی کریم ﷺ نے جب عباس رضی اللہ عنہ کی آواز نہ سنی تو انصاری سے پوچھا۔ کہا: میں اُن کی مشک بندھی کھول آیا ہوں۔ فرمایا: ''جاؤ اور سب اسیروں کے ساتھ یہی سلوک کرو۔''

① المعجم الكبير للطبراني: 318۔ ''اے اللہ! ان کے چہرے مسخ کر دے، ان کے دلوں پر رعب طاری کر دے اور ان کے قدموں کو متزلزل کر دے۔''

مشرکین کی مُردہ لاشوں سے سلوک

کفار ایسے بھاگے تھے کہ انہوں نے اپنی فوج کے مُردوں کا بھی کچھ انتظام نہ کیا۔ نبی کریم ﷺ کی طبعاً عادت مبارک یہ تھی کہ جہاں کسی انسان کی لاش کو بلا تدفین دیکھ لیتے تو دفن کرنے کا حکم دیتے۔ بدر میں بھی آپ نے ایسا ہی کیا۔

۲۴ سردارانِ قریش کو ایک گڑھے میں الگ اور باقی کفار کو ایک گڑھے میں الگ زیر خاک کر دیا گیا۔

تیسرے روز نبی کریم ﷺ اس قلیب (گڑھے) کے کنارے تشریف لے گئے، جہاں سردارانِ قریش کے ناپاک جُثے گرائے گئے تھے اور آواز بلند فرمایا: ''اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اے امیہ بن خلف! اے ابو جہل بن ہشام! اے فلاں! اے فلاں! اللہ نے جو تمہاری بابت کہا تھا کیا اسے تم نے ٹھیک پایا؟ مجھے تو جو اللہ نے وعدہ فرمایا تھا میں نے تو اسے بالکل درست دیکھ لیا۔''[1]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے استفہامیہ لہجے میں عرض کیا: کیا آپ ان لاشوں سے، جن میں روح نہیں، تین روز کے بعد خطاب فرما رہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّهُمُ الْاٰنَ لَيَسْمَعُوْنَ))[2] ''ہاں! یہ لوگ اس وقت سن رہے ہیں۔''

یہ الفاظ جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیے گئے تو انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے الفاظ مبارک تو یہ تھے:

((اِنَّهُمُ الْاٰنَ لَيَعْلَمُوْنَ))[3]

''ہاں! وہ اس وقت خوب جان گئے ہیں۔''

---

① ان چوبیس میں سے ۴ کے نام بروایت صحیح مسلم :179۔ عن انس اوپر لکھ دیے ہیں۔ بعض نے باقی نام اور بھی لکھے ہیں۔ حنظلہ بن ابوسفیان، ولید بن عتبہ، حرث بن عامر، طعیمہ بن عدی، نوفل بن عبد، زمعہ و عقیل پسران اسود، عاصی برادر ابوجہل، ابوقیس برادر خالد بن ولید، بنیہ و منبہ پسران حجاج، علی بن امیہ بن خلف، عمرو بن عثمان، مسعود بن ابو امیہ برادر ام سلمہ، قیس بن فاکہ، اسود برادر ابوسلمہ، عاصی بن قیس بن عدی، امیہ بن رفاعہ، عبیدہ و عاصی بن ابواحیہ۔ ② صحیح البخاری: 39781 ۔ ③ صحیح البخاری: 3978۔

اسیرانِ بدر اور فدیہ

نبی کریم ﷺ نے اس معاملے کو کہ اسیروں کے ساتھ کیا کیا جائے؟ شوریٰ میں پیش کر دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ لوگ کافروں کے پیش رو ہیں۔ میری رائے میں ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ فلاں شخص جو میرا قریبی ہے اس کی گردن میں اڑا دوں اور عقیل جو علی رضی اللہ عنہ کا بھائی ہے علی رضی اللہ عنہ اس کی گردن اڑا دے۔

اسی طرح حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے قریبی کی تا کہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ ہمارے دل میں مشرکین کی مؤدت ذرا بھی نہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میری رائے ہے کہ ان کو معاف کر دیا جائے اور ان سے فدیہ لیا جائے۔ فدیے سے ہم اپنی جنگی حالت کو درست کر لیں گے اور بعد ازاں ممکن ہے کہ ان میں سے کسی کو اسلام کی نعمت و ہدایت مل جائے اور وہ خود بھی ہمارا قوت بازو ثابت ہو۔ سیدنا عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میری رائے ہے کہ جس جنگل میں لکڑی بہت ہو، وہاں ان کو داخل کر کے آگ لگا دی جائے۔

نبی کریم ﷺ عریش میں چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لائے اور یوں ارشاد فرمایا:

> ”اللہ تعالیٰ بعض کے دلوں کو نرم کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ دودھ سے زیادہ نرم ہو جاتے ہیں، بعض کے دلوں کو سخت کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ پتھر سے زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔“

اے ابوبکر! تو ملائکہ میں میکائیل علیہ السلام جیسا ہے جو رحمت کے ساتھ نازل ہوتا ہے

اے ابوبکر! انبیاء علیہم السلام میں تیری مثال ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے۔

جنہوں نے فرمایا: ﴿مَنْ تَبِعَنِيْ فَإِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ①

① 14/ ابراھیم: 36۔ ”جو میری اتباع کرے تو وہ میرا (ساتھی) ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو یقیناً تو معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

اے ابوبکر! انبیاء علیہم السلام میں تیری مثال عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے جنہوں نے کہا تھا:

﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ﴾ [1]

اے عمر! تیری مثال ملائکہ میں جبرائیل علیہ السلام جیسی ہے جو شدت اور باس کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔

اے عمر! تیری مثال انبیاء علیہم السلام میں نوح علیہ السلام کی سی ہے۔ جنہوں نے کہا:

﴿ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴾ [2]

اے عمر! تیری مثال انبیاء علیہم السلام میں موسیٰ علیہ السلام جیسی ہے۔ جنہوں نے کہا تھا:

﴿ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ...... ﴾ الآیۃ۔ [3]

اے ابوبکر و عمر! اگر تمہارا اتفاق ہوتا تو میں کچھ اور حکم نہ دیتا۔ اچھا، ان سے فدیہ لیا جائے، ورنہ ضربِ عنق ہوگا۔ [4]

کافی لوگوں نے اپنا اپنا زرِ فدیہ وہیں ادا کر دیا اور جو رہ گئے تھے ان کو مدینہ میں لے گئے۔ قیدیوں میں بعض پڑھے لکھے تھے اُن کو انصار کے بچے سپرد کر دیے گئے کہ زرِ فدیہ کے عوض میں ان کو تعلیم دیا کریں۔

اسیروں کو مدینہ میں ایسے آسائش و آرام سے رکھا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ میں واپس آ کر کہا کرتے تھے: خدا اہل مدینہ پر رحم کرے خود کھجوروں پر گزارہ کیا کرتے اور ہمیں روٹی کھلایا کرتے تھے۔

فدیہ وغنیمت کے لینے میں اشتباہ

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ بھی شبہ تھا کہ کیا زرِ فدیہ و مالِ غنیمت کا استعمال مسلمانوں کے لیے جائز بھی ہے۔ تو اللہ پاک نے سورۂ انفال میں یہ حکم نازل فرما کر انھیں بھی مطمئن کر دیا۔ فرمایا:

[1] 5/ المائدة: 118۔ ''اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں۔'' [2] 71/ نوح: 26۔ ''اے میرے رب! کفر کرنے والوں کا زمین پر کوئی گھر نہ چھوڑ۔'' [3] 10/ یونس: 88۔ ''اے اللہ! ان کے مال و دولت کو غارت کر دے اور ان کے دل سخت کر دے، وہ ایمان نہ لائیں حتی کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔'' [4] مصنف ابن أبي شيبه: 36690۔

''اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے اس بارے میں نوشتہ موجود نہ ہوتا تب فدیہ اور غنیمت کے متعلق تم پر عذاب بھی نازل ہوتا۔ پس جو حلال، پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''[1]

فضیلت اہلِ بدر

صحیح بخاری میں سیدنا رفاعہ بن رافع الزرقی رضی اللہ عنہ صحابی بن صحابی سے روایت ہے۔

جَآءَ جِبْرَئِیْلُ علیہ السلام اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِیْکُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِیْنَ قَالَ وَ کَذَالِکَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلَائِکَةِ علیہم السلام.[2]

جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے پوچھا: ''آپ اہلِ بدر کو مسلمانوں میں کیسا سمجھتے ہیں؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب مسلمانوں سے افضل سمجھتا ہوں۔'' جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: ''فرشتوں میں سے جو فرشتے بدر میں حاضر ہوئے ان کا درجہ ملائکہ میں بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔''

وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اِطَّلَعَ اللهُ عَلٰی اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ)).[3]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھا اور فرمایا: اب تم جو چاہو کرو میں تمہیں بخش چکا ہوں۔''

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ التَّابِعِیْنَ هُمْ بِاِحْسَانٍ وَ صَلَّی اللهُ عَلَی النَّبِیِّ وَ اٰلِهٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

[1] 8/ الانفال: 68، 69۔ [2] صحیح البخاری: 3992۔ [3] سنن أبی داود: 4654۔

فہرست اسمائے مبارکہ شہدائے غزوۂ بدر رضی اللہ عنہم [1]

۱ سیدنا مہجع بن صالح رضی اللہ عنہ

قوم عک سے تھے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام۔ اس غزوے میں سب سے پہلے یہی شہید ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((یَوْمَئِذٍ مَهْجَعُ سَيِّدُ الشُّهَدَآءِ)) [2]
یہ اسلام ہی کی انسانیت نوازی ہے کہ ایک غلام کو سید الشہداء کا خطاب عطا کیا گیا۔

۲ سیدنا عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی رضی اللہ عنہ

قرشی المطلبی، ابو الحارث یا ابو معاویہ کنیت تھی۔ سب سے اولین سریہ اسلامی کے سردار یہی بنائے گئے تھے۔ غزوۂ بدر میں جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھرانے کے تین سرداروں کو جنگ میں جانے کا حکم دیا تو سیدنا امیر حمزہ و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے ساتھ تیسرے بزرگ یہی تھے۔ عمر بوقت شہادت ۶۳ سال تھی۔

۳ سیدنا عمیر بن ابی وقاص (مالک) بن اُہیب بن عبد مناف رضی اللہ عنہ

قرشی الزہری ہیں اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بن ابو وقاص (احد العشرة المبشرة) اور فاتح ایران کے برادر خورد ہیں۔ ۱۶ سال کی عمر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بوجہ صغر سنی واپس کرنا چاہا تو یہ رو پڑے، اس لیے اجازت دی گئی۔ حوصلے کے ساتھ لڑے اور خنداں خنداں روضۂ رضوان کو سدھارے۔

۴ سیدنا عاقل بن بکیر بن عبد یالیل رضی اللہ عنہ

قبیلہ بنولیث سے ہیں۔ ان کے بھائی کا نام سیدنا خالد رضی اللہ عنہ تھا، وہ غزوہ رجیع میں شہید ہوئے۔

[1] ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تراجم اگلے صفحات پر تفصیل سے موجود ہیں، لہٰذا ان کی تخریج بھی وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ [2] ”آج کے دن کے شہدا کے سردار مہجع ہیں۔“ دیکھیے: تفسیر قرطبی 234/13۔

۵ سیدنا عمیر بن عمرو بن نضلہ رضی اللہ عنہ

ذوالشمالین لقب، ابومحمد کنیت اور بنوزہرہ کے حلیف تھے۔

۶ سیدنا عوف یا عوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ

انصاری نجاری تھے۔ عفراء ان کی والدہ کا نام ہے۔ اس خاتونِ بلند پایہ کے ساتوں فرزند غزوۂ بدر میں حاضر تھے۔ والد کا نام حارث ہے۔

۷ سیدنا معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ

صحابی اور والدین بھی صحابی، نمبر ۶ کے سگے بھائی۔

۸ سیدنا حارث یا حارثہ بن سراقہ بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ

ان کی والدہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہیں۔ حلق پر تیر لگا اور جاں بجاں آفرین کو سپرد کر گئے۔

۹ سیدنا یزید بن حارث یا حرث بن قیس بن مالک رضی اللہ عنہ

انصاری نجاری، مؤاخات میں نمبر ۵ کے دینی بھائی۔

۱۰ سیدنا رافع بن معلیٰ بن لوذان رضی اللہ عنہ

انصاری ہیں۔

۱۱ سیدنا عمیر بن حمام بن جموح بن زید بن حرام (انصاری اسلمی) رضی اللہ عنہ

مؤاخات میں سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ مہاجر نمبر ۴ کے دینی بھائی۔ دونوں زندگی میں بھی اکٹھے رہے اور بہشت بریں میں بھی ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے رونقِ افروزِ خلد ہوئے۔ میدانِ جنگ میں ان کا رجز یہ تھا۔

رَكْضًا عَلَى اللهِ بِغَيْرِ زَادٖ   اِلَّا التُّقٰى وَ عَمَلَ الْمَعَادٖ
وَالصَّبْرُ فِي اللهِ عَلَى الْجِهَادِ   وَ كُلُّ زَادٍ عُرْضَةُ النَّفَادِ
غَيْرُ التُّقٰى وَالْبِرِّ وَالرَّشَادِ[1]

۱۲ سیدنا عمار بن زیاد بن سکن بن رافع (انصاری الاشہلی) رضی اللہ عنہ

ان کے بھائی سیدنا عمارہ رضی اللہ عنہ بن زیاد اور ان کے چچا سیدنا یزید رضی اللہ عنہ بن سکن غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے۔

۱۳ سیدنا سعد بن خیثمہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

ابوعبداللہ کنیت، سعد الخیر لقب نقیبِ محمدی تھے۔ باپ نے کہا: تم ٹھہرو! میں جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا: ابا مجھے بہشت میں جانے سے نہ روکو۔ ان کے والد سیدنا خیثمہ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے، تو اس طرح یہ شہید بن شہید اور صحابی بن صحابی ہیں۔

۱۴ سیدنا مبشر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ

انصاری الاوسی ہیں۔

زرقانی میں ہے۔

اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ بَدْرٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا۔[2]

فہرست بالا کے نام زرقانی اور الاستیعاب کے متفق علیہ ہیں۔ بعض نے شہدائے بدر کی تعداد ۲۲ بتلائی ہے۔

مجھے بروایت بعض تین نام اور بھی ملے۔

---

① ''ہم اللہ کی طرف جارہے ہیں جبکہ ہمارے پاس زادِ راہ نہیں ہے اور اس کے پاس جانے کے لیے تو تقویٰ اور آخرت میں کام آنے والے اعمال ہی کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے صبر سے کام لینا چاہیے اور تقویٰ، نیکی اور ہدایت کے سوا باقی سب کچھ ختم ہونے والا ہے۔'' ② شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية: 2/325۔

① سعد بن خولیٰ ② صفوان بن بیضاء فہری۔

③ عبداللہ بن سعید بن عاص اموی۔

اس طرح فہرست ہذا میں ۱۷ نام درج کیے جا سکتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ۔[1]

ثُمَّ السَّلَامُ عَلَى النَّبِیِّ فَاِنَّهٗ
یُبْدِیْ بِهِ الذِّكْرُ الْجَمِیْلُ وَ یَخْتَمُ[2]

محمد سلیمان سلمان منصور پوری کَانَ اللّٰهُ لَهٗ

پٹیالہ۔ یکم رمضان ۱۳۴۸ھ

---

① (اے اللہ! اپنے راستے میں شہادت عطاء فرما اور مجھے موت تیرے رسول کے شہر میں آئے) قاضی صاحب کی یہ دعا میں نے ان کی اکثر تحریرات میں دیکھی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بھی صحابہ کرام ﷺ کی طرح شہادت کا بہت شوق تھا اور بیت اللہ الحرام کا جذبہ بھی آپ کے دل میں کارفرما رہتا تھا، چنانچہ یکم محرم الحرام ۱۳۴۹ھ کو ایک حد تک آپ کی یہ دعا قبول ہوگئی آپ حج بیت اللہ الحرام سے واپس آرہے تھے کہ جدہ کے قریب ہی جہاز میں انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ شہید گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے کہ اس کے جنازے کی بھی ضرورت نہیں۔ اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ حاجی جب حج سے فارغ ہو جائے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا تو یہ بھی ایک گونہ شہادت ہی کھیے۔ نِعْمَ مَا قَالَ۔

غوطہ خورد و غریق رحمت گشت   مورد لطف خاص رحماں بود
سال تاریخ ہم بہ بحر سخن   "غرق موج" از وفات سلماں بود

خادم

1349ھ

② سلامتی ہو نبی کریم ﷺ پر، کیونکہ ہر خوبصورت کلام کی ابتدا و انتہا آپ ہی کے نام سے ہوتی ہے۔

۱ سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ

ولادت مبارک بروز دوشنبہ ۹ ربیع الاول کو مکہ معظمہ میں بعد صبح صادق وقبل از طلوع آفتاب ہوئی۔

دنیا کے مروجہ مشہورہ سنین کے مطابق آپ کی تاریخ ولادت حسب ذیل ہے۔

۹۔ربیع الاول	۱ عام الفیل	۱۰۔ماہ ایار	۴۳۳۱ عبرانی
۱۸۔ماہ دے	۴۰ نوشیروانی	۱۹۔اپریل	۵۲۸۴ جولیانی (جولین پیری اڈ)
۲۵۔ماہ برمودہ	۲۸۷ قبطی جدید	یکم جیٹھ	۳۶۷۲ کل جگ
۲۲۔اپریل	۵۷۱ عیسوی	۱۸۔ماہ توت	۱۳۱۹ بخت نصری
۲۰۔ماہ ہفتم	۲۵۸۵ ابراہیمی	۲۰۔ماہ نیسان	۸۸۲ سکندری
۱۱۔ماہ بیشنس	۳۶۷۵ طوفان نوح	یکم جیٹھ	۶۲۸ بکری شمس

اکتالیسویں سال کے پہلے دن بعثتِ نبوت ہوئی۔۱۳ سال مکہ معظّمہ میں تبلیغ رسالت فرمائی۔ بروز دوشنبہ ۲۸ ویں شب ماہِ رجب ۱۰ نبوت کو معراج ہوا۔

شب جمعہ ۲۷ صفر ۱۳ نبوت کو مکہ بعزم ہجرت چھوڑا۔دوشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوت کو قبا رونق افروز ہوئے۔دوشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳ نبوت کو قبا میں ۱۴ یوم قیام کے بعد مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔

۶۳ سال ۴ یوم کی عمر میں فوت ہوئے۔ تاریخ وفات دوشنبہ وقت چاشت ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہے۔

عالم دنیوی میں نبی کریم ﷺ نے ولادت سے لے کر وفات تک ۲۲۳۳۰ دن ۶ گھنٹے قیام فرمایا۔ یہ چھ گھنٹے اکتیسویں دن کے تھے۔

مذکورہ بالا ایام میں سے ۸۱۵۶ دن تبلیغ رسالت و نبوت کے ہیں۔

آپ کے ممتاز اسماء محمد، احمد، ماحی، حاشر اور عاقب ہیں۔ آپ کے ممتاز خطابات میں سے جو مشہور ہیں، وہ درج ذیل ہیں: عبداللہ، رحمة للعالمین، خاتم النّبیین، امام الانبیاء، سید ولد ادم، شفیع المذنبین۔ [1]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ [2]

نبی کریم ﷺ کا مختصر نسب نامہ

آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک (ہر دو اسما بھی شمار میں داخل ہیں)	۱۰ پشت
سام بن نوح سے ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام تک (ہر دو اسما شامل ہیں)	۹ پشت
اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام سے اُدَد تک (ہر دو اسما شامل ہیں)	۴۰ پشت
عدنان بن اُدَد سے عبداللہ نبی کریم ﷺ کے والد تک (ہر دو اسما شامل ہیں)	۲۱ پشت
میزان	۸۰ پشت

ذیل میں عدنان تک کا نسب نامہ مکمل درج ہے، کیونکہ اس نسب نامے کے بعض اسما کا ذکر مہاجرین کی تاریخ میں بھی آئے گا۔

① (بالترتیب) اللہ کے بندے، تمام جہانوں کے لیے رحمت، آخری نبی، انبیا کے امام، آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار اور گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے۔ ② اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی۔ بلاشبہ تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بلاشبہ تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

۱۔عبداللہ بن ۔۲۔عبدالمطلب بن ۔۳۔ہاشم بن ۔۴۔عبدمناف بن ۔۵۔قصی بن ۔ ۶۔کلاب بن ۔۷۔مرہ بن ۔۸۔کعب بن ۔۹۔لؤی بن ۔۱۰۔غالب بن ۔۱۱۔فہر الملقب بہ قریش بن ۔۱۲۔مالک بن ۔۱۳۔نضر بن ۔۱۴۔کنانہ بن ۔۱۵۔خزیمہ بن ۔۱۶۔مدرکہ ابن ۔۱۷۔الیاس بن ۔۱۸۔مضر بن ۔۱۹۔نزار بن ۔۲۰۔معد بن ۔۲۱۔عدنان

نبی کریم ﷺ جن غزوات میں شریک ہوئے ان کی تعداد ۲۷ ہے۔

۱۔غزوہ ودان یا ابواء، ۲۔غزوہ بواط، ۳۔غزوہ سفوان، ۴۔غزوہ ذوالعشیرہ، ۵۔غزوہ بدر الکبریٰ، ۶۔غزوہ قینقاع، ۷۔غزوۃ السویق، ۸۔غزوہ قرقرۃ الکدر، ۹۔غزوہ ذی افر یا غطفان یا انمار، ۱۰۔غزوہ احد، ۱۱۔غزوہ حمراوالاسد، ۱۲۔غزوہ بنونضیر، ۱۳۔غزوہ بدر الاخریٰ، ۱۴۔غزوہ دومۃ الجندل، ۱۵۔غزوہ بنومصطلق، ۱۶۔غزوہ احزاب یا خندق، ۱۷۔غزوہ بنوقریظہ، ۱۸۔غزوہ بنولحیان، ۱۹۔غزوہ ذی قردہ یا غابہ، ۲۰۔غزوہ حدیبیہ، ۲۱۔غزوہ خیبر، ۲۲۔غزوہ وادی القریٰ، ۲۳۔غزوہ ذات الرقاع، ۲۴۔غزوہ (فتح) مکہ، ۲۵۔غزوہ حنین، ۲۶۔غزوہ طائف، ۲۷۔غزوہ تبوک۔

غزوہ بدر وحنین کا نام قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے حالات مبارکہ بچوں کو ہماری کتاب مہر نبوت میں اور اہل علم کو رحمۃ للعالمین میں مطالعہ کرنے چاہییں۔

۲ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن عثمان نام، ابوبکر کنیت، صدیق خطاب اور عتیق، علَم، صاحب الغار لقب ہے۔

سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے اسلام لائے، اس وقت ان کی عمر ۳۸ سال تھی اور مکہ معظمہ کے مشہور اور نامی گرامی تاجروں میں آپ کا شمار ہوتا تھا اور مقدماتِ دیت کا انفصال انہی کے فیصلے پر ہوتا تھا۔

آپ کے والدین کا نسب نبی کریم ﷺ کے نسب میں مرہ، نمبر ۷ میں شامل ہو جاتا

ہے۔ سیدنا زبیر بن العوام، طلحہ، عثمان غنی اور عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ یہ چاروں بزرگ عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں اور یہ چاروں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ پر داخل اسلام ہوئے۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے سات ایسے بزرگوں کو کفار کی تعذیب سے اپنا مال خرچ کر کے رہا کرایا جو اسلام میں بلند تر درجہ رکھتے ہیں۔ انہی سات میں سیدنا بلال اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ ہی وہ ہیں جنہوں نے اسلام میں سب سے پہلے اپنی زمین پر مسجد تیار کی اس وقت جب کفارِ مکہ مسلمانوں کو حرم میں عبادت کرنے دیتے تھے۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ ہی وہ ہیں جن کو نبی کریم ﷺ نے سفرِ ہجرت کی رفاقت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ ہی وہ ہیں جو غارِ ثور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقیم تھے۔ قرآن مجید نے: ﴿اِذۡ هُمَا فِی الۡغَارِ﴾ [1] کہہ کران کی تخصیص فرما دی ہے۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ ہی وہ ہیں جن کو نبی کریم ﷺ نے جنگِ بدر میں اپنے عریش میں اپنے ساتھ ٹھہرایا تھا۔ اس وقت سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ وہی فرائض ادا کر رہے تھے جو جنرل اور فوج کے درمیان چیف آف سٹاف کو ادا کرنے ہوتے ہیں۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو غزوۂ تبوک میں، جبکہ سب سے زیادہ فوج کا اجتماع ہوا تھا، نشان اعلیٰ عطا فرمایا گیا تھا۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو فرضیت حج کے بعد پہلے ہی سال امیر الحاج مقرر فرمایا گیا تھا۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو نبی کریم ﷺ نے اپنی مرض الموت کے ایام میں اپنی جگہ امامِ مسجد نبوی مقرر فرمایا تھا۔

انہوں نے سترہ نمازیں نبی کریم ﷺ کی زندگی مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پڑھائیں۔ ایک نماز (یعنی نمازِ ظہر یوم یک شنبہ) میں نبی کریم ﷺ خود بھی شامل ہوئے تھے اور

[1] [۹/ التوبۃ: ٤٠] ''جب وہ دونوں غار میں تھے۔''

نبی و صدیق ایک مصلے پر جلوہ گر تھے۔ آہ یوم دوشنبہ کی نمازِ صبح کا وہ نظارہ جبکہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ امام تھے اور امت کے سب چھوٹے بڑے مقتدی، جسے آپ نے حجرہ مبارک سے خود ملاحظہ فرمایا تھا اور اس اعلیٰ کامیابی کی خوشی کے پانچ گھنٹے بعد آپ نے عالم فانی سے کوچ فرمایا۔

رحلتِ نبوی کے بعد سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ ہی نے اَلْاَئِمَّةُ مِنَ الْقُرَيْشِ[1] کا اصول دنیا سے تسلیم کرایا تھا اور اسی اصول پر انصار نے اپنے دعویٰ خلافت و امارت اور امارتِ مشترکہ کو واپس لے لیا تھا۔ ہر سہ خلفا کی خلافت راشدہ اور ان کے بعد سلطنت ہائے دمشق و بغداد اور سپین و مصر وغیرہ نے اسی اصولِ محکم کے استمساک پر دنیا میں حکومت کی۔

خلفائے راشدین میں سے سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کہا گیا۔ دیگر ہر سہ خلفا تو امیر المومنین کے لقب سے ملقب ہوئے۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت میں جن مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا وہ دیگر خلفا کے سامنے نہیں آئیں۔ ارتحالِ نبوی سے اہل ایمان ایسے غمزدہ تھے کہ اکثر ہوش وحواس کھو بیٹھے تھے، اکثر حیرت زدہ تھے، اوسان کام نہ کرتے تھے۔ اسی حالت میں منافقین اعلانیہ اعدا سے جا ملے اور رسول اللہ ﷺ کی کامیابی دیکھ کر جھوٹے نبی بھی دعویٰ دارِ نبوت بن گئے۔ اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی اور مسماۃ سجاح کا شمار ان جھوٹے نبیوں میں ہے جنھوں نے پچاس پچاس ہزار سے زیادہ فوج جمع کر لی تھی اور ان سب کا عزم مجتمعہ مدینہ کو برباد اور اسلام کو تباہ کر دینا تھا۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سب امور کا انتظام کیا۔ اہل ایمان کو اتنا مستعد بنایا کہ وہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے نشان کے نیچے موتہ پر (جو ملک شام کی سرحد پر، سلطنت روما کا مشہور قلعہ بند مقام تھا) لڑے اور انہوں نے ان ظالموں کو سزا دی جنھوں نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو لوٹا اور شہید کیا تھا۔ منافقین کو تادیب کی گئی اور وہ پھر بدستور آئین اسلام کی اطاعت کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے لگے۔ اسود، مسیلمہ، طلیحہ اور سجاح کے مقابلے میں الگ الگ لشکر روانہ کیے گئے اور ان سب کی شان وشوکت

[1] ''حکمران قریش سے چنے جائیں گے۔''

اور دعویٰ نبوت کو خاک میں ملا دیا گیا حتیٰ کہ اسلام کا بول بالا ہو گیا اور احکام اسلام کی تعمیل حجاز ونجد، یمن وحضر موت اور عمان تک ہونے لگی۔ امن بسیط کے قیام اور استحکام کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی توجہ عراق کی طرف کی۔ یہ ملک اس وقت سلطنت روما کا ایک صوبہ تھا، حجاز سے اس کی حدود کا الحاق تھا۔ شہنشاہ روما نے عراق کو عرب پر حملہ کرنے اور اسلام کو تباہ کرنے کے لیے بیس کیمپ (میدان جنگ) بنایا تھا۔ اطراف ممالک سے روما کی فوجیں چپ چاپ جمع ہو رہی تھیں اور ذخائرِ جنگ فراہم ہو رہے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسا دور رس خلیفہ ان سب حرکات کو دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے یہ قرار دیا کہ عرب کو جنگ سے بالکل محفوظ رکھا جائے اور اس لیے خود آگے بڑھ کر دشمن کی حملہ آوری کی تدابیر کو الٹ دیا جائے۔

اس رائے کے بعد انہوں نے اپنے پانچ جرنیلوں کے ماتحت پانچ فوجیں دے کر ان کو عراق پر مختلف راستوں سے حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کر دیا۔ ہر ایک جرنیل کو بتا دیا گیا تھا کہ اس نے کہاں تک بڑھنا ہے اور کس مقام پر دوسرے جرنیل سے مل جانا ہے۔ اعلیٰ جنرل کا مرکز بھی قرار دے دیا گیا تھا۔ یہ ایسی جنگی تدابیر تھیں جن کے جواب میں سلطنتِ روما بالکل ششدر رہ گئی اور اسلامی افواج ہر جگہ مظفر ومنصور ہوئیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ سارا عراق فتح ہو گیا۔ پھر سپہ سالاروں کو ملک شام کی فتح کے لیے مامور کیا گیا۔ شام کا کچھ حصہ فتح ہوا تھا کہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا جب دیکھا جاتا ہے کہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت صرف دو سال چار ماہ تھی تو یہ سب ایسے کارنامے ہیں جن کی نظیر دنیا کی کوئی سلطنت اور کوئی فاتح پیش نہیں کر سکتا۔

اندرونِ ملک میں سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے اشاعتِ علم پر سب سے پہلے توجہ فرمائی اور اسی لیے قرآن مجید، جواب تک متفرق کاغذوں، ہڈیوں، جھلیوں وغیرہ پر لکھا ہوا تھا، ایک جگہ جمع کرایا اور جمع شدہ جلد کا نام **مصحف پاک** ہوا۔[1]

[1] الاستیعاب: 1633۔

انہوں نے اپنے احکام وفرامین اور خطبات میں نبوت اور خلافت کی جداگانہ شان اور حقوق کو واضح کیا۔ انہوں نے خلافت کی بنیاد کو استبداد، وراثت یا شخصی ملکیت سے علیحدہ رکھ کر جمہوریت پر جس کا حکم قرآن پاک میں موجود تھا، بلند کیا اور اس عمارت کو، اس اصول کو ایسا مستحکم کیا کہ خلافتِ راشدہ میں ہمیشہ اسی اصول پر حکومت کی گئی اور اسی لیے ہر چہار بزرگانِ دین خلفائے راشدین المہدیین کے لقبِ صحیحہ سے روشناس عالم ہوئے۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی مرویات حدیث کی تعداد (۱۴۲) ہے، صحیح بخاری میں (۲)، صحیح مسلم میں (۹) اور متفق علیہ (۲) ہیں۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو ذمہ داریوں پر اکثر مامور رہا کرتے تھے، روایات کی تعداد کمتر ملتی ہے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو ملکی خدمات سے سبکدوش رہے۔ روایات کی تعداد زیادہ ملتی ہے اور اس کی وجہ مذکورہ بالا فقرات ہی سے واضح ہوجاتی ہے۔ اس بات کو مثال کے طور پر سمجھنا چاہیے کہ کسی یونیورسٹی کا اعلیٰ امتحان پاس کرنے کے بعد دو طالب علم نکلے۔ ہر ایک کی قابلیت ولیاقتِ علمی مسلمہ ہے۔ اُن میں سے ایک تو وزیر سلطنت ہوگیا اور دوسرا پروفیسر (معلم) بنا۔ ظاہر ہے کہ وزیر کو تلامذہ سے سابقہ نہیں پڑا، اس لیے اس کے بتائے ہوئے نوٹ، لکھوائے ہوئے حواشی اور بیان کیے ہوئے علمی نکات دائرہ درس وتدریس میں بہت کم موجود ہوں گے۔

دوسری وجہ وہ مدت روایت بھی ہے جو روایت کرنے والے کو ملی۔ یہ مسلمہ ہے کہ روایتِ احادیث کا طریق بعد از رحلت نبوی جاری ہوا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صرف سوا دوسال اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ۱۲ سال جبکہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ۲۹ سال کا عرصہ مل گیا تھا۔ یہی حال سیدنا ابو ہریرہ و جابر وغیرھم رضی اللہ عنہم کا ہے۔ ہر دو امور کو پیش نظر رکھنے سے ایک جویائے حقیقت کے سامنے قلت روایات کی وجہ واضح ہوجائے گی۔ رضی اللہ عنہ

۳۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ان کا نسب نبی کریم ﷺ کے ساتھ کعب میں شامل ہو جاتا ہے۔نسب نامہ یہ ہے:
عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب القرشی العدوی۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ان کی بیٹی ہیں اور نبی کریم ﷺ نے ان کی کنیت ابوحفص تجویز فرمائی تھی، ان کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم بن المغیرہ ہیں۔نسب میں غلطی کرنے والوں نے حنتمہ کو ابوجہل کی بہن سمجھ لیا، حالانکہ ابوجہل کے باپ کا نام ہشام ہے ہاشم نہیں۔

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے نانا ہاشم عرب کے مشہور شاہ سواروں میں سے تھے اور ان کا لقب ''ذوالرمحین'' تھا۔

ولادت

عام الفیل سے ۱۳ سال بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

قومی عہدہ

قبل از اسلام قوم کی طرف سے ''درجہ سفارت'' ان کو ملا ہوا تھا۔معاہدات، مناقشات اور معاملاتِ جنگ کا فیصلہ انہی کی وساطت سے اور انہی کی رائے کے موافق ہوا کرتا تھا، اس لیے قریش اور دیگر قبائل کے اندر انھیں خاص وقار اور وجاہت حاصل تھی۔

حلیہ

بلند بالا، سخت گندم گوں، پُر بدن، اصلع (چندیا کے بال صاف) سرخ چشم مخنّی اور سفید ریش۔

اسلام

۵ھ یا ۶ھ نبوت کو مکہ مکرمہ میں، ارقم بن ارقم کے گھر، سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بن

عبدالمطلب سے تین یوم بعد مسلمان ہوئے۔ ان کے بھائی سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کی ہمشیرہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب قبل ازیں مسلمان ہو چکی تھی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سعی سے ان کے شوہر سیدنا زید بن سعید رضی اللہ عنہ بھی اسلام میں داخل ہوئے تھے اور سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی انہی کے مبارک گھر میں قرآن مجید سننے کا موقع ملا۔ قرآن پاک کے سنتے ہی یہ اسلام پر پختہ ہوئے اور اسی وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ رکھا اور یہ دعا پڑھی:

((اَللّٰھُمَّ اَخْرِجْ مَا فِیْ صَدْرِہٖ مِنْ غِلٍّ وَ اَبْدِلْہُ اِیْمَانًا))

''یا اللہ! اس کے سینے میں جو کچھ بھی میل کچیل ہے، دور کر دے اور اس کے بدلے ایمان بھر دے۔''

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اسلامِ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ہم دینِ اسلام کو اس نوجوان کے مشابہ سمجھا کرتے تھے، جس کے قویٰ کا نشو و نما روز بروز ترقی پذیر ہو۔ شہادتِ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ہم سمجھا کرتے تھے کہ اب اس شخص کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو گیا ہے۔ عمر بوقت اسلام ۳۳ سال تھی۔

فاروق کا خطاب ملنا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ وَ ھُوَ الْفَارُوْقُ فَرَّقَ اللّٰہُ بِہٖ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ)) [تہذیب الاسماء از امام نووی ص:۴]

''اللہ تعالیٰ نے سچ کو عمر رضی اللہ عنہ کے دل و زبان میں رکھ دیا ہے اور یہ وہ فاروق ہیں کہ حق اور باطل کے درمیان اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سے فرق کر دیا ہے۔''

اسلام سے چند یوم کے بعد ہی ان کو نبی کریم ﷺ نے اپنا وزیر بنا لیا۔ ترمذی نے بروایت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

((وَ زِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ جِبْرَآئِیْلُ وَ مِیْکَائِیْلُ علیہما السلام وَ اَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ رضی اللہ عنہما))①

''میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں اور وہ جبرائیل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور میرے دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں اور وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔''

ہجرتِ مدینہ

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مکہ سے ہجرت کرنا ایسا مشکل تھا کہ سب نے چھپ چھپ کر ہی ہجرت کی لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سفر ہجرت کے دن دشمنوں کی آنکھوں کے سامنے طوافِ کعبہ کیا، پھر دو رکعت نماز پڑھی اور پھر قریش کے مجمع میں جا کھڑے ہوئے اور کہا: ''اے رُوسیا ہو! جو کوئی تم میں سے اپنی ماں کو بے اولادی کا، اپنے بیٹے کو یتیمی کا اور اپنی جورو کو رنڈاپے کا داغ دینا چاہے وہ میرا تعاقب کرے۔'' سب نے سُنا اور کسی کو بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا تعاقب کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔

ہجرت کرنے والوں نے ان کی معیت کو غنیمت سمجھا، چنانچہ (۱) سیدنا زید بن خطاب (۲) سعید بن زید (۳، ۴) عمرو اور عبداللہ فرزندانِ سراقہ (۵) خنیس بن حذافہ (۶) واقد بن عبداللہ (۷، ۸) خولی و بلال فرزندان ابوخولی (۹) عیاش بن ابو ربیعہ (۱۰، ۱۱، ۱۲) خالد، ایاس اور عاقل فرزندان بکیر (۱۳) سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ۷ دیگر اصحاب نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی۔②

فضائل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے فضائل کے متعلق متعدد احادیث ہیں جو بلحاظِ صحت اعلیٰ درجے کی ہیں۔

(۱) صحیحین میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث میں ہے۔

① سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب فأما وزیرای فی الارض......:3680.

② الاستیعاب:1878؛ أسد الغابہ:3824؛ الاصابہ:5752.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اِفْتَحْ لَهُ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) ''باغ کا دروازہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے کھول دو اور اسے بشارتِ جنت سنا دو۔ [1]

(۲) بخاری و مسلم بروایت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا لَقِیَكَ الشَّیْطَانُ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّكَ)) [2]

''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! جس راستے پر شیطان تجھے چلتا ہوا دیکھ لے وہ اُسے چھوڑ کر دوسرے راستے پر ہو جاتا ہے۔''

(۳) بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ كَانَ فِیْ مَا قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّكُنْ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ)) [3]

''پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن سے فرشتے باتیں کیا کرتے تھے، اگر کوئی میری امت میں سے ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔''

(۴) بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک چاہ کے اوپر ہوں، میں نے اس میں سے ڈول نکالے، جتنے منشائے الٰہی تھی، پھر ڈول ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لیا اور ایک یا دو ڈول ضعف کے ساتھ نکالے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ضُعف کو معاف کر دیا پھر وہ ڈول عمر نے لے لیا، ڈول تو جیسے چرسہ بن گیا، میں نے کوئی

[1] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب: 3693؛ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل عثمان بن عفان: 2403/28. [2] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب: 3683؛ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عمر بن الخطاب: 2396/22. [3] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب: 3689؛ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عمر بن الخطاب 2398/23.

ایسا عجیب شخص نہیں دیکھا کہ جو اس زور و طاقت کے ساتھ چرسہ نکالتا ہو، اُس نے تو سب لوگوں کو سیراب کر دیا اور لوگ اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کر کے اپنے ٹھکانوں پر لے گئے۔''① علما نے بیان کیا ہے کہ اس کی تعبیر فتوحاتِ اسلامیہ ہیں۔

⑤ محمد (بن حنفیہ) کہتے ہیں: میں نے اپنے والد بزرگوار سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے بعد بہتر شخص کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: اُس کے بعد؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ یہ روایت صحیح بخاری میں ہے۔

⑥ بخاری و مسلم میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جنازے پر کھڑا تھا اور بھی بہت لوگ تھے کہ اتنے میں ایک شخص میرا کندھا پکڑ کر آگے بڑھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور پھر کہا: آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جا ملوں اور اللہ کی قسم! میں تو یہ پہلے ہی سمجھے ہوئے تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں رفیقوں سے ملا دے گا، کیونکہ میں بسا اوقات سنا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے: میں اور ابوبکر و عمر گئے، میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے، میں اور ابوبکر و عمر وہاں سے نکلے۔②

⑦ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری و مسلم میں ہے کہ وہ جنگ ذات السلاسل سے واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو سب سے پیارا کون ہے؟ فرمایا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا۔'' میں نے کہا: مردوں میں سے فرمایئے، فرماتے ہیں کہ آپ نے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا نام لیا، پھر کئی اور نام بھی شمار کیے۔③

① صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحابة، باب مناقب عمر بن الخطاب: 3682؛ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عمر بن الخطاب: 2393/19.
② صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب: 3685؛ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر: 2389/14. ③ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب: 3662؛ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر الصدیق: 2384/8.

⑧ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد پر چڑھے۔ آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ کو زلزلہ آیا، فرمایا: ''احد ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی (کریم ﷺ) ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔''[1]

⑨ سنن ترمذی میں سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.))[2]

''اگر میرے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔''

⑩ ترمذی میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِي اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرَ.))[3]

''میرے بعد ان دونوں ابوبکر وعمر کی اقتدا کیا کرنا۔''

⑪ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بابت فرمایا:

((هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ.))[4]

''انبیاء و مرسلین کو چھوڑ کر ابوبکر و عمر جنت کے سب اگلے پچھلے تمام ادھیڑ عمر لوگوں کے سید اور سردار ہیں۔''

خلافت

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محسوس کر لیا کہ وہ وفات پانے والے ہیں تب انہوں نے مہاجرین و انصار کے مجمع میں اپنے جانشین کا سوال پیش کیا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان بن عفان، سعید بن زبیر اور اُسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہم وہ بزرگ ہیں جنہوں

① صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب: 3675. ② سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب لو کان نبی بعد: 3686. ③ سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب اقتدوا بالذین من بعدی: 3662. ④ سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب اقتدوا بالذین میں بعدی: 3664.

نے اس مسئلے پر گفتگو کی اور انہوں نے بالاتفاق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شایانِ خلافت قرار دیا۔ اس مشاورت کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے استخلاف کی تحریر لکھ دی۔ یہ تحریر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجمع عام میں سنا دی اور سب نے اس تجویز کو بغیر کسی اختلاف کے پسند کر لیا۔ تب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور مجمع کے سامنے یہ دعا پڑھ کر اس معاملے کو ختم کیا:

" اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَمْ اُرِدْ بِذٰلِکَ اِلَّا صَلَاحَهُمْ وَ خِفْتُ عَلَیْهِمُ الْفِتْنَةَ فَعَمِلْتُ فِیْهِمْ بِمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ فَوَلَّیْتُ عَلَیْهِمْ خَیْرَهُمْ وَ اَقْوَاهُمْ عَلَیْهِمْ وَ اَحْرَصَهُمْ عَلٰی مَا اَرْشَدَهُمْ وَ قَدْ حَضَرَنِیْ مِنْ اَمْرِکَ مَا حَضَرَنِیْ فَاخْلُفْنِیْ فِیْهِمْ فَهُمْ عِبَادُکَ وَ نَوَاصِیْهِمْ فِیْ یَدِکَ وَ اَصْلِحْ لَهُمْ وُلَاتَهُمْ وَاجْعَلْهُ مِنْ خُلَفَاءِکَ الرَّاشِدِیْنَ یَتَّبِعُ هُدٰی نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَاَصْلِحْ لَهٗ رَعِیَّتَهٗ."

یا اللہ! میرا مقصود اس کارروائی سے خلق اللہ کی بہبود ہی ہے، کیونکہ مجھے اُن کی حالت کو دیکھتے ہوئے، جسے تو خوب جانتا ہے، فتنے کا اندیشہ ہوا، لہٰذا میں نے ان پر اس شخص کو والی کر دیا ہے جو ان میں زیادہ بہتر اور بہت قوی اور بہبود و سودِ خلائق پر بہت زیادہ حریص ہے۔ الٰہی! تو جانتا ہے۔ یہ میرا آخری وقت ہے، اس لیے اب تو ہی ان کو سنبھالنا۔ یہ تیرے بندے ہیں ان کی پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ یا اللہ! مسلمانوں کے سب حکام کو درست فرما دے اور عمر رضی اللہ عنہ کو خلفائے راشدین میں سے بنا جو نبی الرحمۃ کی ہدایت پر چلے۔ الٰہی! اس کی رعیت کو بھی درست رکھنا۔

خلافتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر کسی ایک مسلمان کو بھی اختلاف نہ تھا۔ آپ کو خلافت ۲۲ جمادی الآخریٰ ۱۳ھ کو ملی۔ [1]

[1] أسد الغابة:3823.

مدتِ خلافت

۱۰ برس ۶ ماہ ۸ یوم۔

شہادت

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دفعہ میرے سامنے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ ادا کیے: "اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَةً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ" الٰہی! مجھے تیری راہ میں شہادت بھی ملے اور میری موت تیرے پیارے نبی ﷺ کے شہر ہی میں ہو۔ میں نے دل میں کہا: یہ دونوں باتیں کیونکر ہوں گی، لیکن اللہ تعالیٰ نے مخلص صادق کی دعا کو ٹھیک انہی الفاظ میں منظور فرما لیا۔[1]

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کی نمازِ صبح کا وقت تھا، مسلمان نماز میں تھے کہ ابولؤلؤ مجوسی نے دو دھاری خنجر سے سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور چھ کاری زخم لگائے۔ وہاں سے بھاگا تو ۱۳ دیگر افراد کو بھی زخمی کیا لیکن مسلمانوں نے اس کو راہ نہ دی آخر خودکشی کر کے جہنم واصل ہوا۔ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی وقت نماز کے لیے ابنِ عوف رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کر دیا اور پھر مجروح اٹھا کر لائے گئے۔ شنبہ یکم محرم ۲۴ھ کو نبی کریم ﷺ کے پہلو میں سیدہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اُن کی اجازت سے دفن کیے گئے۔ انتقال بعمر ۶۳ سال ہوا۔[2]

علم عمر رضی اللہ عنہ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی وفات پر کہا کہ آج سے علم جاتا رہا۔

صحیحین میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں نے خواب میں دیکھا کہ دودھ کا ایک پیالہ میرے سامنے پیش کیا گیا، میں نے پیا، اس کی طراوت مجھے اپنے ناخنوں کی جڑ تک معلوم ہوئی، پھر جس قدر بچ رہا وہ میں نے عمر کو دے دیا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی:

① صحیح البخاری، کتاب فضائل مدینہ، باب:1890؛ فتح الباری:101/4.
② الاستیعاب:1878.

اس کی تاویل (حقیقت اصلیہ) کیا ہے؟ فرمایا: ''علم۔''①

یہ حدیث بہت بڑی شان والی ہے اور صحت کے لحاظ سے بھی ذروۂ اعلیٰ پر ہے۔

ہم امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شانِ علم کے لحاظ سے بلند ترین ذروہ پر تسلیم کرتے ہیں، مگر جو الفاظِ حدیث اس بارے میں زبانِ زدِ عوام ہیں وہ بلحاظ سند بالکل غیر ثابت ہیں، وہ الفاظ یہ ہیں: اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا۔②

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو منکر بتلایا۔③

امام بخاری رحمہ اللہ نے منکر کہنے کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس کے لیے کوئی بھی وجہ صحیح نہیں پائی جاتی۔④

امام ابن معین رحمہ اللہ نے کہا یہ کذب ہے، اس کی اصل کچھ بھی نہیں۔⑤

ابن الجوزی رحمہ اللہ اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کا شمار موضوعات میں کیا ہے۔⑥

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ اور مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تعلقات

ایسے لوگ بھی ہیں جو ہر دو بزرگواروں کے تعلقات کو بھیانک اور گھناؤنی صورت میں دکھلایا کرتے ہیں لیکن اس کی کچھ اصلیت نہیں۔

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے مشہور وزیر اور معتمد علیہ تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دوبار بجانب شام سفر کیا اور ہر دو موقع پر اپنی جگہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو قائم مقام خلیفہ بنایا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جن چھ اشخاص کو شایانِ خلافت شمار کیا تھا، اُن میں سے سب سے پہلے انہوں نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی بتایا تھا۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

① صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب:3681؛ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر: 2391/16. ② میں علم کا شہر ہوں جبکہ علی اس کا دروازہ ہیں۔ ③ سنن الترمذی، تحت حدیث رقم: 3723. ④ الاسرار المرفوعه فی الاخبار الموضوعة: 118/1. ⑤ سوالات ابن الجنید: 285/1. ⑥ قول ابن الجوزی فی کتاب الموضوعات: 349/1، و امام قول الذہبی فی المستدرك للحاکم تحت حدیث رقم: 4637.

اپنی دختر ام کلثوم رضی اللہ عنہا از بطن سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۶ ھ خلافت فاروقی میں کر دیا تھا۔ اُن کے بطن سے زید فرزند اور رقیہ رضی اللہ عنہا دختر عمر فاروق رضی اللہ عنہ پیدا ہوئیں۔ مشیر اعظم ہونے کے ثبوت میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خود الفاظ موجود ہیں۔[1]

"نہج البلاغة" جناب امیر ہی کی کتاب ہے اور اسی لیے فرقہ امامیہ نے اس کی حفاظت و نگہداشت میں بہت اہتمام کیا ہے۔ کتاب مذکور میں درج ہے کہ جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلطنت ایران میں بذاتِ خود جہاد کرنے کا مشورہ لیا تو سیدنا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۱ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهٗ وَلَا خَذْلَانُهٗ بِكَثْرَةٍ وَّ لَا بِقِلَّةٍ وَّ هُوَ دِيْنُ اللّٰهِ الَّذِيْ اَظْهَرَهٗ وَ جُنْدُهُ الَّذِيْ اَعَدَّهٗ وَ اَمَدَّهٗ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَ طَلَعَ حَيْثُ مَا طَلَعَ وَ نَحْنُ عَلٰى مَوْعُوْدٍ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مُنْجِزٌ وَعْدِهٖ وَ نَاصِرُ جُنْدِهٖ

۲ وَ مَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْاَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهٗ وَ يَضُمُّهٗ فَاِذَا انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَ ذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيْرِهٖ اَبَدًا۔

۳ وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَ اِنْ كَانُوْا قَلِيْلًا فَهُمْ كَثِيْرُوْنَ بِالْاِسْلَامِ عَزِيْزُوْنَ بِالْاِجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِ الرَّحٰى بِالْعَرَبِ وَ اَصْلِهِمْ دُوْنَكَ نَارَ الْحَرْبِ۔

فَاِنَّكَ اِنْ شَخَصْتَ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ انْتَقَضَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ اَطْرَافِهَا وَ اَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ مَا تَدَعُ وَرَآءَكَ مِنَ الْعَوْرَاتِ اَهَمَّ اِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ

۴ اَنَّ الْاَعَاجِمَ اِنْ يَّنْظُرُوْا اِلَيْكَ غَدًا يَقُوْلُوْا هٰذَا اَصْلُ الْعَرَبِ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ اَشَدَّ لِقَلْبِهِمْ عَلَيْكَ وَ طَمَعِهِمْ فِيْكَ۔

[1] الاستیعاب: 4204.

۵ فَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ مَسِيْرِ الْقَوْمِ اِلٰى قِتَالِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَاِنَّ اللهَ سُبْحَانَهٗ هُوَ اَكْرَهُ لِمَسِيْرِهِمْ مِنْكَ وَ هُوَ اَقْدَرُ عَلٰى تَغْيِيْرِ مَا يَكْرَهُ۔

۶ وَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ عَدَدِهِمْ فَاِنَّا لَمْ نَكُنْ نُقَاتِلُ فِيْ مَا مَضٰى بِالْكَثْرَةِ وَ اِنَّمَا كُنَّا نُقَاتِلُ بِالنَّصْرِ وَالْمَعُوْنَةِ. [1]

۱ ہماری حکومت کی کامیابی و ناکامی کثرت یا قلت پر نہیں ہے بلکہ یہ تو وہ دین الٰہی ہے جسے اللہ نے ظہور بخشا ہے اور وہ الٰہی لشکر ہے جسے اسی نے تیار کیا اور پھیلایا ہے، حتیٰ کہ جہاں تک پہنچنا تھا وہاں پہنچا اور جہاں سے نور فگن ہونا تھا ہوا۔ ہمارے ساتھ تو اللہ کا وعدہ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اور اپنی فوج کی مدد بھی کرے گا۔

۲ حکومت کو تھامنے والے صاحب الامر کا درجہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے موتیوں کی مالا میں ڈور کا ہوتا ہے، اگر ڈور ٹوٹ جائے تو موتی بکھر جائیں گے اور پھر وہ سب کے سب کبھی فراہم نہ ہو سکیں گے۔

۳ ہاں! عرب والے آج گو تعداد میں کم ہیں مگر وہ اسلام کے طفیل بڑے ہیں اور جمعیت کی وجہ سے عزت و وقار والے ہیں۔ اب آپ تو قطب بنے رہیں۔ عرب کی چکی آپ کے گرداگرد گھوما کرے۔ دشمنوں میں آپ یہیں رہ کر آتشِ جنگ کو تیز کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ یہاں سے چلے گئے، عرب اور اس کی حدود آپ کے وجود سے محروم رہ گئی تو حالت ایسی ہو جائے گی کہ پیچھے (اپنے وطن) کا سنبھالنا اگلے (متوقع) ملک کے سنبھالنے سے زیادہ ضروری ہو جائے گا۔

۴ یہ بھی ہے کہ جب عجمی آپ کو دیکھ لیں گے اور معلوم کر لیں گے کہ عرب کی بیخ و بنیاد یہی شخص ہے تو اُن کے حملے زیادہ سخت ہو جائیں گے اور وہ بلند حوصلگی کے ساتھ آپ کی مخالفت میں مستعد ہو جائیں گے۔

[1] نهج البلاغة: 264/1 رقم الخطبة: 146.

۵ جہاں تک آپ کا یہ کہنا ہے کہ سارا فارس مسلمانوں سے جنگ کے لیے آ رہا ہے، سو آپ یاد رکھیں کہ جو چیز آپ کو ناپسند ہے وہ اللہ کو اور بھی زیادہ ناپسند ہے اور جسے وہ پسند نہیں کرتا اسے دور کرنے کی قدرت بھی اس میں زیادہ ہے۔

۶ رہی کثرتِ تعداد! سو ہم زمانہ ماضی میں بھی کبھی کثرتِ تعداد سے جنگ آور نہیں ہوئے، ہماری لڑائی تو نصرتِ الٰہی اور معونتِ ربانی پر منحصر رہی ہے۔

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس تقریر پر مزید غور کرنا ضروری ہے۔

۱ انہوں نے فتوحاتِ فاروقی کو وعدۂ الٰہی انجاز فرمایا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس وعدے سے کلام اللہ کی آیت استخلاف ہی کی جانب اشارہ ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ واضح اقرار ہے کہ خلافتِ فاروق، منجانب اللہ ہے۔

۲ اس تقریر میں سیدنا خالد، ابوعبیدہ اور فیروز دیلمی رضی اللہ عنہم وغیرہ قائدین عساکر کو جند اللہ کہا گیا ہے اور ان کی فتوحات کو نصرت الٰہی اور معیتِ ربانی کا نتیجہ قرار دیا ہے اور یہی روشن علامت خلیفہ راشد کی قرآن پاک میں ہے۔

۳ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو قیم بالامر کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کو قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فرمایا ہے، یعنی لفظ 'قیم' اقتدار نام کے معنی بھی رکھتا ہے اور اقتدارِ حق کا لزوم بھی اس معنی میں ہے۔

۴ پھر اس مثال پر غور کریں جو بالائے مروارید اور رشتۂ مالا کی اسلوب میں پیش کی گئی ہے۔

۵ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو قطب فرمایا ہے۔

ان الفاظ اور ان اسالیب سے ثابت ہو جاتا ہے کہ سیدنا فاروق و مرتضیٰ رضی اللہ عنہما میں مصادقت و موافقت اور اتحادِ کلی کس قدر تھا۔

علیٰ ہذا سلطنت روما کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے جانے کا ارادہ بھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کیا اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو انہوں نے ان الفاظ میں مشورہ

پیش کیا تھا:

"قَدْ تَوَكَّلَ اللّٰهُ لِاَهْلِ هٰذَاالدِّيْنِ بِاِعْزَازِ الْحَوْزَةِ وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ وَالَّذِیْ نَصَرَهُمْ وَ هُمْ قَلِيْلٌ لَایُنْتَصَرُوْنَ وَ مَنَعَهُمْ وَ هُمْ قَلِيْلٌ لَايَمْتَنِعُوْنَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ اِنَّکَ مَتٰی تَسِيْرُ اِلٰی هٰذَاالْعَدُوِّ بِنَفْسِکَ فَتَلْقِهِمْ فَتَنْکُبَ لَاتَکُنْ لِلْمُسْلِمِيْنَ کَانِفَةٌ دُوْنَ اَقْصٰی بِلَادِهِمْ لَيْسَ بَعْدَکَ مَرْجِعٌ يَّرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ. فَابْعَثْ اِلَيْهِمْ رَجُلًا مُجَرِّباً وَ احْفِزْ مَعَهُ اَهْلَ الْبَلَآءِ وَالنَّصِيْحَة فَاِنْ اَظْهَرَ اللّٰهُ فَذٰلِکَ مَا تُحِبُّ وَ اِنْ تَکُنِ الْاُخْرٰی کُنْتَ رِدْءً ا لِلنَّاسِ وَ مَثَابَةً لِّلْمُسْلِمِيْنَ." [1]

اس دین والوں کا اللہ خود کارساز بن گیا ہے اسی نے اندرونِ ملک کو عزت دی اور اسی نے بیرونی کمزوری سے ہماری حفاظت کی۔ اسی نے ہماری مدد کی جبکہ ہم کم تھے اور ہمارا کوئی مددگار نہ تھا۔ اُسی نے ہم سے مدافعت کی جبکہ ہماری تھوڑی تعداد مدافعت بھی نہ کرسکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ زندہ اور لا یموت ہے۔ جب آپ اس دشمن کی طرف خود جائیں گے اور اس کی طاقت توڑ دیں گے، اس وقت مسلمانوں کے لیے ملک کے انتہائی کنارے تک کوئی پناہ نہ رہے گی اور کوئی مرجع نہ رہے گا، جس کی طرف وہ رجوع کر سکیں۔ آپ کسی جنگ آزمودہ کو بھیج دیجیے اور اس کے ساتھ امتحان اور خلوص والے لوگوں کو بھیج دیجیے اگر اللہ نے فتح دے دی تب تو آپ کی آرزو پوری ہوگئی اور اگر صورت دیگر گوں ہوئی تب لوگوں کے لیے قوت و شوکت اور مسلمانوں کے لیے ملجاو ماویٰ تو آپ موجود ہی ہوں گے۔

قابلِ غور یہ ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس تقریر میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو "کانفة للمسلمین اور مرجع المسلمین، ردء اللّناس اور مثابة للمسلمین"

[1] نهج البلاغة: 252/1، رقم الخطبة: 134.

کے اوصاف سے یاد کیا ہے، لفظ 'ردءا' کا استعمال قرآن مجید میں بحوالہ درخواست موسیٰ، ہارون علیہ السلام کے متعلق فرمایا گیا ہے: ﴿ أَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِيٓ ﴾ ① جبکہ ﴿مَثَابَةً لِّلنَّاسِ﴾② خانہ کعبہ کو فرمایا ہے۔ یہاں فاروق کو مرتضیٰ نے 'ردءا' اور 'مثابة' قرار دیا ہے اور یہ عجیب نکتہ ہے کہ لفظ 'ردءا'، اور لفظ 'مثابة' کا استعمال صرف ایک ایک مقام پر ہارون علیہ السلام اور بیت اللہ کے لیے ہوا ہے، کسی اور کے لیے ان کا استعمال قرآن مجید میں نہیں ہے۔ اب سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا ہے تو اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے دل سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کس قدر عزت کرتے تھے اور ان کی شان میں کیسے لاثانی الفاظ کا استعمال کرتے تھے۔

یہ مختصر رسالہ اس مسئلے کو بالاستیعاب بیان کرنے کے لیے موزوں نہیں۔

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ ہی کی یہ برکت تھی کہ عراق، فلسطین، دمشق، حمص، حماۃ، جزائر، آذربیجان، مصر اور فارس کے ممالک داخلِ اسلام ہو گئے۔

پارسیوں نے تو فتح فارس کا انتقام بھی سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ سے پورا پورا لے لیا۔ وہ مسلمانوں میں ملے اور انہی میں سے بعض نے عقائد میں سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا داخل ایمان کر دیا۔ انہی کے حکم سے بصرہ و کوفہ آباد کیے گئے۔ انہی نے جملہ ممالک مفتوحہ کا قانونی بندوبست کیا۔ فتوحات ملکی کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فتوحاتِ علمی بھی بہت زیادہ ہیں۔ دواوین احادیث میں مرویاتِ فاروق کی تعداد ۵۳۹ ہے جن میں سے متفق علیہ ۲۶، انفرد بہ البخاری ۳۴ جبکہ انفرد بہ المسلم ۲۱ ہیں۔

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد جملہ کتب احادیث میں ۵۸۶ ہے یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ۴۷ زیادہ، لیکن جب یہ غور کیا جاتا ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد قریباً ۱۷ سال تک زندہ رہے تو مرویاتِ عمر رضی اللہ عنہ کی تعداد کی وقعت مزید بڑھ جاتی ہے۔

① [۲۸/ القصص: ۳٤] ''اسے میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج دے۔''

② [۲/ البقرة: ۱۲۵] ''(بیت اللہ) لوگوں کے لیے بار بار لوٹنے کی جگہ ہے۔''

اُن صحابہ کے نام جنھوں نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی

(۱) سیدنا عثمان ذوالنورین (۲) سیدنا علی مرتضیٰ (۳) سیدنا طلحہ بن عبید اللہ (۴) سیدنا سعد بن ابی وقاص (۵) سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (یہ پانچوں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) (۶) سیدنا ابن مسعود، فقیہہ کامل (۷) سیدنا ابو ذر، زاہد کامل (۸) سیدنا عبداللہ بن عمر (۹) سیدنا عبداللہ بن عباس، جبر الامہ (۱۰) سیدنا ابن الزبیر (۱۱) سیدنا ابو موسیٰ اشعری (۱۲) سیدنا انس بن مالک، خادم الرسول (۱۳) سیدنا جابر بن عبداللہ (۱۴) سیدنا عمرو بن القاضی (۱۵) سیدنا ابولبابہ (۱۶) سیدنا براء بن عازب (۱۷) سیدنا ابوسعید خدری (۱۸) سیدنا ابو ہریرہ (۱۹) سیدنا ابن السدی (۲۰) سیدنا عقبہ بن عامر (۲۱) سیدنا نعمان بن بشیر (۲۲) سیدنا عدی بن حاتم (۲۳) سیدنا یعلیٰ بن امیہ (۲۴) سیدنا سفیان بن وہب (۲۵) سیدنا عبداللہ بن سرجس (۲۶) سیدنا فلتان بن عاصم (۲۷) سیدنا خالد بن عرفطہ (۲۸) سیدنا اشعث بن قیس (۲۹) سیدنا ابو امامہ الباہلی (۳۰) سیدنا عبداللہ بن انیس (۳۱) سیدنا بریدہ بن حصیب الاسلمی (۳۲) سیدنا فضالہ بن عبید (۳۳) سیدنا شداد بن اوس (۳۴) سیدنا سعید بن العاص (۳۵) سیدنا کعب بن عجرہ (۳۶) سیدنا مسعود بن مخرمہ (۳۷) سیدنا سائب بن یزید (۳۸) سیدنا عبداللہ بن ارقم (۳۹) سیدنا جابر بن سمرہ (۴۰) سیدنا حبیب بن مسلمہ (۴۱) سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ (۴۲) سیدنا عمرو بن حریث (۴۳) سیدنا طارق بن شہاب (۴۴) سیدنا معمر بن عبداللہ (۴۵) سیدنا مسیّب بن حزن (۴۶) سیدنا سفیان بن عبداللہ (۴۷) سیدنا ابوالطفیل (۴۸) سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ (۴۹) سیدہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

اگر پڑھنے والے کے سامنے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات ہوں اور اسے ان کے علمی کمالات سے اطلاع ہو، تب یہ انکشاف بہترین معلومات کا ذریعہ ہوگا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے ۴۹ مقدسین نے سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے علوم سے استفادہ کیا ہے اور

ان علوم کو خلائق تک پہنچایا ہے۔ صحابہ کی اتنی جماعت کا مستفیض ہونا سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے کمالاتِ علمی پر عین شاہد ہے۔

اُن تابعین کے نام جنہوں نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی

تابعین کی جماعتِ کثیرہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ان کا احصار دشوار ہے، صرف چند نام لکھ دیے جاتے ہیں۔

① عاصم بن عمر ② مالک بن اوس ③ علقمہ بن وقاص ④ ابو عثمان نہدی ⑤ اسلم ⑥ قیس بن ابو حازم۔ ان بزرگوں کی روایات کتب احادیث میں بکثرت ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فہم و فراست، عدل و سیاست، جود و سخا، زہد و ورع، صلابت فی الدین اور شفقت علی الخلق کے متعلق اس قدر صحیح روایات موجود ہیں کہ اس کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ ان کے خطابات، فتاویٰ اور فرامین کا اتنا بڑا مجموعہ ہے کہ جو ایک جلد میں جمع نہیں ہوسکتا۔

اوّلیات عمر رضی اللہ عنہ

① یہ پہلے خلیفہ راشد ہیں جنہوں نے دیوان مرتب کیا، یعنی باقاعدہ دفتر قائم کیا۔

② یہ پہلے خلیفہ ہیں جن کے ہاں نشست میں اور ملاقات میں ترتیب علی قدر مراتب ملحوظ رہتی تھی، یعنی سب سے اول 'اہل بدر' ہوتے تھے اور ان میں بھی نشست اول پر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ رونق افروز ہوتے تھے۔

③ یہ پہلے خلیفہ راشد ہیں جنہوں نے جملہ اہلِ اسلام کا بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا۔ اس فہرست کی تیاری میں قرابتِ رسول ﷺ کو تقدیم دی گئی تھی۔

یعنی سب سے پہلے بنی ہاشم کا اندراج ہوا۔ پھر بنو مطلب کا۔ چند وظائف کی شرح بھی درج ہے۔ عباس عم رسول ہزار، ام المومنین عائشہ صدیقہ وحسنین رضی اللہ عنہم فی کس ہزار، دیگر

ازواج النبی فی کس ہزار، اصحاب بدر فی کس ہزار، اصحاب احد و بیعت الرضوان فی کس ہزار، اہلِ قادسیہ و شام فی کس ہزار، اہل یرموک فی کس ہزار، دیگر مسلمانان اطراف فی کس ڈھائی سو البتہ ڈھائی سو سے کم کسی کا سالانہ وظیفہ نہ تھا۔

④ انہی کے عہد میں سید القراء اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کی امامت شروع کی۔

⑤ یہی پہلے خلیفہ راشد ہیں جن کا لقب 'امیر المومنین' ہوا۔ سب سے پہلے اس خطاب سے سیدنا عدی بن حاتم اور لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہما نے سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا، پھر سیدنا عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما نے بھی۔ تب سیدنا فاروق نے اس مسئلے کو شوریٰ میں پیش کر دیا۔ اُس وقت لوگ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ آئندہ جانشینوں کے وقت میں یہ فقرہ اور بھی لمبا ہو جائے گا، اس لیے اس پر غور ضروری ہے۔ غور کے بعد قرار پایا کہ سب اہل ایمان مومنین ہیں اور سب برابر ہیں اس لیے امیر المومنین ہی موزوں اور صحیح لقب ہے۔ اسی پر عمل درآمد ہوا۔ خلفائے راشدین سیدنا عثمان، علی اور حسن رضی اللہ عنہم بھی اسی لقب سے بجا طور پر ملقب ہوئے۔ مگر بعد میں ہر ایک تخت نشین (بنوامیہ، بنوعباس، حکمران اسپین ومصر) نے بھی اس لقب کو اپنے نام کا جزو قرار دے لیا۔

⑥ یہ پہلے خلیفہ راشد ہیں جنہوں نے اپنے دورِ حکومت میں ہر سال حج کیا اور حج ہی کے مواقع پر جملہ ولاتِ ممالک اور حکام علاقہ جات اور قائدین عساکر کو جمع کیا کرتے تھے۔ اُن کے جملہ افعال و اعمال کا احتساب کیا جاتا تھا۔

⑦ یوم الفتح کو بیعت کرنے والوں کو نبی کریم ﷺ کے ہاں پیش کرنے والے یہی تھے۔[1]

قرض

مرض الموت میں انہوں نے اپنے قرض کا حساب کرایا تو معلوم ہوا کہ ۸۶ ہزار قرض دینا ہے۔ یہ قرض ان کے جود و سخا اور صرفِ فی سبیل اللہ کا نتیجہ تھا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔[2]

[1] الاستیعاب:1878، أسد الغابة:3824، الاصابة:5752. [2] أسد الغابة:3824.

حکومت پر عام رائے

دس سال تک ایسی خلافت کی کہ بقول علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، بعد کے جانشینوں کے لیے انہی کے نقشِ قدم پر چلنا دشوار تر تھا۔

اسم عمر کی اہل بیت میں قبولیت

(۱) سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک فرزند کا نام (جو ام البنین بنت حزام کے بطن سے ہیں اور عباس علمدار شہید کربلا کے بھائی بھی ہیں) 'عمر' رکھا اور علمائے نسب میں وہ 'عمر اطراف' کے نام سے معروف ہیں۔

(۲) امام زین العابدین کے ایک فرزند کا نام (جو زید شہید کے بھائی ہیں) 'عمر' ہے اور علمائے نسب میں وہ 'عمر اشرف' کے نام سے معروف ہیں۔

(۳) امام زین العابدین کے ایک پوتے کا نام (جو حسین بن علی اصغر بن زین العابدین کے فرزند ہیں) 'عمر' تھا۔

(۴) امام زین العابدین کے ایک نواسے کا نام (جو خدیجہ بنت زین العابدین کے بطن اور محمد بن عمر بن علی کی نسل سے ہیں) 'عمر' ہے اور ان کی نسل بلخ وخراسان میں موجود ہے۔

(۵) سبط الرسول سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارہ فرزندوں میں سے ایک کا نام 'عمر' ہے۔

اس سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ آلِ رسول میں اسم عمر کس قدر مقبول ومتبرک تھا۔ آج لوگ اگر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ اور سجاد زین العابدین کے عمل پر عمل نہ کریں تو ان کی اپنی مرضی ہے۔

مشاہد وغزوات

جملہ مشاہد وغزوات میں ملتزم رکاب نبوی تھے۔ کسی ایک مشہد میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ احد وحنین کے غزوات میں اُن بزرگوں میں سے تھے جنھوں نے میدانِ جنگ میں جرأت واستقلال کا کامل نمونہ دکھلایا۔ رضی اللہ عنہ

۴ سیدنا امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

سرورِ عالم ﷺ کے ساتھ نسب میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے اقرب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی ان کی نانی ہیں۔ یہ دوہری قرابت ہے۔

ولادت ۶ عام الفیل۔ خلافت یکم محرم ۲۴ھ، مدت خلافت ۱۲ سال سے ۱۲ یوم کم، شہادت ۱۸ ذی الحجہ، یوم الجمعہ ۳۵ھ، عمر بہ وقت شہادت ۸۲ سال۔

نبی کریم ﷺ کی دختر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے شوہر بنے، اسی لیے ذوالنورین کے لقب سے ملقب ہوئے۔

ذوالہجرتین بھی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهٗ لَاَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ بَعْدَ اِبْرَاهِیْمَ وَ لُوْطٍ)) (الحدیث)

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد یہ (عثمان) سب سے پہلے ہجرت کرنے والے شخص ہیں۔"[1]

نبی کریم ﷺ سے انہوں نے ۱۴۶ مرویات بیان کی ہیں۔ متفق علیہ ۳، انفرد بہ البخاری ۸، انفراد بہ مسلم ۵۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی خلافت میں امصار و بلدان کی فتوحاتِ عظیمہ اہل اسلام کو ارزانی فرمائیں، فتح فارس کو مکمل کیا۔ خراسان، سجستان، مرو رو کابل کو فتح کیا۔ افریقہ و بربر شامل ممالک اسلامیہ ہوئے۔ جزائر، مالٹا، کریٹ اور طرابلس فتح کیے گئے۔ انہی کے عہد میں بحری قوت قائم کی گئی۔ جس نے جزائر کو بھی فتح کیا۔ مشرق میں سائبیریا تک ان کی حکومت پہنچ گئی تھی۔

یہ جہاد بالمال میں پیش پیش تھے۔ جنگِ تبوک میں انہوں ۹۵۰ اونٹ، مکمل سامان کے ساتھ ۵۰ گھوڑے اور ایک ہزار دینار چندے میں دیئے تھے۔ ہر جمعے کو ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ باغیانِ مصر نے جب ان کو محصور کیا تب بھی ۲۰ غلام آزاد کیے۔ ایامِ محاصرہ

[1] الاصابة:11187.

میں ان سے سوال کیا گیا کہ آپ تو امام الخلق ہیں پھر باغیوں کے خلاف حکم کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا: میں نبی کریم ﷺ سے ایک عہد کر چکا ہوں اور اسی عہد پر قائم ہوں۔

جس روز آپ کو شہید کیا گیا، اس روز انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا، فرماتے تھے: عثمان رضی اللہ عنہ! آج کا روزہ تم ہمارے پاس افطار کرو گے۔ شہادت کے دن روزے سے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے، جب باغیانِ نانجار نے آپ کو شہید کیا۔ اس گناہ عظیم کا وبال امت محمدیہ میں ایسا پڑا کہ اس تاریخ سے محبت والفت اور اخوت ومصادقت اٹھ گئی۔ آج تک ہزاروں لاکھوں مسلمان خود مسلمانوں، کلمہ خوانوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہیں۔

وہ خاص شرف جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو صحابہ میں امتیاز خاص عطا کرتا ہے، خدمتِ قرآن پاک ہے۔ آج جملہ عالمِ اسلام قراءتِ عثمانی اور ترتیبِ عثمانی پر متفق ہے۔ آج جو کوئی بھی قرآن مجید ہاتھ میں لیتا ہے وہ زیر بارِ احسانِ عثمان ذوالنورین ہے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۵ سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سرورِ عالم ﷺ کے ساتھ نسب میں اقرب جملہ صحابہ سے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دادا عبدالمطلب ہیں اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب نبی کریم ﷺ کے والد عبداللہ کے برادرِ شفیق (ایک ماں باپ سے) ہیں۔

عمر بوقتِ اسلام دس سال تھی۔ اسلام میں یومِ نبوت کے پہلے ہی دن داخل ہوئے اور اسی روز سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسلام میں داخل ہوئے۔ مواخات مدینہ میں نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنا بھائی بنایا تھا۔ یہ خصوصیت ان کو دیگر بنی اعمام سے ممتاز کر دیتی ہے۔

علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان چار خلفا میں سے ہیں جو راشدین المہدیین کے لقب سے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے موصوف کیے گئے۔

[1] الإصابة:5464، الاستيعاب:1778، أسد الغابة:3583.

اُن چھ میں سے پہلے ہیں جنھیں سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری کلام میں شایانِ خلافت بتلایا۔

اُن دس میں سے ہیں جن کو نام بنام بشارتِ جنت اس زندگی میں ہی دے دی گئی تھی۔

آپ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا جگر گوشۂ رسول ﷺ کے شوہر ہیں۔ ابوالسبطین ہیں، امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے والد گرامی ہیں۔

جملہ مشاہدات میں ملتزم رکاب نبوی رہے۔ تبوک میں اس لیے حاضر نہ تھے کہ خود نبی کریم ﷺ نے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا۔

اسی سفر میں آپ کو

((اَمَا تَرْضَىٰ اَنْ تَكُوْنَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسىٰ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ))[1] کے شرف سے مشرف فرمایا گیا۔

بدر میں انہوں نے شاندار کارنامے دکھلائے، کفار کے نو سرداروں کو یکے بعد دیگرے حیدر کرار رضی اللہ عنہ ہی نے خاک و خون میں سلایا اور جہنم میں پہنچایا تھا۔

آپ ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ خلیفہ ہوئے اور بامداد ۱۷ رمضان ۴۰ھ یوم الجمعہ کو اشقی الناس 'ابن ملجم' کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بعمر ۶۳ سال 'یوم الاحد' کو وصال رفیقِ اعلیٰ سے خورسند و کامیاب ہوئے۔

سیدہ زہراء فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے بطن سے دو فرزند (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دو دختران (ام کلثوم و زینب رضی اللہ عنہما) اور دیگر آٹھ ازواج سے ۱۸ بیٹے جبکہ ۱۶ بیٹیاں جناب کی اولاد ہیں۔

ابوالحسن کنیت فرماتے تھے اور ابوتراب کنیت پر، جو عطیۂ رسول ہے، مفخر و شادماں ہوتے تھے۔ علم و عمل، زہد و ورع، شجاعت و مروت میں امام الخلق تھے۔

---

[1] ''کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا مقام میرے ساتھ ایسا ہی ہو جیسا ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة تبوك: 4416، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل علي رضی اللہ عنہ: 2404/31.

حلیہ مُبارک

سفید سرخ، میانہ قد، اصلع، سر اور ریش مبارک کے بال سفید، تناور، شگفتہ رو، کشادہ جبین، خنداں رخ، حسین وجمیل، قوی بازو اور آہنی پنجہ۔

سنن ترمذی میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافقین کی شناخت ہم بغض علی رضی اللہ عنہ سے کر لیتے ہیں۔

نہج البلاغۃ میں امیر المومنین نے فرمایا:

"سَيُهْلِكُ فِيَّ صِنْفَانِ: مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ اِلٰى غَيْرِ الْحَقِّ وَ مُبْغِضٌ مُفَرِّطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْبُغْضُ اِلٰى غَيْرِ الْحَقِّ وَ خَيْرُ النَّاسِ فِيَّ حَالاً اَلنَّمَطُ الْاَوْسَطُ"

میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ محبّ جو افراط تک پہنچ جائے، اُسے محبت ہی غیر حق کی طرف لے جائے گی اور مبغض جو تفریط میں ہو، اُسے بغض ہی غیر حق کی طرف لے جائے گا۔ میرے متعلق سب سے بہتر وہ ہے جو درمیانی راہ اختیار کر لے۔ ①

نبی کریم ﷺ سے آپ نے ۵۸۶ روایات بیان کی ہیں۔ ان میں سے ۲۰ متفق علیہ، ۹ صرف بخاری جبکہ ۱۵ صرف مسلم میں ہیں۔

صحابہ میں سے بزرگوارانِ ذیل نے آپ سے روایت حدیث کی ہے۔ سیدنا حسن، حسین، محمد بن الحنفیہ، ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس، ابو موسیٰ اشعری، عبداللہ بن جعفر طیار، عبداللہ بن زبیر، ابو سعید، زید بن ارقم، جابر بن عبداللہ، ابو امامہ، صہیب، ابو رافع، ابو ہریرہ، جابر بن سمرہ، حذیفہ بن اسید، سفینہ، عمرو بن حریث، ابو یعلی، براء بن عازب، طارق بن شہاب، طارق بن اشیم، جریر بن عبداللہ، عمارہ بن رویبہ، ابو الطفیل، عبدالرحمن بن ابزیٰ، بشر بن سحیم اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہم۔

① نہج البلاغۃ: 242/1، رقم الخطبۃ: 127.

تابعین میں سے تو خلائقِ کثیر نے آپ سے روایت کی ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے بڑے قاضی (جج) سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ۱۰/۹ حصے علم کے ملے تھے اور دسویں حصہ میں بھی وہ دوسروں کے ساتھ شریک تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ جب کوئی مسئلہ ہمیں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مل جاتا تو پھر دوسرے سے اس کی بابت پوچھنے کی ضرورت نہ رہتی۔

ابن المسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا صحابہ میں سے اور کوئی بھی نہیں کہا کرتا تھا سَلُوْنِیْ (مجھ سے پوچھ لو جو پوچھنا ہے)[1] آپ کے فضائل میں سے صحیحین کی سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں فرمایا تھا:

((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلاً يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ.))

''میں کل نشانِ فوج ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے جبکہ اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔''[2]

اگلے روز یہ نشانِ لشکر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا گیا۔ آپ کے کمال زہد میں سے یہ تھا کہ کبھی آپ نے اپنے لیے کوئی عمارت نہیں بنائی اور ہزاروں کی آمدنی ہونے پر بھی کبھی کچھ جمع نہیں کیا۔ بوقت شہادت آپ کے خزانے میں صرف ۶۰۰ درہم پائے گئے۔ رضی اللہ عنہ[3]

[1] اسد الغابة: 3783. [2] صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب علي: 3702، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل علي: 2404/32. واللفظه له. [3] اسد الغابة: 3783.

٦ سیدنا ارقم بن ابوالارقم رضی اللہ عنہ

(عبدمناف) بن اسد بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لؤی القرشی المخزومی۔ ان کی والدہ بنو سہم میں سے ہیں۔ ابو عبداللہ کنیت، قدیم الاسلام اور مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ یہ اسلام لانے والوں میں ساتویں یا گیارھویں نمبر پر ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر کو دارالتبلیغ بنایا تھا۔ یہ گھر کوہِ صفا پر تھا۔ اس گھر میں جماعت کثیر داخلِ اسلام ہوئی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان میں سے آخری ہیں۔

یہ حلف الفضول کے قائم کرنے والوں میں سے ہیں۔

ان کا انتقال اسی روز ہوا جس روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔ بعض نے ان کا سن وفات ۵۵ھ بتایا ہے اور اندریں صورت بیوم وفاتِ صدیق ان کے والد کا انتقال ہونا سمجھا جاتا ہے۔ رضی اللہ عنہ[1]

۷ سیدنا ایاس بن البکیر رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ بنولیث سے ہیں۔ بنو عدی (قبیلۂ عمر فاروق) کے حلیف تھے۔

سیدنا ایاس رضی اللہ عنہ بدر، احد، خندق اور دیگر جملہ مشاہد میں ہمرکاب نبوی رہے۔

جن دنوں نبی کریم ﷺ ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں چپکے چپکے تبلیغ اسلام فرمایا کرتے تھے، انہی دنوں میں ایاس مع برادر خورد خالد داخل اسلام ہوئے تھے اور غزوۂ بدر میں سیدنا ایاس رضی اللہ عنہ خود ہرسہ برادران خورد خالد، عامر اور عاقل حاضر ہوئے تھے۔

یہ شاعر بھی تھے۔ ان کا بیٹا محمد بن ایاس، سیدنا ابن عباس، ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے حدیث ((مَنْ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهٗ)) روایت کیا کرتا تھا۔ ترجمہ حدیث یہ ہے ''جس نے اپنی بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے تین طلاقیں دے دی ہوں، پھر وہ اس کے لیے حلال نہیں رہتی۔'' رضی اللہ عنہ[2]

[1] الاستیعاب:133. [2] الاستیعاب:122.

۸ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ

حبشی النسل ہیں۔ لمبا قد، چھریرا بدن، رنگ گہرا سانولا، موضع سراۃ (یا مکہ) میں پیدا ہوئے۔ یہ اُن سات سابقین میں سے ہیں جو ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اسلام کے لیے ان پر سخت سے سخت ظلم ہوئے۔ ایذائیں دی گئیں۔ شریر لڑکے انہیں جانور کی طرح لیے پھرتے تھے اور یہ اَحد اَحد ہی کے نعرے لگاتے، یا اللہ یا اللہ ہی پکارا کرتے تھے۔ ایک روز جب نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ انھیں سخت ایذا دی جاتی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آ کر فرمایا کہ اگر روپیہ ہوتا تو بلال رضی اللہ عنہ کو خرید لیا جاتا۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ مجھے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ خرید دو۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے پانچ، سات یا نو چھٹانک چاندی کے بدلے انھیں خرید لیا۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں آزاد کر دیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے مؤذن اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خازن تھے۔ ابوعبداللہ، ابوعبدالکریم یا ابوعبدالرحمٰن ان کی کنیت تھی۔ ان کے والد کا نام رباح، ماں کا نام حمامہ، بھائی کا نام خالد جبکہ بہن کا نام عفراء تھا۔ وفاتِ صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد یہ جہادِ شام میں شریک ہوئے اور دمشق میں ۲۰ھ کو بعمر ۶۳ سال وفات پائی اور باب صغیر کی طرف مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ[1]

۹ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

قبیلہ لخم بن عدی سے تھے اور سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے۔ یہ عبداللہ بن حمید کے غلام تھے، پھر اپنی قیمت ادا کر کے انہوں نے آزادی حاصل کر لی تھی۔

غزواتِ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔

۶ھ میں نبی کریم ﷺ نے انھیں مقوقس شاہ مصر و اسکندریہ کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ ایک دن بادشاہ نے، جو عیسائی المذہب تھا، کہا: اگر محمد نبی اللہ ہیں تو قوم نے انھیں مکہ سے کیونکر نکال دیا۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسیح کی بابت تو تمہارا عقیدہ بہت کچھ ہے،

[1] الاستیعاب:213.

پھر قوم نے ان کو کیونکر پھانسی پر چڑھا دیا؟ بادشاہ اور پادری جواب سے عاجز رہ گئے۔
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی انھیں دوسری مرتبہ مقوقس کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔
انہوں نے ۳۰ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۰ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ ۶ نبوت کو اسلام لائے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر رضاعی بھی ہیں، یعنی دونوں نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ جنگِ بدر میں شجاعت و مردانگی کے اعلیٰ جوہر دکھلائے۔ جنگِ احد میں بھی بڑے بڑے دشمنوں کو خاک وخون میں سلایا۔ وحشی غلام نے ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر ان پر بزدلانہ حملہ کیا۔ ناف کے قریب زخم آیا جس سے شہید ہو گئے۔ دشمنوں نے ان کا جگر نکالا، کان کاٹے، چہرہ بگاڑا، پیٹ چاک کر ڈالا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھا تو سخت اندوہ گیں ہوئے اور سید الشہداء اور اسد اللہ و رسولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ ان کے دو فرزند عمارہ اور یعلیٰ تھے۔ عمارہ کا ایک فرزند حمزہ ہوا۔ اور یعلیٰ کے ۵ فرزند ہوئے یہ نسل آگے نہ چلی۔ ②

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی دو لڑکیاں تھیں۔ ام الفضل، جن سے عبداللہ بن شداد نے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ③ دوسری امامہ جس کا نکاح سلمہ فرزند ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا تھا، اسی کے حق حضانت کے متعلق سیدنا علی، جعفر اور زید رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے دلائل بارگاہ نبوی میں پیش کیے تھے۔ رضی اللہ عنہ ④

۱۱ سیدنا خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ

یہ قرشی السہمی ہیں۔ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اول انہی کے ساتھ ہوا تھا۔

① الاستیعاب: 457. ② الاستیعاب: 541. ③ الاستیعاب: 4196.
④ صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب کیف یکتب هذا ما صالح: 2699.

انہوں نے ہجرت حبشہ بھی کی تھی۔ وہیں سے واپس آ کر جنگ بدر میں شامل ہوئے تھے۔ جنگ احد میں مجروح ہوئے اور انہی زخموں سے مدینہ میں وفات پائی۔ مہاجرین اولین میں ان کا شمار ہے۔سیدنا عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ ان کے حقیقی بھائی ہیں جو نبی کریم ﷺ کا فرمان کسریٰ ایران کے پاس لے کر گئے تھے۔ ابوالخنیس تیسرے بھائی ہیں۔ یہ سب مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۲ سیدنا ربیعہ بن اکثم بن سنجبرہ الاسدی رضی اللہ عنہ

یہ بنو اسد بن خزیمہ کے قبیلے سے ہیں۔ خزیمہ کا نام نسب نامہ نبوی میں نمبر ۱۵ پر ہے۔ یہ بنو عبد شمس کے حلیف بھی تھے۔ پست قامت مگر بلند ہمت، ۳۰ سال کی عمر تھی جب بدر میں شامل ہوئے، پھر احد، خندق اور حدیبیہ میں بھی حاضر تھے۔ جنگِ خیبر میں قلعہ فطاۃ پر حارث یہودی کے ہاتھ سے مقتول ہو کر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۳ سیدنا زاہر بن حرام الاشجعی رضی اللہ عنہ

حجاز کے رہنے والے تھے مگر بادیہ نشین تھے۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب بھی آتے تو کوئی نہ کوئی تحفہ لے کر آتے۔ آپ نے فرمایا: ''ہر ایک شہری کا کوئی نہ کوئی جنگل کا رہنے والا دوست ہوتا ہے، آل محمد ﷺ کا جانگلی دوست زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ ہے۔''

ایک روز بازارِ مدینہ میں کھڑے تھے کہ نبی کریم ﷺ پیچھے سے آ گئے۔ اس کی آنکھوں پر اپنے دست مبارک رکھ دیے اور فرمایا: ''اس غلام کو کون خریدتا ہے؟'' وہ بولے: تب تو میں بہت ہی کم قیمت ثابت ہوں گا۔ فرمایا: ''نہیں! بارگاہ الٰہی میں تو بہت قیمتی ہے۔'' آخر عمر میں یہ کوفہ میں جا آباد ہوئے تھے۔ رضی اللہ عنہ ③

① الاستیعاب:679. ② الاستیعاب:755. ③ الاستیعاب:804.

۱۴ سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے برادر زادہ اور نبی کریم ﷺ کے پھوپھیرے بھائی، یعنی صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد یعنی اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں۔ امام عروہ بن زبیر کی روایت میں ہے کہ سیدنا زبیر کی عمر ۱۵ سال کی عمر تھی جب داخلِ اسلام ہوئے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے راہِ الٰہ میں شمشیر کو میان سے نکالا اور دو دفعہ (احد و قریظہ) میں انھیں نبی کریم ﷺ نے ((فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ))[1] فرمایا۔

انھیں نبی کریم ﷺ نے اپنا حواری فرمایا ہے اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ انھیں اشجع العرب کہا کرتے تھے۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انھیں جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر ترجیح دی ہے، جیسا کہ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی نسبت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کہا ہے۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ اُن چھ میں سے ہیں جنھیں فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد شایانِ خلافت بتلایا۔ یہ بہت امیر اور بہت بڑے سخی تھے۔ ان کے پاس ایک ہزار غلام تھے جن کی ساری آمدنی اللہ کی راہ میں صرف ہوتی تھی۔

ان سے خطا یہ ہوئی کہ جنگ جمل میں امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں نکلے، مگر جب امیر المومنین نے انھیں ایک حدیث نبوی یاد دلائی تو تائب و نادم ہو کر جنگ سے علیحدہ ہو گئے۔ ابن جرموز نے فریب دے کر ان کا سر کاٹا اور سیدنا، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: قاتل زبیر کو دوزخ کی بشارت دے دو۔

یہ جملہ مشاہد میں ملتزم رکابِ نبوی رہے۔ ان کی قبر بصرہ کے متصل ہے۔

ان کے ایک بیٹے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد والیٔ حجاز ہوئے اور گیارہ سال تک حکومت کی۔ بالآخر حجاج بن یوسف کے حملے میں شہید ہوئے۔

[1] ''میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔''

دوسرے بیٹے عروہ بن زبیر ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے کل دس فرزند تھے۔ ان کی شہادت ۱۰ جمادی الاول ۳۶ھ جمعرات کے دن بعمر ۶۷ سال ہوئی۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۵ سیدنا زید بن خطاب القرشی العدوی رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی والدہ اسماء بنت وہب جبکہ عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم ہیں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ قد کے بہت لمبے تھے، ان کا اسلام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے پہلے کا ہے۔ جنگ بدر، احد، خندق، بیعت الرضوان اور جملہ مشاہد میں ہمرکابِ نبوی رہے۔

یہ اُس لشکر کے علمبردار تھے جو مسیلمہ کے مقابلے میں سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے روانہ کیا تھا۔ دشمن کے ایک حملے میں ان کا لشکر متفرق ہوگیا تو انہوں نے کہا: اب مرد، مرد نہیں رہے، پھر بلند ترین آواز سے کہا: الٰہی! میں اپنے ساتھیوں کے فرار کا تیرے ہاں عذر پیش کرتا ہوں۔ مسیلمہ اور محکم بن طفیل کی سازشوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ آگے بڑھے، حملہ کیا اور مرتدین و کافرین کو قتل کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ ان سے دو حدیثیں مروی ہیں۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۶ سیدنا زیاد بن کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ

یہ بنوکلیب جہنی ہیں۔ بدر واحد میں حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۷ سیدنا سالم بن معقل رضی اللہ عنہ

یہ اصلی باشندے اصطخر کے تھے۔ بعض نے ان کا وطن موضع کرمد (علاقہ فارس) بھی لکھا ہے۔ ثبیہ بنت تعار انصاریہ کے غلام تھے۔ یہ خاتون ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ

① الاستیعاب: 808. ② الاستیعاب: 846. ③ الاستیعاب: 833.

بن عبد شمس بن عبد مناف کی زوجہ ہیں۔ انہوں نے ان کو آزاد کرا دیا اور سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی تربیت میں لے لیا حتی کہ متبنیٰ بنا لیا۔ جب تنسیخ تبنیت کا حکم اترا تو اپنی برادر زادی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ قرشیہ کا ان سے نکاح کر دیا۔ سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کو انصاری اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انصاریہ کے آزاد کردہ تھے اور مہاجر اس لیے شمار کرتے ہیں کہ انہوں نے مکہ میں سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاں پرورش پائی اور مکہ سے ہجرت کر کے اس قافلہ میں مدینہ منورہ پہنچے جس میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔

ان کا شمار فضلاء الموالی، اخیار الصحابہ اور کبار الصحابہ میں کیا جاتا ہے۔

انھیں اصل وطن کے لحاظ سے عجمی کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے جید قاری تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معلمین قرآن میں ان کے نام کا تعین فرمایا تھا۔ بدر میں حاضر تھے۔

۱۲ھ کو جنگ یمامہ میں یہ اور ان کے مربی سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

سیدنا سالم کا سر سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی جانب تھا۔ رضی اللہ عنہ②

۱۸ سیدنا سائب بن مظعون القرشی الجمحی رضی اللہ عنہ

سائب بن مظعون بن حبیب بن وهب بن حذافہ بن جمح۔

عثمان بن مظعون کے برادرِ شفیق ہیں۔ ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ کی وجہ سے ذوالہجرتین ہیں۔ بدر میں شامل تھے۔ سن وفات معلوم نہیں ہو سکا۔

سیدنا سائب اور عثمان رضی اللہ عنہما دونوں بھائیوں کی نسل منقطع ہوگئی۔ رضی اللہ عنہ③

۱۹ سیدنا سائب بن عثمان بن مظعون القرشی الجمحی رضی اللہ عنہ

یہ سائب بن مظعون کے برادر زادے ہیں۔ ان کے والد عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ان کے چچاؤں سے قدامہ، عبداللہ اور سائب نے ہجرت حبشہ کی تھی۔ یہ بھی حبشہ کی ہجرت دوم میں شامل تھے۔

② الاستیعاب: 881. ③ الاستیعاب: 899.

جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر تیس سال سے زائد تھی۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۰ سیدنا سبرہ بن فاتک الاسدی رضی اللہ عنہ

ان کا شمار باشندگان شام میں ہوتا ہے۔ یہ اور ان کے بھائی خریم بن فاتک دونوں بدری ہیں۔ بشر بن عبداللہ اور جبیر بن نضیر نے ان سے روایت حدیث کی ہے۔ رضی اللہ عنہ ②

۲۱ سیدنا سعد بن ابی وقاص قرشی الزہری رضی اللہ عنہ

سعد بن مالک بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب۔

نبی کریم ﷺ کے نسب نامے میں کلاب کے ساتھ شامل ہو جاتے ہے۔ نبی کریم ﷺ انھیں ماموں کہا کرتے تھے۔ اسلام لانے والوں میں ساتویں نمبر پر ہیں، ان سے پہلے صرف چھ افراد مسلمان ہوئے تھے۔ بوقت اسلام ان کی عمر ۱۹ سال تھی۔ یہ اُن دس میں سے ہیں جنھیں نبی کریم ﷺ نے جنت کی بشارت دی۔ اُن چھ میں سے ہیں جنھیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شایان خلافت بتلایا۔ یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیرافگنی کی۔

فاتح ایران اور بانیٔ کوفہ بھی یہی ہیں۔ خلافت فاروقی میں یہ دوبار امارت کوفہ پر متمکن ہوئے اور ایک بار خلافت عثمان میں بھی امیر کوفہ بنائے گئے۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی:

((اَللّٰھُمَّ اَجِبْ دَعْوَتَہٗ وَسَدِّدْ رَمْیَہٗ))

''الٰہی! اس کی دعا قبول فرما، اور اس کی تیرافگنی درست کر دے۔''

ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ماں باپ تجھ پر قربان! تیر چلاؤ۔'' یہ ایسا فقرہ ہے جو سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے سوا نبی کریم ﷺ نے کسی دوسرے کے لیے نہیں فرمایا۔

ایام فتنہ میں یہ سب سے الگ رہے، وادیٔ عقیق میں مدینہ سے دس میل کے

① الاستیعاب:896. ② الاستیعاب:906.

فاصلے پر انہوں نے گھر بنا رکھا تھا وہیں رہتے۔ سب سے کہہ دیا تھا کہ مسلمانوں کے اختلاف اور جنگ کی کوئی بات مجھے نہ سنایا کرو۔

ان سے مرویات حدیث کی تعداد ۲۷۰ ہے جن میں سے متفق علیہ ۱۵، بخاری ۵، جبکہ مسلم میں ۸ ہیں۔

۵۵ھ میں بعمر ۷۵ سال وفات پائی، مدینہ میں دفن ہوئے، جملہ مشاہد میں ہمرکاب نبوی رہے۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۲ سیدنا سعد بن خولی رضی اللہ عنہ

یمن کے باشندے تھے اور بنو عامر بن لوی کے حلیف تھے ان کا شمار مہاجرین اولین میں ہوتا ہے۔ غزوۂ بدر میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ②

۲۳ سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قرشی العدوی رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی ہیں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اخت عمر رضی اللہ عنہ کے شوہر ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کے ذریعہ سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام تک پہنچے تھے۔ یہ مہاجرین اولین سے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بدر کے موقع پر کسی خدمت کے لیے بجانب شام بھیجا تھا۔ غنیمت بدر میں سے انہیں حصہ دیا گیا۔ دیگر جملہ مشاہد میں یہ ملتزم رکاب نبوی رہے۔ یہ اُن دس میں سے ہیں، جنھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت جنت عطا فرمائی تھی۔

ان کے والد زید بن عمرو بن نفیل اُن بزرگوں میں سے ہیں، جنہوں نے دین ابراہیمی کی تلاش میں موصل، شام وغیرہ کے سفر کیے تھے۔ ایک راہب نے ان سے عیسائی ہو جانے کو کہا: یہ بولے کہ مجھے ابراہیم علیہ السلام کا خالص دین مطلوب ہے، مگر وہ بولا: جہاں سے تم آئے ہو یہ دین وہیں کا ہے۔ بعثت نبوی سے پیشتر ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ یہ بزرگ بتوں اور استھانوں کے چڑھاوے کا گوشت نہیں کھایا کرتے تھے۔

① الاستیعاب: 963. ② الاستیعاب: 926.

سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو اپنے والد کے حالات بتلا کر درخواست کی کہ ان کے لیے دعائے مغفرت عطا فرمائیں، چنانچہ آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں ایک جاگیر عطا فرما دی تھی جو دیر تک ان کی اولاد کے پاس رہی۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے ۵۱ھ میں بمقام وادیٔ عقیق وفات پائی اور مدینہ میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۴ سیدنا سلیط بن عمرو القرشی العامری رضی اللہ عنہ

سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ نسب نامہ میں لؤی میں شامل ہو جاتے ہیں۔

مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ سے مشرف ہوئے۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں: بدر میں شامل ہوئے۔

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ انھیں نبی کریم ﷺ نے ہوذہ بن علی حنفی کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں: سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ رئیس نجد کے پاس بھی بطور سفیر گئے تھے۔ ۱۴ھ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ②

۲۵ سیدنا سوید بن مخشی الطائی رضی اللہ عنہ

ابو مخشی کنیت سے مشہور ہیں۔ بدر میں شامل ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ③

۲۶ سیدنا سویبط بن سعد القرشی العبدری رضی اللہ عنہ

سویبط بن سعد بن حرملہ بن مالک بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار بن قصی۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کا نسب قصی میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ مہاجرین حبشہ میں سے

① الاستیعاب: 982. ② الاستیعاب: 1040. ③ الاستیعاب: 1122.

بھی ہیں۔ بڑے خوش مزاج اور خوش طبع تھے۔ بدر میں شامل ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۷ سیدنا سہل بن بیضاء القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

سہل بن وہب بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر۔

ان کی والدہ بیضاء کا نام دعد ہے اور اس کا نسب بھی ضبہ بن الحارث میں شوہر کے ساتھ جا ملتا ہے۔ سہل کا نسب نبی کریم ﷺ کے ساتھ فہر، نمبر ۱۱ میں جا ملتا ہے۔

ان کے دونوں بھائی سہیل وصفوان بھی صحابی ہیں۔

سہل ان بزرگوں میں سے ہیں جو مکہ میں اسلام لائے تھے مگر یہ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے۔ بدر میں کفار انھیں اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے شہادت دی کہ انہوں نے سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ آپ نے ان کو اسیری سے رہائی فرمائی تھی۔ سہل اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے صحیفۂ قریش جو نبی کریم ﷺ اور ہاشمیہ کے خلاف لکھا گیا تھا، کی مخالفت کی تھی۔ دیگر کے نام یہ ہیں:

(۱) ہشام بن عمرو بن ربیعہ (۲) مطعم بن عدی بن نوفل (۳) زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد۔ (۴) ابوالبحری بن ہشام بن حارث بن اسد (۵) زہیر بن ابواُمیہ بن مغیرہ۔ ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ یہ باصطلاح علما بدری نہیں ہیں، گو اس وقت مسلمان ہی تھے۔ رضی اللہ عنہ ②

۲۸ سیدنا شجاع بن ابی وہب الاسدی رضی اللہ عنہ

شجاع بن ابی وہب (ابن وہب) بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

① الاستیعاب: 1149. ② الاستیعاب: 1080.

ان کا نسب نبی کریم ﷺ کے ساتھ خزیمہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ہجرت ثانیہ میں حبشہ کی طرف گئے تھے اور پھر یہ سن کر کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے، حبشہ سے واپس آ گئے تھے۔

یہ اور ان کے بھائی عقبہ بن ابی وہب بدر اور دیگر جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔ مؤاخات میں آپ نے ان کو ابن خولی کا بھائی بنایا تھا۔

یہی وہ بزرگ ہیں جو حارث بن ابی شمر غسانی اور جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس سفیر نبوی ہو کر گئے تھے۔ یہ لمبے قد اور چھریرے بدن کے مالک تھے۔

جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر چالیس سال سے کچھ اوپر تھی۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۹ سیدنا شقران حبشی رضی اللہ عنہ

نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ نبی کریم ﷺ کے غسل میت میں حاضر تھے۔ ان کی نسل ہارون الرشید کے عہد میں ختم ہو گئی تھی۔ ان کا نام صالح ہے۔ رضی اللہ عنہ ②

۳۰ سیدنا شماس بن عثمان بن شرید القرشی المخزومی رضی اللہ عنہ

شماس ان کا لقب ہے، اصلی نام عثمان تھا۔ لقب سے ہی مشہور ہیں۔ ان کی والدہ صفیہ بنت ربیعہ بن عبد شمس ہے۔ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے۔ احد میں سخت زخمی ہوئے۔

میدانِ جنگ سے انھیں مدینہ میں بھیج دیا گیا۔ وہاں ایک دن رات زندہ رہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کی تیمارداری کرتی رہیں، پھر جب فوت ہوئے تو مدینہ سے حسب الحکم نبوی احد میں لائے گئے اور شہیدانِ احد کے ساتھ مدفون ہوئے۔

جنگ احد میں اتنی جان توڑ کر لڑے کہ نبی کریم ﷺ چپ و راست جدھر نظر مبارک اٹھا کر دیکھتے شماس ہی تلوار چلاتا ہوا نظر آتا تھا۔ رضی اللہ عنہ ③

① الاستیعاب:1194. ② الاستیعاب:1200. ③ الاستیعاب:1203.

۳۱ سیدنا صفوان بن بیضاء القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

صفوان بن بیضاء (یہ صفوان کی ماں تھیں) ان کا نسب نامہ صفوان بن اہیب بن ربیعہ ابن ہلال بن وہب بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ نسب میں فہر کے ساتھ جا ملتے ہیں۔

یہ اور ان کے بھائی سہیل بن وہب دونوں بدر میں حاضر تھے۔ ان کی وفات میں اختلاف ہے، بعض نے لکھا ہے کہ رمضان ۳۸ھ میں انتقال ہوا۔

اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ مؤاخات میں سیدنا رافع بن عجلان رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے اور دونوں بدر میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

۳۲ سیدنا صہیب بن سنان الرومی رضی اللہ عنہ

بلحاظ نسل یہ عرب تھے اور نمر بن قاسط سے ان کا سلسلۂ نسب جا ملتا ہے۔ ان کے والد سنان بن مالک یا ان کے چچا سلطنت ایران کی طرف سے حاکم ابلہ تھے۔ ان کی رہائش موصل کے متصل تھی۔

اہل روما نے اس علاقہ پر حملہ کیا۔ اس وقت صہیب بہت ہی کم عمر تھے۔ پکڑے گئے، پھر قبیلہ کلب میں سے کسی نے ان کو خرید کر مکہ میں فروخت کر دیا۔ عبداللہ بن جدعان تیمی نے انھیں آزاد کر دیا۔ یہ مکہ ہی میں رہنے لگ گئے۔ ان کا چہرہ بہت سرخ رنگ کا تھا۔ رومی زبان خوب جانتے تھے۔ یہ اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ایک ہی دن داخلِ اسلام ہوئے۔ ان سے پیشتر تیس اور چند مزید افراد مسلمان ہو چکے تھے۔

سیدنا حمران بن ابان رضی اللہ عنہ جو عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کے چچیرے بھائی لگتے ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بعد ہجرت کی۔ قریش نے کہا کہ تم خود بھی چلے اور اپنا مال بھی جو تم نے یہاں بیٹھ کر کمایا ہے، لے چلے ہو۔ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنا مال قریش کے حوالے کر دیا۔ اس آیت:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ﴾ [1]

کا نزول انہی کے واقعہ پر ہوا ہے۔ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کی نشست و برخاست قبل از نبوت بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہتی تھی۔ آپ نے سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کو سابق الروم، سلمان رضی اللہ عنہ کو سابق فارس اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو سابق الحبشہ فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ صہیب رضی اللہ عنہ سے محبت کیا کرے، ایسی محبت جیسی والدہ کو اپنے بچہ سے ہوتی ہے۔'' سفرِ ہجرت میں یہ اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ دونوں ہم سفر تھے۔ ان کے مزاج میں ظرافت تھی۔ ایک روز نبی کریم ﷺ کھا رہے تھے، سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تیری آنکھ دکھتی ہے، پھر بھی کھجور کھاتا ہے۔'' انہوں نے عرض کیا کہ میں تو دوسری طرف کے جبڑے سے کھا رہا ہوں، جس طرف کی آنکھ نہیں دکھتی۔ (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے زخمی ہو جانے کے بعد سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کو امام نماز مقرر کیا اور فرمایا: جب تک کسی خلیفہ کا تقرر نہ ہو، صہیب رضی اللہ عنہ نماز پڑھایا کریں۔ ان کا انتقال شوال ۳۹ھ میں بعمر ۷۳ سال مدینہ میں ہوا۔ ان کی سخاوت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ رضی اللہ عنہ [2]

۳۳ سیدنا طفیل بن حارث القرشی المطلبی رضی اللہ عنہ

طفیل بن حارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف بن قصی۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ سلسلۂ نسب میں عبدمناف میں شامل ہو جاتے ہیں۔

بدر میں سیدنا طفیل، حصین اور عبیدہ رضی اللہ عنہم تینوں بھائی شامل تھے۔ سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ تو بدر ہی میں شہید ہو گئے تھے۔ سیدنا طفیل اور حصین رضی اللہ عنہما جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

[1] ۲/ البقرۃ: ۲۰۷۔ ''لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو (اللہ کے ہاتھ) بیچ ڈالتا ہے۔'' [2] الاستیعاب: 1226.

دونوں بھائیوں نے ۳۳ھ میں انتقال کیا۔ سیدنا طفیل پہلے اور پھر سیدنا حصین رضی اللہ عنہما بھی اُن سے چار ماہ بعد جنت کو سدھار گئے۔ رضی اللہ عنہم ①

۴۳ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ القرشی التیمی رضی اللہ عنہ

طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی ابن غالب۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کا سلسلۂ نسب کعب بن لوی میں شامل ہو جاتا ہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

جنگِ بدر سے پیشتر نبی کریم ﷺ نے انھیں سرحد شام میں اُدھر کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا، اس لیے غزوۂ بدر میں شامل نہ تھے۔ آپ نے ان کو مالِ غنیمت سے حصہ بھی دیا اور اجر کی بشارت بھی دی۔ انھیں طلحہ الخیر اور طلحہ الفیاض کہتے ہیں۔ جنگ احد میں انہوں نے شجاعت اور ایثار کے بڑے بڑے جوہر دکھلائے۔ نبی کریم ﷺ کی حفاظت میں خود سامنے سپر بنے رہے۔ ایک ہاتھ سے دشمن کے نیزے کا وار روکا، وہ ہاتھ شل ہو گیا۔ دیگر جملہ مشاہد میں بھی یہ ملتزم رکاب مصطفوی ﷺ رہے۔ یہ اُن چھ میں سے ایک ہیں جن کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شایان خلافت قرار دیا تھا۔

یہ جنگ جمل میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں اترے، سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے میدان جنگ میں انھیں بلایا اور واقعات سابقہ یاد دلائے اور یہ جنگ سے علیحدہ ہو گئے۔ اس وقت مروان نے ان کے سینے میں تیر مارا اور اسی زخم سے ان کا انتقال ہوا۔ وہ جب جنگ سے علیحدہ ہوئے تو یہ شعر پڑھ رہے تھے:

ندمت ندامة الكسعي لما شريت رضا بني جرم برغمي ②

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ میں، عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اس آیت کے مصداق بنیں گے۔

① الاستیعاب: 1271.
② مجھے کسعی جیسی ندامت ہوئی کہ جب میں نے بنو جرم کو خوشی رکھنے کی تدبیر کی۔

﴿ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴾ [1]

نبی کریم ﷺ نے انھیں کو دیکھ کر ایک بار فرمایا: ''جو کوئی زندہ شہید دیکھنا چاہے وہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔'' بوقت شہادت عمر ۶۲ سال تھی۔ ان کے دسترخوان پر ہر روز ایک ہزار دینار کے وزن کا غلہ پکا کرتا تھا۔ [2]

مرویات حدیث ۸۸، متفق علیہ ۲، بخاری میں ۱ جبکہ مسلم میں ۳ ہیں۔ رضی اللہ عنہ

۳۵ سیدنا طلیب بن عمیر بن وہب القرشی العبدری رضی اللہ عنہ

طلیب بن عمیر بن وہب بن ابی کثیر بن عبد بن قصی۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ قصی، نمبر ۵ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ان کی والدہ اروی بنت عبدالمطلب، نبی کریم ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ دارارقم میں داخل اسلام ہوئے تھے۔ مسلمان ہو کر والدہ کو اطلاع دی تو انہوں نے کہا: بہترین شخص جس کی امداد و اعانت تجھے کرنا چاہیے، وہ یہی تیرے ماموں زاد بھائی ہیں۔ اگر عورتیں بھی مردوں کے سے کام کر سکتیں تو ہم خود اس کی حمایت کیا کرتیں۔ یہ مہاجرین حبشہ میں سے بھی ہیں اور حاضرین بدر میں سے بھی۔ اجنادین یا یرموک کی جنگ میں شربتِ شہادت نوش فرمایا۔ رضی اللہ عنہ [3]

۳۶ سیدنا عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ

ابن عبد یا لیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔ یہ بنو عدی بن کعب بن لؤی کے حلیف تھے۔ دارِارقم میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں۔ ان کا نام غافل تھا، نبی کریم ﷺ نے عاقل تجویز فرمایا۔ غزوہ بدر میں خود بھی حاضر تھے اور ان کے بھائی سیدنا عامر، ایاس اور خالد رضی اللہ عنہم بھی حاضر تھے۔ [4]

[1] ۱۵/ الحجر: ۴۷. ''ان کے سینوں میں جو حسد ہوگا ہم اسے نکال دیں گے اور وہ تختوں پر آمنے سامنے (بیٹھے) بھائی بھائی ہوں گے۔'' [2] الاستیعاب: 1280. [3] الاستیعاب: 1290. [4] الاستیعاب: 2018.

۳۷ سیدنا عامر بن حارث الفہری رضی اللہ عنہ

بعض نے ان کا نام عمر بھی بتایا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ یہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۳۸ سیدنا عامر بن ربیعہ العنزی العدوی رضی اللہ عنہ

ان کا سلسلۂ نسب نزار بن معد بن عدنان تک منتہی ہوتا ہے۔ انھیں عدوی اس لیے کہتے ہیں کہ خطاب بن نفیل نے ان کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔ یہ قدیم الاسلام ہیں۔ اسلام کے بعد حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کی بیوی بھی مہاجرات حبشہ میں سے ہیں، پھر بدر اور جملہ مشاہد میں خدمت نبوی کا شرف حاصل کیا۔ ان کے بیٹے سے روایت ہے کہ جس شب باغیوں نے امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تھا، یہ اس شب مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ درمیان میں ذرا سو گئے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس فتنے کی پناہ کا سوال کرو جس سے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو بچا لے گا۔ انہوں نے اس طرح دعا مانگی۔ گھر گئے تو بیمار ہو گئے، پھر شہادت عثمان رضی اللہ عنہ سے چند روز بعد ان کے گھر سے ان کا جنازہ ہی نکلا۔ رضی اللہ عنہ ②

۳۹ سیدنا عامر بن عبداللہ بن جراح القرشی رضی اللہ عنہ

عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کا نسب فہر نمبر ۱۱ میں شامل ہو جاتا ہے۔

قدیم الاسلام، سابقین اولین اور فضلا و کبرائے صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل تھے۔ بدر اور جملہ مشاہدات نبوی میں حاضر رہے، حبشہ کی ہجرت دوم سے مشرف تھے۔

جنگ احد میں ان کے اگلے دونوں دانت ٹوٹ گئے تھے۔ اس طرح کہ خود آہنی کی جو

① الاستیعاب:1324. ② الاستیعاب:1327.

میخیں نبی کریم ﷺ کے فرق مبارک میں کھب گئی تھیں، اُن میخوں کو انہوں نے دانتوں سے پکڑ کر نکالا تھا۔ پہلی میخ نکالی اور ایک دانت ٹوٹ گیا، دوسری میخ نکالی تو دوسرا دانت ٹوٹ نکل گیا۔ کہتے ہیں کہ پھر بھی یہ نہایت حسین تھے۔ لمبا قد، چھریرا بدن، ہلکا چہرہ، نبی کریم ﷺ نے ان کو کبھی ''امین حق امین'' فرمایا تو کبھی امین الامۃ فرمایا۔ علاقہ نجران پر حکومت کے لیے اور یمن میں تعلیم اسلام کے لیے انھیں سرور عالم ﷺ نے بھیجا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں ملک شام کا سپہ سالار اعظم بنایا تھا۔

۱۸ھ کے طاعون عمواس میں ان کا انتقال بعمر ۵۸ سال ہوا۔ ان کے فضائل بہت ہیں۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنے انتخاب سے پیشتر مستحق خلافت بتلایا تھا۔ رضی اللہ عنہ [1]

۳۰۔ سیدنا عامر بن فہیرہ ازدی رضی اللہ عنہ

قوم ازد سے تھے، سیاہ چہرہ، ابوعمرو کنیت تھی۔ شروع میں طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں خریدا اور اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا۔ یہ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بوقت ہجرت جب رسول اللہ ﷺ اور سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں آرام گزین ہوئے تو یہ رات کو اپنا ریوڑ غار پر لے جاتے۔ حضور ﷺ کو دودھ پہنچاتے اور سیدہ اسماء و عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما وغیرہ خاندان صدیق کے آنے والوں کے نشانِ قدم ریوڑ پھرا کر معدوم کر جاتے اور ہجرت میں رسول اللہ ﷺ و صدیق رضی اللہ عنہ کے خدمت گزار بھی تھے۔ بدر واحد میں حاضر تھے۔ واقعہ بئر معونہ ۴ھ میں شہید ہوئے۔

عامر بن طفیل کے قاتل کا بیان ہے کہ میں نے نیزہ لگایا تو ان کے بدن سے ایک نور نکلا۔ بعد ازاں دیکھا کہ ان کی لاش کو اوپر اٹھا لیا گیا حتیٰ کہ آسمان اس سے نیچے رہ گیا۔ امام ابن المبارک رحمہ اللہ اور امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کی روایات میں ہے کہ مقتولین میں ان کی لاش نہیں ملی تھی۔ ان کا اسلام دارالارقم کی تبلیغ گاہ سے پیشتر کا ہے۔ رضی اللہ عنہ [2]

[1] الاستیعاب:1332. [2] الاستیعاب:1338.

۱۴۱ سیدنا عبداللہ بن جحش بن رباب الاسدی رضی اللہ عنہ

ان کا نسب نبی کریم ﷺ کے ساتھ خزیمہ میں جا کر مل جاتا ہے۔ یہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے۔ ان کی والدہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب ہیں۔

یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ ہجرت حبشہ بھی کی اور ہجرت مدینہ بھی۔ ان کا اسلام اس وقت کا ہے جب کہ ابھی آپ نے دارارقم میں تعلیم وتبلیغ شروع نہ کی تھی۔

ان کے بھائی سیدنا ابواحمد عبد بن جحش رضی اللہ عنہ بھی ذوالہجرتین ہیں۔ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ان کے تیسرے بھائی عبیداللہ کی بیوہ ہیں۔

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ان کی ہمشیرہ ہیں، ان کا لقب **المجدع فی اللہ** ''اللہ کے راستے میں اپنے جسم کے اعضا کٹوانے والے'' ہے بدر میں حاضر ہوئے، احد میں شہید ہوئے۔

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے مجھے میدان احد میں کہا: آؤ! تنہا ہو کر اللہ تعالیٰ سے کچھ دعا کر لیں۔ ہم دونوں سب سے الگ جا بیٹھے۔ میں نے دعا کی: ''الٰہی! کل میرا مقابلہ ایک بہادر تلوار یئے دشمن کے ساتھ ہو، ہم خوب لڑیں، پھر میں اسے گرالوں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: 'آمین'۔

پھر اس نے یوں دعا مانگی: الٰہی! کل ایک بہادر تلوار یئے دشمن کے ساتھ مقابلہ ہو، ہم خوب لڑیں بالآخر وہ مجھے گرالے اور قتل کر ڈالے۔ میری ناک کان کاٹے میں اسی شکل میں تیرے سامنے حاضر ہوں۔ یا اللہ! تو مجھ سے پوچھے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ! تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے؟ میں عرض کروں: تیری راہ میں تیرے رسول ﷺ کی راہ میں اور تو فرمائے: سچ ہے۔ رضی اللہ عنہ [1]

[1] الاستیعاب: 1484.

۴۲ سیدنا عبداللہ بن سُراقہ القرشی العدوی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن سراقہ بن معتمر بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب القرشی العدوی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نسب نامہ میں عبداللہ بن قرط میں شامل ہو جاتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کعب میں۔

ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں اور ان کے بھائی عمرو بن سراقہ کو اہل بدر میں شمار کیا ہے۔ مگر موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر کا قول ہے کہ یہ بدر میں شامل نہ تھے۔ احد اور مشاہد ما بعد میں برابر حاضر رہے۔ رضی اللہ عنہ ①

۴۳ سیدنا عبداللہ بن سعید القرشی الاموی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ عبد مناف میں سلسلہ نسب جا ملتا ہے۔ یہ عمدہ خوشخط اور انشا نگار تھے۔ ان کو نبی کریم ﷺ نے اہل مدینہ کی کتابت آموزی پر مقرر فرمایا تھا۔

ان کے مقامِ شہادت میں اختلاف ہے، کسی نے بدر، کسی نے موتہ تو کسی نے یومِ یمامہ تحریر کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ ②

۴۴ سیدنا عبداللہ بن سہیل بن عمرو القرشی العامری رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لُوی۔

یہ مشہور صحابی سیدنا ابو جندل رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی ہیں۔ قدیم الاسلام حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شامل تھے پھر مکہ میں لوٹ آئے تھے۔ باپ نے ان کو پکڑ کر قید کر دیا تھا، پھر جنگ بدر میں لشکر کفار کے ساتھ مل کر میدانِ جنگ میں آئے اور پھر موقع پا کر کفار سے نکلے اور صحابہ میں جا ملے اور کفار سے نبرد آزما ہوئے۔ دیگر جملہ مشاہد میں

① الاستیعاب:1547. ② الاستیعاب:1556.

ملتزم رکاب محمدی ﷺ رہے۔ ان کا شمار فضلائے صحابہ میں ہے۔ عہد نامہ حدیبیہ پر ان کے بھی دستخط بطور گواہ ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے دن انہوں نے ہی اپنے باپ سہیل کے لیے نبی کریم ﷺ سے امان حاصل کی تھی۔

سہیل بن عمرو وہی مشہور شخص ہیں جو حدیبیہ میں منجانب کفار بطور کمشنر معاہدہ کام کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

سہیل کو اللہ کی امان ہے، اسے ظاہر ہو جانا چاہیے۔

پھر فرمایا: سہیل میں ایسی عقل و شرف موجود ہے کہ حقیقتِ اسلام سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ اسے پتہ بھی لگ گیا ہے کہ اس کی سابقہ حالت نے اسے کیا نفع دیا؟ عبداللہ نے باپ کو سارا واقعہ سُنا دیا۔

وہ بولا: واللہ حضور ﷺ لڑکپن ہی سے احسان دوست رہے ہیں۔

عبداللہ یوم یمامہ میں ۱۲ھ کو بعمر ۳۸ سال شہید ہوئے تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۴۵ سیدنا عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال القرشی المخزومی رضی اللہ عنہ

ان کا سلسلۂ نسب نبی کریم ﷺ کے ساتھ کعب بن لوی میں شامل ہو جاتا ہے۔ ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے پھوپھیرے بھائی ہیں اور نبی کریم ﷺ اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء کے دودھ کے بھائی بھی ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہلے انہی کے نکاح میں تھیں۔

انہوں نے اول ہجرت حبشہ مع زوجہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تھی۔ پھر بدر میں آ شامل ہوئے تھے۔ جمادی الاخریٰ ۳ھ میں وفات پائی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے نابالغ بچوں سلمہ، عمر اور دختر زینب کی تربیت کی غرض سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ رضی اللہ عنہ ②

① الاستیعاب:1568. ② الاستیعاب:1589.

۴۶ سیدنا عبداللہ بن محرمہ رضی اللہ عنہ

ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی العامری۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کا نسب فہر، نمبر۱۱ میں شامل ہو جاتا ہے۔ ان کی والدہ ام نہیک بنت صفوان ہیں۔

یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں اور بقول واقدی ذوالہجرتین بھی ہیں۔

مؤاخات میں یہ اور فروہ بن عمرو بن ودقہ البیاضی دینی بھائی تھے۔

جنگ یمامہ میں بعمر ۴۱ سال شہید ہوئے۔ انہوں نے دعا کی تھی کہ الٰہی! مجھے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک میں اپنے بند بند کو تیری راہ میں زخم رسیدہ نہ دیکھ لوں۔ جنگ یمامہ میں ان کے جسم کا زخموں سے یہ حال تھا کہ جملہ مفاصل پر ضربات موجود تھیں۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں ان کے پاس آخری وقت پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ روزے داروں نے روزے کھول لیے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہا: میرے منہ میں پانی ڈال دو۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما حوض پر گئے اور ڈول میں پانی لے کر آئے۔ آ کر دیکھا کہ وہ سانس پورے کر چکے تھے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۴۷ سیدنا عبداللہ بن مسعود الھذلی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

ان کے والد 'مسعود' ایام جاہلیت میں عبداللہ بن الحارث بن زہرہ کے حلیف بن گئے تھے۔ ان کی والدہ ام عبد بنت عبدود بھی صاہلہ بن کاہل کی نسل سے ہیں اور ان کی نانی قیلہ بنت الحارث بن زہرہ (زہریہ) ہیں۔

[1] الاستیعاب:1653.

یہ قدیم الاسلام ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کچھ پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کی اہلیہ سیدہ فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ عنہا ہیں۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ عقبہ بن ابی معیط کا ریوڑ چرایا کرتے تھے۔ ایک روز نبی کریم ﷺ مع ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے۔ پوچھا: لڑکے دودھ ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! مگر میرا نہیں۔ میں تو امانت دار ہوں۔ فرمایا: ایسی بکری لے آؤ جس پر نر نہ چڑھا ہو۔ یہ لے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے تھن کو بسم اللہ کہہ کر ہاتھ لگایا، دودھ نکال لیا۔ خود بھی پیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا۔ بکری کا تھن پھر خشک ہو گیا۔ انہوں نے عرض کی کہ مجھے بھی یہ کام سکھلا دیا جائے۔

فرمایا: ہاں۔ تم تو معلم جوان ہو۔

بعد ازاں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے۔ آپ کو جوتا پہناتے، آگے آگے چلا کرتے، خواب گاہ سے جگایا کرتے تھے۔ امام ابن عبدالبر نے ایک روایت بیان کی تھی، جس میں ان کا نام بھی عشرہ مبشرہ میں آ جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قرآن چار شخصوں سے سیکھو: ابن مسعود، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہم۔

ایک بار انہوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی یہ آرزو پیش کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا لَّا يَرْتَدُّ وَ نَعِيْمًا لَّا تَنْفُذُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدًا فِيْ اَعْلٰى جَنَّةِ الْخُلْدِ. [1]

نبی کریم ﷺ نے اس دعا کی قبولیت کی بشارت عطا فرمائی۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ قد کے چھوٹے تھے۔ لمبے قد کا آدمی بیٹھا ہوا اور یہ کھڑے ہوئے برابر نظر آیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے دن ابوجہل کو انہی کے ہاتھ سے قتل کرایا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ حلفاً بیان کیا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے طریق روایت اور عمل کا واقف سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ہمیں کوئی نہیں معلوم۔

[1] اے اللہ! میں تجھ سے ایسے ایمان کا سوال کرتا ہوں کہ جس کے بعد دوبارہ کفر کی طرف نہ لوٹوں اور ایسی نعمت عطا فرما جو ختم نہ ہو اور ہمیشہ والی جنت میں تیرے نبی محمد ﷺ کا ساتھ مانگتا ہوں۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگ جانتے ہیں کہ میں ان سب میں سے کتاب اللہ کا خوب عالم ہوں۔ قرآن مجید میں کوئی سورت یا آیت نہیں، مگر میں جانتا ہوں کہ وہ کب اتری اور کہاں اُتری۔ ابو وائل راوی کہتا ہے کہ ان کے اس بیان کا کسی نے انکار نہیں کیا۔
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ انھیں علم کی تھیلی کہا کرتے تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا عمار بن یاسر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کو کوفہ کا منصب دار بنا کر بھیجا تو اپنے فرمان میں اہل کوفہ کو یہ الفاظ لکھے تھے:

"میں عمار بن یاسر کو امیر جبکہ ابن مسعود کو معلم و وزیر بنا کر بھیجتا ہوں، یہ دونوں اصحابِ رسول میں سے نجبا میں شامل ہیں، اہل بدر ہیں، ان کی اقتدا کرو اور ان کی بات سنو۔ ابن مسعود کے متعلق تو میں نے اپنی جان پر ایثار کیا ہے۔"

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ کوفہ سے مدینہ واپس پہنچ گئے تھے۔ اسی جگہ ۳۳ھ کو وفات پائی اور حسب وصیت رات ہی میں بقیع کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

مواخات مکہ میں انھیں زبیر رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا گیا تھا۔

ان کی زندگی میں باغیانِ عثمانی کے فتنوں کی ابتدا شروع ہو گئی تھی۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر لوگوں نے انھیں قتل کر دیا تو پھر ان لوگوں کو ایسا خلیفہ نہ ملے گا۔[1]

مرویات حدیث ۸۴۸ ہیں جبکہ متفق علیہ ۶۴ اور صرف صحیح بخاری میں ۲۱، صرف صحیح مسلم میں ۳۵ ہیں۔ رضی اللہ عنہ

۴۸ سیدنا عبداللہ بن مظعون قرشی الجمحی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

نہایت قدیم الاسلام ہیں۔ ان کے تین بھائی اور تھے: سیدنا عثمان، سائب اور قدامہ رضی اللہ عنہم۔ چاروں بھائی قدیم الاسلام ہیں۔ چاروں نے اول ہجرت حبشہ کی اور پھر ہجرت مدینہ، پھر شامل بدر ہوئے۔

[1] الاستیعاب: 1659.

عبداللہ بن مظعون نے ۳ھ میں بعمر ۶۰ سال وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ [1]

۴۹ سیدنا عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف قرشی المطلبی رضی اللہ عنہ

نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کا نسب عبد مناف میں شامل ہو جاتا ہے۔ مطلب و ہاشم حقیقی بھائی تھے۔ یہ دونوں اور ان کی اولاد ہمیشہ متحد و متفق رہی۔ بزرگوار سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں، یعنی دارارقم کے تعلیم گاہ بنائے جانے سے پیشتر مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ ہجرت مدینہ کے وقت ان کے دونوں بھائی سیدنا طفیل اور حصین رضی اللہ عنہما بھی رفیق سفر تھے۔

نبی کریم ﷺ ان کی قدر و منزلت خاص طور پر فرمایا کرتے تھے۔ اہل بدر میں سب سے زیادہ عمر کے یہی تھے۔ان کی پیدائش نبی کریم ﷺ سے دس سال پہلے کی ہے۔

اسلام میں پہلا سردار جو اسی (۸۰) مہاجرین کے لشکر کے ساتھ دشمن کے تجسس میں بھیجا گیا، وہ یہی ہے۔ غزوۂ بدر میں انہوں نے عناعظیم برداشت کی اور مشہد کریم حاصل کیا۔

دشمن کے مقابلے میں ان کا پاؤں کٹ گیا تھا۔ بدر سے ایک منزل واپس ہوتے ہوئے ان کا انتقال ہوا اور راستے ہی میں دفن ہوئے۔ ایک بار نبی کریم ﷺ اس راستے سے گزرے، ہمراہیوں نے عرض کیا: ادھر سے کستوری کی خوشبو آ رہی ہے! آپ نے فرمایا: ''ہاں! کیوں نہ ہو؟ یہاں ابو معاویہ (ان کی کنیت تھی) کی قبر بھی تو ہے۔

خوش اندام، خوبرو تھے۔ بوقت شہادت عمر ۶۳ سال تھی۔ رضی اللہ عنہ [2]

۵۰ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف القرشی الزہری رضی اللہ عنہ

عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نسب میں کلاب، نمبر ۶ میں شامل ہو جاتے ہیں۔

[1] الاستیعاب: 1662. [2] الاستیعاب: 1748.

ان کی والدہ شفا بنت عوف بھی قرشیہ زہریہ ہیں۔
واقعہ فیل سے دس سال بعد پیدا ہوئے، قدیم الاسلام ہیں۔ دارِ ارقم میں آغازِ تعلیم سے پیشتر مسلمان ہو چکے تھے۔
یہ ان دس میں سے ہیں جنھیں نبی کریم ﷺ نے بشارت جنت عطا فرمائی تھی۔
یہ اُن چھ میں سے ہیں جو خلافت کے اصحابِ شوریٰ ہیں۔
نبی ﷺ نے ان کو « اَنْتَ اَمِیْنٌ فِیْ اَھْلِ السَّمَآءِ وَ اَمِیْنٌ فِیْ اَھْلِ الْاَرْضِ » ① فرمایا تھا۔
نبی کریم ﷺ نے ان کو دومۃ الجندل کی طرف بنوکلب کی جانب بھیجا تھا اور اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر عمامہ باندھا تھا اور فرمایا تھا کہ بسم اللہ جاؤ! جب فتح ہو جائے تو وہاں کے حکمران کی بیٹی سے شادی کر لینا۔ بدر میں حاضر تھے۔
جنگ احد میں ان کے جسم میں اکیس زخم آئے تھے۔ ایک زخم ٹانگ پر تھا، جس کی وجہ سے یہ لنگڑانے لگے تھے۔ قریش میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور سخی بھی اعلیٰ درجے کے تھے۔
ایک روز تیس غلام اللہ کی راہ میں آزاد کیے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مصارف کے کفیل یہی تھے۔
ابن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ جب ان کی میراث تقسیم ہونے لگی تو ان کی مطلقہ عورت کو (جسے مرض الموت میں طلاق دی تھی) ۱/۸ کے حصہ سوم میں سے ۸۳ ہزار نقدی آئی تھی، نقدی کے علاوہ ایک ہزار اونٹ، تین ہزار بکریاں جبکہ ایک سو گھوڑے ورثے میں چھوڑے تھے۔
انہوں نے ۳۱ھ یا ۳۲ھ میں بعمر ۷۲ سال مدینہ منورہ میں انتقال کیا تھا۔ ان کی اولاد حسبِ ذیل ہے:

① مستدرك حاكم: 350/3۔ رقم: 5354 ''تم آسمان والوں میں بھی امین ہو اور زمین والوں میں بھی۔''

نام زوجہ	اولاد
تماضر بنت الاصبغ	ابوسلمہ فقیہ
ام کلثوم بنت عتبہ بن ربیعہ	محمد، سالم اور ام القاسم
ام کلثوم بنت عقبہ معیط	ابراہیم، حمید اور اسمٰعیل
بحیرہ بنت ہانی	عروہ جو افریقہ میں شہید ہوئے
سہلہ بنت سہیل بن عمرو العامری	سالم اصغر
ام حکم بنت قارظ بن خالد	ابوبکر
بنت انس بن رافع الانصاری	عبداللہ اکبر (شہید افریقہ) اور قاسم
اسماء بنت سلامت بن مخرمہ	عبداللہ اصغر، عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن
نفیسہ یا سبیہ	مصعب
مجد بنت یزید بن سلامہ	سہیل
غزال بنت کسریٰ (مدائن میں گرفتار ہوئی)	عثمان
بادیہ بنت غیلان	جویریہ (زوجہ مسور بن مخرمہ)
سہلہ صغریٰ بنت عاصم بن عدی	محمد، معن اور زید

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لیے ۶ بزرگوں کو شوریٰ میں داخل کیا اور ان ہر شش کو مستحق خلافت فرمایا تھا۔ سیدنا علی، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد بن وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ زبیر نے علی کو، طلحہ نے عثمان کو اور سعد بن ابو وقاص نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اپنی رائے کا وکیل کر دیا۔ اب چھ میں سے سیدنا علی اور عثمان کو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هَلْ لَّكُمْ اَنْ اَخْتَارَ لَكُمْ وَ اَنْتَفِي مِنْهَا۔

''میں تو الگ ہوتا ہوں اور اگر تم کہو تو تمہارا فیصلہ بھی کر دیتا ہوں۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَنَا اَوَّلُ مَنْ رَضِيَ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ اَنْتَ اَمِيْنٌ فِي اَهْلِ السَّمَآءِ وَ اَمِيْنٌ فِي اَهْلِ الْاَرْضِ۔

"سب سے پہلے میں رضامندی کا اظہار کرتا ہوں، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ (عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ) آسمان والوں میں بھی امین ہو اور زمین والوں میں بھی۔"

اس کے بعد انہوں نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی اور ان کے ہاتھ پر سب کی بیعت ہوگئی۔[1] مرویات حدیث ۶۵، متفق علیہ ۲، جبکہ صحیح بخاری میں ۵ ہیں۔ رضی اللہ عنہ

۵۱ سیدنا عبد یالیل بن ناشب اللیثی رضی اللہ عنہ

بنو سعد بن لیث کے قبیلے سے ہیں۔ بنو عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے۔ خلافتِ فاروق میں وفات پائی، انتہائی ضعیف ہو گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ[2]

۵۲ سیدنا عمرو بن الحارث بن زہیر القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

عمرو (یا عامر) بن حارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ ابن حارث بن فہر۔

ان کا نسب سرور کائنات ﷺ کے ساتھ فہر، نمبر ۱۱ کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ میں اسلام لائے اور ہجرت دوم میں حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ ابن عقبہ نے انھیں اہل بدر میں شامل کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ[3]

۵۳ سیدنا عمرو بن سراقہ القرشی العدوی رضی اللہ عنہ

یہ عبداللہ بن سراقہ کے بھائی ہیں جن کا نسب نامہ لکھا جا چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مرہ، نمبر ۷ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ بدر، احد اور دیگر جملہ مشاہد میں ہمرکاب نبوی رہے۔ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ[4]

---

[1] الاستیعاب:1447۔ [2] الاستیعاب:1707۔ [3] الاستیعاب:1904۔

[4] الاستیعاب:1917۔

۵۴ سیدنا عمرو بن ابی عمرو بن شداد القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

ابو شداد کنیت رکھتے تھے۔ بنو ضبہ میں سے اور اولادِ حارث بن فہر میں سے ہیں۔
۳۲ سالہ تھے جب غزوۂ بدر میں شامل ہوئے۔ ۳۶ سالہ تھے جب گیتی ناپائیدار (دنیائے فانی) سے انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ[1]

۵۵ سیدنا عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر۔
نبی کریم ﷺ کے ساتھ فہر، نمبر ۱۱ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ابو سعید کنیت ہے۔ یہ اور ان کے بھائی وہب بن ابی سرح مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ دونوں بھائی بدری ہیں۔ احد، وخندق دیگر مشاہد میں بھی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ ۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ[2]

۵۶ سیدنا عثمان بن مظعون القرشی الجمحی رضی اللہ عنہ

عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن خذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص۔
ابو السائب کنیت رکھتے تھے۔ ان کی اہلیہ سخیلہ بنت العنبس کا نسب بھی جمح میں جا کر شامل ہو جاتا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (۱۱۳) افراد کے بعد داخل اسلام ہوئے۔
ہجرت حبشہ و مدینہ کا شرف حاصل کیا۔ بدر میں حاضر ہوئے، بدر کے بعد ان کا انتقال داخلہ مدینہ سے ۲۲ ماہ بعد ہوا۔ مہاجرین میں سے پہلے شخص ہیں جو مدینہ میں فوت ہوئے اور پہلے شخص ہیں جو بقیع الغرقد میں مدفون ہوئے۔ غسل وکفن کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کی پیشانی کو چوم لیا تھا۔ ایک عورت نے یہ دیکھا تو کہا: عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت مبارک ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ادھر تیز نگاہوں سے دیکھا اور پوچھا کہ تجھے اس کا پتہ کیونکر ہوا؟

[1] الاستیعاب:1939۔ [2] الاستیعاب:1918۔

اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی کہ کسی شخص کو قطعی جنتی کہنے کا منصب صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ دوسرا شخص قرائن یا قیاس سے ایسا حکم نہیں لگا سکتا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فضلائے صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے ایام جاہلیت میں ہی شراب کو چھوڑ دیا تھا۔ کسی نے ان سے وجہ پوچھی تو کہا: میں کیوں ایسا کام کروں کہ اپنی عقل کھو بیٹھوں، اور ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کے شخص کو ہنسنے کا موقع دوں، بیٹی بہن کی تمیز سے بھی جاتا رہوں۔

انہوں نے ازراہِ زہد خصی ہونے کا ارادہ کر لیا تھا۔ تو آپ نے منع فرمایا۔ فرمایا: روزے زیادہ رکھا کرو۔ ان کی موت پر ان کی بیوی کے یہ اشعار ہیں:

يَا عَيْنُ جُوْدِىْ بِدَمْعٍ غَيْرَ مَمْنُوْنٍ عَلٰى رَزِيَّةِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ
عَلٰى امْرِئٍ كَانَ فِيْ رِضْوَانِ خَالِقِهٖ طُوْبٰى لَهٗ مِنْ فَقِيْدِ الشَّخْصِ مَدْفُوْنٍ
طَابَ الْبَقِيْعُ لَهٗ سُكْنٰى وَ غَرْقَدُهٗ وَ اَشْرَقَتْ اَرْضُهٗ مِنْ بَعْدِ تَفْتِيْنٍ
وَ اَوْرَثَ الْقَلْبُ حَزَنًا لَا انْقِطَاعَ لَهٗ حَتَّى الْمَمَاتِ وَ مَا ترقى لَهٗ شَيْوْنِيْ [1]

نبی کریم ﷺ نے شناخت کے لیے ان کی قبر پر ایک پتھر کھڑا کروا دیا تھا۔ جب سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو انہیں بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر ہی دفنایا تھا۔ رضی اللہ عنہ [2]

۵۷ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

ان کے والد سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ کا نسب عنس بن مالک سے جا ملتا ہے۔ یہ عرفی قحطانی مذحجی الاصل ہیں۔ یاسر کا ایک بھائی گم ہو گیا تھا، اُس کی تلاش میں یاسر، حارث اور مالک تینوں بھائی مکہ پہنچے۔ حارث اور مالک تو یمن کو واپس چلے گئے جبکہ یاسر مکہ میں ٹھہر گئے

① اے آنکھ! عثمان بن مظعون کے احسانوں پر خوب آنسو بہاؤ۔ جب وہ زندہ تھے تو ان کا رب ان سے راضی تھا اور جب فوت ہوئے تو انہیں خوشخبری سنائی گئی۔ یہ تو وہ ہیں کہ جن سے بقیع الغرقد میں بھی رونق ہو گئی ہے اور ان کی قبر بھر گئی ہے۔ ان کی جدائی کا غم تو ایسا ہے کہ جس نے ہر قریبی اور دور کے رشتہ دار کو غمگین کر دیا ایسا غم کہ جو کبھی ختم نہ ہو گا۔ ② الاستیعاب: 1779.

اور ابوحذیفہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخذوم کے حلیف بن گئے۔ ابوحذیفہ نے ان کا نکاح اپنی لونڈی سمیہ بنت خیاط سے کر دیا۔ جب عمار پیدا ہوئے تو سمیہ کو آزاد کر دیا گیا۔ اس مناسبت سے آپ کو مخزومی بھی کہتے ہیں۔

سیدنا یاسر، سمیہ اور عمار رضی اللہ عنہم تینوں اسلام میں ابتدائی ایام ہی میں داخل ہو گئے تھے۔ سیدہ سمیہ و عمار رضی اللہ عنہما نے اسلام کے لیے سخت ترین تکالیف کو برداشت کیا۔ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جو اسلام کے لیے قتل کی گئیں۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اولین مہاجرین میں سے ہیں۔ ذوالہجرتین اور نماز گزار قبلتین ہیں۔ جنگ بدر میں حاضر تھے، انھیں سخت امتحان سے گزرنا پڑا اور جنگ یمامہ میں بھی خصوصیت کے ساتھ انہوں نے تکالیف شاقہ کو برداشت کیا اور اسی جنگ میں ان کا ایک کان بھی کٹ گیا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ زخم خوردہ ایک پتھر پر پڑے ہوئے تھے، خون جاری تھا اور وہ بآواز بلند کہہ رہے تھے مسلمانوں! کدھر جا رہے ہو، کیا جنت سے بھاگتے ہو؟ ادھر آؤ! میں عمار بن یاسر ہوں۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں عمر میں نبی کریم ﷺ کا ہم سن ہوں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ قدموں تک ایمان سے بھرپور ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

﴿ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ ﴾ [1]

کے مصداق سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں۔ امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ آئے، اندر آنے کی اجازت مانگی، آپ ﷺ نے فرمایا:

''مَرْحبًا بالطیب المطیب۔''

[1] ٦/ الانعام:١٢٢۔ ''کیا ایک ایسا شخص جو مردہ تھا، پھر ہم نے اسے زندہ کیا، ہم نے اس کے لیے نور بنایا وہ لوگوں میں اس کے ساتھ چلتا ہے۔''

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کہتے ہیں کہ جنگ صفین میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت الرضوان والے ۸۰۰ بزرگوار تھے، جن میں سے ۶۳ شہید ہوئے، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ بھی شہدا میں تھے۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو گورنر کوفہ بنایا تھا اور اپنے فرمان میں لکھا تھا کہ میں عمار رضی اللہ عنہ کو حاکم اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو وزیر و معلم بنا کر بھیجتا ہوں، ان کی اطاعت و اقتدا کرو۔

نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: ((تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ))[1] ''تجھے گروہ باغی قتل کرے گا۔''

صفین میں دادِ شجاعت دے رہے تھے کہ انہوں نے پانی مانگا اُن کے سامنے دودھ پیش کیا گیا، دودھ پی کر کہا: ''اَلْيَوْمَ اَلْقَى الْاَحِبَّةَ'' آج پیارے دوستوں سے ملاقات ہوگی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''تیری آخری خوراک دودھ ہوگی۔'' ایک اور عورت دودھ لے آئی، وہ بھی پیا تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا اور فرمایا: ''اَلْجَنَّةُ تَحْتَ الْاَسِنَّةِ'' جنت تو نیزوں کے نیچے ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر ایک نبی کو وزرا، رفقا و نجبا سات سات ملتے رہے ہیں، مجھے چودہ ملے ہیں: حمزہ، جعفر، ابوبکر، عمر، علی، حسن، حسین، عبداللہ بن مسعود، سلمان، عمار، ابوذر، حذیفہ، مقداد، اور بلال رضی اللہ عنہم۔

انتقال جنگ صفین بماہ ربیع الآخر ۳۷ھ کو ہوا۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی عمر بوقت شہادت تقریباً نوے (90) سال تھی: سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ہم سن ہیں، ان کی عمر ۸۹ سال شمار میں آتی ہے۔ رضی اللہ عنہ[2]

مرویاتِ حدیث ۶۲، متفق علیہ ۲، صرف بخاری میں ۳، صرف مسلم میں ایک ہے۔

① صحیح مسلم:2916/72. ② الاستیعاب:1863.

۵۸ سیدنا عمیر بن ابی وقاص القرشی الزہری رضی اللہ عنہ

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) کے بھائی ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو چھوٹا سمجھا اور واپس کر دینے کا ارادہ فرمایا، یہ رونے لگ گئے۔ آپ نے اجازتِ جہاد عطا فرمائی، لڑے اور شہید ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر مبارک ۱۶ سال تھی۔ رضی اللہ عنہ [1]

۵۹ سیدنا عمیر بن عوف مولیٰ سہیل بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ

مکہ میں پیدا ہوئے۔ سیدنا سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ غلام تھے۔ بدر، احد، خندق اور دیگر مشاہد نبوی میں حاضر تھے۔ خلافتِ فاروقی میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ [2]

۶۰ سیدنا عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہ

ابن وہب بھی مشہور ہیں اور ابن ابی وہب بھی۔ ان کا سلسلہ نسب اسد بن خزیمہ سے جا ملتا ہے۔ بدر میں خود بھی حاضر تھے اور ان کے بھائی شجاع بن وہب بھی حاضر تھے۔ یہ دونوں بنو عبد شمس کے حلیف تھے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۶۱ سیدنا عوف بن اثاثہ قرشی المطلبی رضی اللہ عنہ

عوف بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی۔

مسطح کے عرف سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان کی والدہ سلمیٰ بنت ابورہم بھی مطلبی ہیں۔ ان کی نانی ریطہ بنت صخر بن عامر، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ ۳۴ھ میں بعمر ۵۶ سال انتقال کیا۔ رضی اللہ عنہ [4]

① الاستیعاب:1996. ② الاستیعاب:1989. ③ الاستیعاب:1832.
④ الاستیعاب:1999.

۶۲ سیدنا عیاض بن زہیر بن ابو شداد القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

ابو سعید کنیت۔ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے: عیاض بن زہیر بن ابو شداد بن ربیعہ بن ہلال بن وہب بن ضبہ بن حارث بن فہر۔

یہ عیاض بن غنم کے چچا ہیں اور ابن غنم کے کارنامے فتوحات شام میں بہت مشہور ہیں۔ سیدنا عیاض بن زہیر رضی اللہ عنہ کا انتقال ۳۰ھ کو شام میں ہوا۔ رضی اللہ عنہ [1]

۶۳ سیدنا قدامہ بن مظعون القرشی الجمحی رضی اللہ عنہ

قدامہ بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

ابو عمرو کنیت رکھتے تھے۔ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ اپنے برادران عثمان و عبداللہ کی معیت میں ہجرت کی تھی۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ماموں بھی ہیں۔ ان کی ماں بھی بنو جمح سے تھی۔ بدر اور جملہ مشاہد میں برابر حاضر رہے۔

ان کی بہن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے گھر میں جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت الخطاب ان کے گھر میں تھی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں حاکم بحرین بنا دیا تھا، پھر وہاں سے معزول کر کے عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کو ان کا جانشین بنایا تھا۔ وجہ معزول یہ بیان کی جاتی ہے کہ جارود سید قبیلہ عبدالقیس نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آ کر عرض کیا: قدامہ نے شراب پی ہے اور میں نے اس اطلاع کا آپ تک پہنچانا فرض شرعی سمجھا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کوئی آدمی دوسرا گواہ؟ کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آ کر یہ شہادت دی کہ میں نے اسے پیتے نہیں دیکھا۔ میں نے اسے نشے میں دیکھا جبکہ وہ قے کر رہا تھا۔ فرمایا: تم تو گہرے لفظوں میں شہادت دیتے ہو۔ بعد ازاں قدامہ کو حاضری کا حکم دیا گیا۔ قدامہ آ گئے تو جارود نے کہا کہ اس پر حد جاری کی جائے۔

[1] الاستیعاب:2012.

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مدعی ہو یا گواہ ہو؟ جارود نے کہا: گواہ ہوں۔ فرمایا: تم اپنی گواہی دے چکے۔ جارود چپ ہو گیا۔ اگلے روز جارود نے پھر کہا کہ اس پر حد جاری کی جائے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: تم مدعی معلوم ہوتے ہو اور گواہ ایک رہ جاتا ہے۔ جارود نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: زبان بند کرو! ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ جارود بولا: بخدا یہ تو ٹھیک نہیں کہ آپ کا ابن العم تو شراب پیے اور شامت ہماری آئے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ کو ہماری شہادت میں شک ہے تو دختر ولید، یعنی اہلیہ قدامہ سے دریافت کر لیجیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہند بنت الولید کے پاس معتبر شخص کو بھیجا اور قسم دے کر دریافت کیا، اُس نے شوہر کے خلاف شہادت دے دی۔

اب سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے قدامہ سے کہا: تم پر حد جاری کی جائے گی۔ سیدنا قدامہ رضی اللہ عنہ بولے: اچھا! اگر یہی بات ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میں نے شراب پی، تب بھی مجھ پر حد نہیں لگائی جا سکتی۔ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں؟ سیدنا قدامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ [1]

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے اس کے معنے میں غلطی کھائی ہے اگر تم تقویٰ اختیار کرتے تو حرام شے سے پرہیز کرتے۔

بعد ازاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شوریٰ کا اجلاس بلایا اور دریافت کیا کہ سیدنا قدامہ رضی اللہ عنہ پر حد جاری کرنے میں اُن کی رائے کیا ہے؟ سب نے کہا: جب تک وہ بیمار ہے اس پر حد نہیں لگنی چاہیے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ چند روز خاموش رہے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شوریٰ میں پوچھا: اور لوگوں نے کہا: ابھی اسے درد کی شکایت ہے، حد نہیں لگانی چاہیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[1] ٥/ المائدہ: ٩٣۔ ''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرنے لگے، انھوں نے جو کچھ کھایا، اس پر انھیں کوئی گناہ نہیں جبکہ وہ آئندہ پرہیز گاری اختیار کریں اور ایمان پر قائم رہیں اور نیک عمل کریں۔''

اگر وہ کوڑے کھاتا ہوا اللہ سے جا ملے تو مجھے اس سے زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں اللہ کے سامنے حاضر ہوں اور اس کی جواب دہی میری گردن پر ہو۔ اچھا کوڑا لاؤ!۔ بعد ازاں سیدنا قدامہ رضی اللہ عنہ کو حد لگائی گئی۔ سیدنا قدامہ رضی اللہ عنہ نے اس روز سے سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بولنا چھوڑ دیا۔ بعد ازاں عمر رضی اللہ عنہ حج پر گئے، قدامہ بھی ساتھ تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ خواب سے اٹھے تو کہا: قدامہ رضی اللہ عنہ کو لاؤ! مجھے خواب میں کہا گیا ہے کہ قدامہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لو۔ سیدنا قدامہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور بات چیت کی گئی اور بالآخر صلح ہوگئی۔ سیدنا قدامہ رضی اللہ عنہ ۳۶ھ کو بعمر ۶۸ سال فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۶۴ سیدنا کثیر بن عمرو السلمی رضی اللہ عنہ

یہ حلفائے بنو اسد میں سے ہیں۔ ابن اسحق کہتے ہیں کہ بدر میں کثیر بن عمرو اور ان کے دونوں بھائی: مالک بن عمرو اور ثقیف (یا ثقف) بن عمرو بھی شریک ہوئے تھے۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ کثیر کا نام صرف ایک ہی روایت میں آیا ہے اور ممکن ہے کہ کثیر ہی کا لقب ثقب (یا ثقف) ہو۔ رضی اللہ عنہ [2]

۶۵ سیدنا کناز بن حصین ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ

ان کا نسب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مضر میں شامل ہو جاتا ہے۔

سیدنا کناز رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ دونوں بدری ہیں اور ابو مرثد، امیر حمزہ بن عبدالمطلب کے حلیف ہیں اور کبار صحابہ میں سے ہیں۔

سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ یوم الرجیع کو شہید ہوئے اور ان کے والد ابو مرثد نے ۱۲ھ کو خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں بعمر ۶۶ سال انتقال کیا۔ مؤاخات میں یہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ ان کے پوتے سیدنا انیس بن مرثد رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ [3]

[1] الاستیعاب: 2108. [2] الاستیعاب: 2178. [3] الاستیعاب: 3167.

٦٦ سیدنا مالک بن اُمیہ بن عمرو السلمی رضی اللہ عنہ

یہ بنو اسد بن خزیمہ کے حلیف ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے جبکہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ①

٦٧ سیدنا مالک بن ابوخولی الجعفی رضی اللہ عنہ

مالک بن ابوخولی بن عمرو بن خیثمہ بن حارث معاویہ بن عوف بن سعد بن جعف (من مذحج) یہ بنو عدی بن کعب کے حلیف ہیں۔
بدر میں حاضر ہوئے۔ ان کے بھائی خولی بن ابوخولی بھی بدری ہیں۔ رضی اللہ عنہ ②

٦٨ سیدنا مالک بن عمرو السلمی رضی اللہ عنہ

یہ بنو عبد شمس کے حلیف ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کے بھائی ثقف بن عمرو اور مدلج بن عمرو بھی بدری ہیں۔ رضی اللہ عنہم ③

٦٩ سیدنا مالک بن عمیلہ بن السباق رضی اللہ عنہ

یہ بنو عبدالدار میں سے ہیں۔ امام موسیٰ بن عقبہ نے انھیں بدریوں میں شمار کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ ④

٧٠ سیدنا محرز بن نضلہ الاسدی رضی اللہ عنہ

محرز بن نضلہ بن عبداللہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد۔
یہ بنو اسد بن خزیمہ میں سے ہیں۔ بنو عبد شمس کے حلیف تھے۔ بنو عبدالاشہل انھیں اپنا حلیف بتایا کرتے تھے۔ بدر و احد اور خندق میں حاضر تھے۔ غزوۂ ذی قرد ٦ھ میں انہوں نے بڑے کارنامے دکھلائے اور مسعدہ بن حکمہ کے ہاتھ سے شربت شہادت نوش فرمایا۔

① الاستیعاب:2251. ② الاستیعاب:2263. ③ الاستیعاب:2283.
④ الاستیعاب:2289.

اس وقت ان کی عمر ۳۷ سال کی تھی۔ ان کا لقب اخرم ہے۔ رضی اللہ عنہ ①

۷۱ سیدنا مدلاج بن عمرو السلمی رضی اللہ عنہ

مدلاج (یا مدلج) بنو عبد شمس کے حلیف ہیں۔ بدر میں مع برادران خود مالک بن عمرو و ثقیف بن عمرو حاضر تھے۔ بدر کے علاوہ سیدنا مدلاج رضی اللہ عنہ دیگر مشاہد میں بھی ہمرکاب نبوی حاضر تھے۔ ۵۰ھ میں انتقال کیا۔ رضی اللہ عنہ ②

۷۲ سیدنا مرثد بن ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ

مرثد بن ابو مرثد (کناز) بن حصین، ان کا نسب غیلان بن مضر تک جا ملتا ہے۔

مرثد مؤاخات میں اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ بدر و اُحد میں حاضر تھے۔ واقعہ رجیع ۳ھ میں شہید ہوئے۔ اس واقعے کی بھی ابتدا یوں ہوئی کہ عضل، قارہ اور لحیان کے اشخاص نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کی کہ ہمارے قبائل کی تعلیم اور تبلیغ کے لیے چند اہلِ علم کو مامور فرمایا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کو جس میں: سیدنا مرثد، عاصم بن ثابت، خبیب بن عدی، خالد بن بکیر، زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہم شامل تھے مامور فرما دیا۔ مرثد یا بقول بعض عاصم ان کے سردار تھے۔ جب صحابہ اور یہ غدار لوگ ہذیل کے علاقے میں پہنچ گئے تو انہوں نے ہذیل سے جمعیت حاصل کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر حملہ کر دیا۔ سیدنا مرثد، عاصم اور خالد رضی اللہ عنہم تو مقابلہ کرتے کرتے شہید ہو گئے اور سیدنا خبیب، زید اور عبداللہ رضی اللہ عنہم اسیر ہوئے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ راستے میں سے بھاگ گئے اور بالآخر کفار کے پتھراؤ سے شہید ہوئے اور سیدنا خبیب و زید رضی اللہ عنہما پھانسی پر لٹکائے گئے۔

سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ بڑے بہادر پہلوان تھے، ان کی عادت تھی کہ مدینہ منورہ سے چھپ چھپا کر آتے اور اُن مسلمان اسیروں میں سے، جن کو کفار نے صرف جرمِ اسلام میں قید کیا ہوا تھا، ایک قیدی کو جیل سے نکال کر لے جاتے۔

---

① الاستیعاب: 2314. ② الاستیعاب: 2539.

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ یہ مکہ میں اسی غرض سے آئے انھیں راستے میں عناق مل گئی۔ یہ ایک بدچلن عورت تھی اور قبل از اسلام سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے بہت گہرے تعلقات رہے تھے، لہٰذا وہ انھیں دیکھ کر پہچان گئی۔ بولی: مرثد رضی اللہ عنہ ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ بولی: خوب، میرے ساتھ چلو! وہیں رات کو آرام کرنا۔ سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ نے کہا: عناق! تو کس خیال میں ہے؟ میں مسلمان ہوں اور اسلام میں زنا حرام ہے۔ یہ جواب سنتے ہی عورت کے تیور بدل گئے۔ لگی چلانے۔ لوگوں آؤ! تمہارا ملزم موجود ہے، جو قیدیوں کو نکال کر لے جایا کرتا ہے۔ یہ سن کر آٹھ آدمی ان کے پیچھے بھاگے۔ یہ ایک غار میں جا چھپے، دشمن بھی وہاں تک پہنچ گئے مگر وہ انھیں نہ دیکھ سکے۔ وہ واپس چلے گئے تو یہ کچھ دیر ستا کر پھر مکہ میں گئے اور بھاری بھر کم قیدی کو جیل سے اپنے کندھے پر اٹھا کر نکال لائے اور بخیریت مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

ان کا بیان ہے کہ میں نے مدینہ منورہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ سے التماس کی کہ میں عناق سے نکاح کر لوں، اُس وقت تو آپ ﷺ نے جواب نہ دیا مگر بعد میں جب یہ آیت اُتری: ﴿ اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً ﴾ [1] تو آپ نے ان کو بلا کر یہ آیت سنائی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم اُس سے نکاح نہ کرنا۔

اس قصے میں اُن لوگوں کے لیے سخت عبرت ہے جو غیر عورتوں کی محبت کا یقین کر لیا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ غیر عورت کی چاہت اور لگاوٹ اس وقت تک رہتی ہے، جب تک اسے یہ گمان رہتا ہے کہ وہ اس مرد سے عیش کر سکے گی، جہاں عورت کو یہ پتہ چل جائے کہ اب وہ اس کام سے دور رہے گا، اس وقت عورت کی ساری محبت فوراً ہی غصے، انتقام اور کینہ کشی میں بدل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کے قصے میں بھی یہی بات سکھلائی ہے۔ کہاں امرأۃ العزیز کی وہ شیفتگی و عشق اور کہاں سیدنا یوسف علیہ السلام کو پاک باز معلوم کرنے کے بعد یہ نفرت کہ شوہر کو کہہ کہہ کر انھیں جیل میں بھجوایا اور پھر کبھی اس کی خبر بھی نہ لی۔ رضی اللہ عنہ [2]

[1] النور ۲٤/ ۳. ”صرف زانی مرد زانیہ اور مشرکہ عورت سے نکاح کرتا ہے۔“ [2] الاستیعاب: 2364.

۴۳۔ سیدنا مسعود بن الربیع القاری رضی اللہ عنہ

ان کے والد کا نام ربیع اور ربیعہ بیان کیا گیا ہے۔ انھیں قاری اس لیے کہتے ہیں کہ بنوقارہ میں سے تھے، یہ قبیلہ خزیمہ بن مدرکہ کی شاخ ہے۔ یہ اُس وقت اسلام لائے کہ ابھی نبی کریم ﷺ نے دارالارقم میں خفیہ تعلیم کا آغاز نہ فرمایا تھا۔ مواخات میں یہ سیدنا عبید بن تیہان رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ بدر میں حاضر تھے ۳۰ھ کو بعمر زائد از ساٹھ سال انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ[1]

۴۴۔ سیدنا مصعب بن عمیر القرشی العبدری رضی اللہ عنہ

مصعب بن عمیر بن ہاشم بن مناف بن عبدالدار بن قصی۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ نسب میں قصی میں شامل ہو جاتے ہیں۔

نوجوانانِ مکہ میں سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ جوانی و رعنائی، خوش پوشی اور ناز پروردگی میں مشہور تھے۔ ماں باپ کے لاڈلے تھے۔ ماں کو ہمیشہ یہ خیال رہتا کہ مکہ بھر میں انہی کا لباس سب سے قیمتی ہو اور ان ہی کا عطر سب سے زیادہ خوشبودار ہو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ((مَا رَأَيْتُ بِمَكَّةَ اَحْسَنَ لِمَّةً وَ لَا اَرَقَّ حُلَّةً وَ لَا اَنْعَمَ نِعْمَةً مِّنْ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ۔))[2]

دارارقم میں اسلام لائے، ماں باپ کے خوف سے اظہارِ اسلام نہ کرتے تھے، بالآخر ایک روز عثمان بن طلحہ نے انھیں نماز پڑھتے دیکھ لیا اور انہوں نے قوم کو ان کا مسلمان ہونا بتا دیا۔ ماں باپ اور قوم سب بگڑ گئے، انھیں قید کر دیا۔ ان کو موقع ملا تو زندان سے نکلے اور حبشہ کے مہاجرین اولی میں شامل ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد پھر مکہ معظمہ میں واپس آ گئے۔

عقبہ ثانیہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کو مدینہ جا کر تعلیم قرآن اور تدریس دین کے لیے مامور فرمایا۔ سیدنا سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما انہی کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔

---

① الاستیعاب: 2378. ② مستدرك حاكم: 4904 ''میں نے مکہ مکرمہ میں مصعب بن عمیر سے زیادہ خوبصورت زلفوں والا، عمدہ جبے والا اور خوش حال کسی کو نہیں دیکھا۔''

بنو عبدالاشہل کا سارا قبیلہ انہی کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ مدینہ منورہ میں گھر گھر اسلام پہنچ گیا اور ہر طرف سے قرآن کریم کی آواز آنے لگی۔

جنگِ بدر میں اسلام کا نشانِ اعظم انہی کے ہاتھ میں تھا، جنگ احد کے نشان بردار بھی یہی تھے۔ ان کی شہادت کے بعد یہ نشان سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے سنبھالا تھا۔

ابو عبداللہ ان کی کنیت تھی اور مدینہ منورہ میں 'القاری المقری' کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ بزرگ ترین صحابہ اور فاضل ترین صحابہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

شہادت غزوۂ احد میں ہوئی، اس وقت ان کی عمر پورے چالیس سال یا کچھ زیادہ تھی۔ تکفین کے وقت ان پر ایک لنگی سیاہ سفید دھاریوں والی ڈالی گئی۔ وہ اتنی چھوٹی تھی کہ سر چھپاتے تھے تو پاؤں ننگے رہ جاتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سر پر کپڑا اور قدموں پر گھاس ڈال دو۔'' یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جن کی شان میں

﴿ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ﴾ [1]

نازل ہوئی۔ ان کے زہد و ورع کو صحابہ ہمیشہ یاد کیا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۷۵ سیدنا معتب بن حمراء الخزاعی السلولی رضی اللہ عنہ

معتب بن عوف بن عمر بن عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو۔

بنو مخزوم کے حلیف ہیں۔ ابو عوف کنیت تھی، یہ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔

مؤاخات میں یہ سیدنا ثعلبہ بن حاطب انصاری رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے۔ بوقت انتقال ۷۸ سال عمر تھی۔ طبری نے سن وفات ۵۷ھ بتایا ہے۔ رضی اللہ عنہ [3]

[1] ۳۳/ الاحزاب: ۲۳. ''ایسے لوگ کہ جنھوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا۔'' [2] الاستیعاب: 2553. [3] الاستیعاب: 2457.

۷۶ سیدنا معمر بن ابی سرح بن ابی ربیعہ القرشی رضی اللہ عنہ

معمر بن ابی سرح بن ابی ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر القرشی الفہری۔ بدر میں حاضر تھے۔ ۳۰ھ میں وفات پائی۔ بعض نے ان کا نام معمر کی بجائے عمرو بیان کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ ①

۷۷ سیدنا مہجع بن صالح المہاجر رضی اللہ عنہ

مہجع بن صالح یمن کے باشندے ہیں یا بقول ابن ہشام قوم عک سے ہیں۔ پکڑے گئے اور غلام بنا کر فروخت کیے گئے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو خریدا اور اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا تھا۔ جنگ بدر کے دن مسلمانوں میں سے پہلے شہید یہی ہیں۔ تیر کی زد سے شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ②

۷۸ سیدنا واقد بن عبداللہ تمیمی الیربوعی رضی اللہ عنہ

یہ خطاب بن نفیل کے حلیف تھے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ اس وقت اسلام لائے جبکہ نبی کریم ﷺ نے دارارقم میں تعلیم و تبلیغ شروع نہ فرمائی تھی۔

سلسلۂ مواخات میں سیدنا بشر بن براء بن معرور انصاری رضی اللہ عنہ ان کے بھائی تھے۔

سیدنا واقد رضی اللہ عنہ اس سریہ میں شامل تھے جو امیر المومنین سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں بھیجا گیا تھا۔ عمرو بن الحضرمی کے قاتل بھی یہی ہیں۔ قریش نے قتل حضرمی پر اس لیے احتجاج کیا تھا کہ اس روز یکم رجب تھی اور رجب کا احترام مسلمان بھی کرتے ہیں۔ اسی واقعے کی نسبت ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ﴾ ③ (الآیۃ) کا نزول ہوا تھا۔

① الاستیعاب: 2467. ② الاستیعاب: 2576. ③ ۲/ البقرۃ:۲۱۷. ''یہ آپ سے حرمت والے مہینوں میں لڑائی کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں''

حضرمی پہلا شخص تھا جو مشرکین میں سے قتل کیا گیا تھا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی دیت ادا کی تھی۔ اس بارے میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شعر ہے۔

سقینا من ابن الحضرمی رماحنا بنخلة لمّا اوقد الحرب واقد[1]

سیدنا واقد رضی اللہ عنہ بدر و اُحد اور دیگر جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب مصطفوی ﷺ رہے۔ خلافتِ فاروقی میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ[2]

۷۹ سیدنا وہب بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ

یہ بنوخزیمہ میں سے ہیں۔ سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی ہیں۔ بنوعبد شمس کے حلیف تھے۔ اپنی کنیت ابوسنان الاسدی سے معروف ہیں۔ بالاتفاق مسلم ہے کہ بیعت الرضوان میں سب سے پیشتر ابتدا انہوں نے کی تھی۔

نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''کس بات کی بیعت کرتے ہو؟'' عرض کیا: جس بات کی بیعت آپ کو مطلوب ہے۔ ۴۰ سال کی عمر تھی جب انہوں نے دنیائے ناپائدار کو ترک فرمایا۔ اس وقت محاصرۂ بنی قریظہ جاری تھا۔ رضی اللہ عنہ[3]

۸۰ سیدنا وہب بن ابی سرح القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

وہب بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر۔

بدر میں معہ برادر خود عمرو بن ابی سرح حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ[4]

۸۱ سیدنا وہب بن سعد بن ابی سرح القرشی رضی اللہ عنہ

وہب بن سعد بن ابی سرح بن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لُوی۔

① ہم نے مقام نخلہ پر ابن الحضرمی (کے خون) سے اپنے نیزوں کی پیاس بجھائی جبکہ واقد نے ہمیں جنگ میں دھکیل دیا۔ ② الاستیعاب:2714. ③ الاستیعاب:3021. ④ الاستیعاب:2729.

یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بھائی ہیں۔ حدیبیہ، بدر، احد، خندق اور خیبر میں موجود تھے۔ جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ مؤاخات میں یہ اور سیدنا سوید بن عمرو رضی اللہ عنہ بھائی بھائی تھے۔ دونوں ہی موتہ کے دن شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ①

۸۲ سیدنا ہلال بن ابی خولی رضی اللہ عنہ

ہلال بن ابی خولی (عمرو) بن زہیر بن خیثمہ الجعفی۔

یہ خطاب بن نفیل کے حلیف ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ان کے دو بھائی سیدنا خولی اور عبیداللہ رضی اللہ عنہما بھی بدری ہیں۔ رضی اللہ عنہ ②

۸۳ سیدنا یزید بن رقیش رضی اللہ عنہ

ابن رباب بن یعمر۔ یہ قبیلہ بنو اسید بن خزیمہ سے ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ بعض نے ان کا نام ارید بن رقیش لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ رضی اللہ عنہ ③

۸۴ سیدنا ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ

ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف قرشی العبشمی۔

ان کا نام مہشم یا ہشیم یا ہاشم بیان کیا گیا ہے۔ لمبا قد، خوبرو، احول، اثعل تھے۔ اثعل اسے کہتے ہیں جس کے دانت کی جڑ میں دوسرا دانت نکلا ہوا ہو۔

فضلائے صحابہ میں سے ہیں۔ ابھی نبی کریم ﷺ دارارقم میں داخل نہ ہوئے تھے کہ یہ اسلام لا چکے تھے۔ اول ہجرتِ حبشہ کی، پھر مکہ میں آئے، پھر مکہ سے ہجرتِ مدینہ کی۔ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو نے ہجرتِ حبشہ میں ساتھ دیا تھا۔

① الطبقات الکبری لابن سعد:311/3، رقم الترجمۃ: 79. ② الاستیعاب:2692.
③ الاستیعاب:2769.

بدر، احد، خندق، حدیبیہ غرض جملہ مشاہد میں ہمرکاب نبوی رہے۔ جنگ یمامہ میں بعمر ۵۳ سال، شہادت پائی۔ رضی اللہ عنہ [1]

۸۵ سیدنا ابوسبرہ قرشی العامری رضی اللہ عنہ

ابوسبرہ بن ابورہم بن عبدالعزیٰ بن ابوقیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لُوی۔

ہجرتِ حبشہ و ہجرتِ مدینہ سے مشرف ہوئے۔ یہ ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو کے شوہر ہیں۔ ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب، نبی کریم ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ بدر و اُحد اور جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

انہوں نے خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ میں انتقال کیا۔

مؤاخات میں سیدنا سلمہ بن سلامہ بن وقش انصاری رضی اللہ عنہ ان کے بھائی تھے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۸۶ سیدنا ابوکبشہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ

یہ فارسی النسل ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوئے، غلام تھے، نبی کریم ﷺ نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔ ان کا نام سلیم تھا۔ بدری ہیں۔ جملہ مشاہد میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ حاضر رہا کرتے تھے۔ ۱۳ھ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ [3]

۸۷ سیدنا ابوواقد اللیثی رضی اللہ عنہ

بنولیث بن بکر بن عبدمناۃ میں سے ہیں۔ حارث نام ہے۔ قدیم الاسلام ہیں۔

بدر میں حاضر تھے اور یوم الفتح کو بنولیث وضمرہ وسعد بن بکر کا نشان ان کے ہاتھ میں تھا۔ ۷۵ سال کی عمر میں ۶۸ھ کو مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ [4]

[1] الاستیعاب:2914. [2] الاستیعاب:2984. [3] الاستیعاب:3143.
[4] الاستیعاب:3214.

۱ سیدنا اُبی بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی یا برادر زادہ ہیں۔ ابوالشیخ کنیت ہے۔ بدر میں شامل ہوئے اور بئر معونہ کے غزوے میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۲ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ

اُبی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار (وھو تیم اللّات) بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج الاکبر، الانصاری المعاوی۔

بنو معاویہ میں سے ہیں اور بنو جدیلہ کے نام سے معروف ہیں۔ جدیلہ معاویہ کی اہلیہ تھی۔ تیم لات کو نجار اس لیے کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک چہرے پر تیشہ مار کر اس کا گوشت چھیل دیا تھا۔

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ عقبہ کی ہجرت ثانیہ سے مشرف ہوئے تھے اور پھر بدر و دیگر مشاہد میں بھی حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سب سے بڑا قاری فرمایا ہے۔

ایک بار سرورِ عالم ﷺ نے ان کو بلایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھے اپنا قرآن سناؤں۔'' اُبی نے عرض کیا: میرا نام بھی اللہ تعالیٰ نے لیا ہے؟ فرمایا: ''ہاں!'' یہ سن کر وہ رونے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے سورۂ بینہ پڑھ کر سنائی۔

ایک بار نبی ﷺ نے ان کو فرمایا تھا: ((لِيَهْنِكَ الْعِلْم)) ''تجھے علم مبارک ہو۔'' یہ کاتب وحی بھی تھے اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پیشتر خدمت کتابتِ وحی انہی کے سپرد تھی۔

[1] الاستیعاب: 3040.

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب تراویح کی جماعت قائم فرمائی، تو انہی کو امام تراویح مقرر فرمایا تھا۔ یہ بیس یوم تک تراویح پڑھایا کرتے اور عشرۂ آخر میں نہ پڑھاتے۔

ان کا انتقال ۱۹ یا ۲۰ ہجری کو خلافتِ فاروقی میں ہوا۔ بعض نے خلافتِ عثمانی میں انتقال کا ہونا بھی تحریر کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ

کتبِ احادیث میں ان سے ۱۹۴ مرویات پائی جاتی ہیں، جن میں سے متفق علیہ ۳، صرف صحیح بخاری میں ۳، صرف صحیح مسلم میں ۷ ہیں۔ ①

۳۔ سیدنا اسعد بن یزید بن فاکہ رضی اللہ عنہ

ابن یزید بن خلدہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ الانصاری الزرقی۔

موسیٰ بن عقبہ نے ان کا نام اہلِ بدر میں تحریر کیا ہے مگر کتاب ابن اسحٰق میں ان کا نام درج نہیں۔ رضی اللہ عنہ ②

۴۔ سیدنا اسید بن حضیر بن سماک رضی اللہ عنہ

ابن عتیک بن رافع بن امراء القیس بن زید بن عبد الاشہل الانصاری الاشہلی۔

ان کی مشہور کنیت ابو یحییٰ ہے۔ اسلام میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بھی پیشتر داخل ہوئے اور سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ بیعتِ عقبہ ثانیہ سے مشرف ہوئے۔ بدر و احد اور جملہ مشاہد میں برابر حاضر رہے۔ صرف ابن اسحاق نے ان کا نام بدریین میں درج نہیں کیا۔ احد میں ان کے جسم پر سات زخم تھے۔ یہ اُن لوگوں میں سے تھے جو احد میں ثابت قدم رہے۔ یہ عاقل، کامل، صاحبِ فہم و رائے مسلمہ تھے۔

مؤاخات میں سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ قرآن مجید نہایت خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ روایت صحیحہ میں ہے کہ ملائکہ ان کی قراءت کی سماعت کے لیے اترے۔ ۲۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو انہوں نے اپنا

① الاستیعاب: 6. ② الاستیعاب: 31.

وصی بنایا تھا۔ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی وفات کے بعد معلوم کیا کہ چار ہزار دینار کا قرض چھوڑ گئے ہیں۔ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کا نخلستان چار سال کے لیے چار ہزار میں فروخت کر دیا اور اس طرح پورا قرض چکا دیا۔ رضی اللہ عنہ[1]

۵۔ سیدنا اسیرہ بن عمرو الانصاری النجاری رضی اللہ عنہ

بنو عدی بن النجار میں سے ہیں۔ ابو سلیط کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے والد عمرو بھی ابو خارجہ کنیت سے معروف ہیں۔

بدر اور مشاہد مابعد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔ ان کی والدہ آمنہ ہیں، جو کعب بن عجرہ العلوی کی بہن ہیں۔

ابو سلیط کے فرزند عبداللہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ رضی اللہ عنہ[2]

۶۔ سیدنا انس بن مالک بن نضر رضی اللہ عنہ

ابن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثۃ الانصاری الخزرجی النجاری۔

ان کی کنیت ابو حمزہ ہے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو یہ دس سال کے تھے۔ ان کی والدہ ام سلیم بنت ملحان الانصاریہ رضی اللہ عنہا نے انھیں آپ کی خدمت میں پیش کیا کہ یہ آپ کی خدمت کیا کرے گا۔ چنانچہ دس سال تک برابر خدمتِ نبوی میں شب و روز حاضر رہے، سفر و حضر میں کبھی علیحدہ نہیں ہوئے۔

نبی کریم ﷺ نے ان کو دعا دی تھی: ((اَللّٰھُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّ وَلَدًا وَّ بَارِكْ لَهٗ)) ”الٰہی اسے مال و اولاد دے اور اس کے لیے (ان میں) برکت عطا فرما۔“

کہتے ہیں کہ ان کی پشت سے ۷۸ فرزند اور دو دختران حفصہ و ام عمرو پیدا ہوئیں۔

آخر عمر میں بصرہ میں جا آباد ہوئے، وہیں ۹۲ھ یا ۹۳ھ کو وفات پائی۔ اس حساب سے

① الاستیعاب: 54. ② الاستیعاب: 3018.

ان کی عمر ۱۰۲ یا ۱۰۳ سال کی ہوتی ہے۔ رضی اللہ عنہ

ان سے کسی نے پوچھا کہ انس رضی اللہ عنہ تم بدر میں شامل تھے؟ انہوں نے کہا: تیری ماں مرے! میں نبی کریم ﷺ کی خدمت چھوڑ کر کہاں جا سکتا تھا۔ [1]

دواوین حدیث میں ان سے ۲۲۸۶ مرویات موجود ہیں۔ ازاں جملہ ۱۶۸ متفق علیہ، صرف صحیح بخاری میں ۸۳ جبکہ صرف صحیح مسلم میں ۷۱ موجود ہیں۔

۷ سیدنا انس بن معاذ بن انس بن قیس رضی اللہ عنہ

ابن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری۔

سب کا اتفاق ہے کہ بدر میں حاضر تھے اور واقعہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔

واقدی اس بیان میں منفرد ہیں کہ سیدنا انس بن معاذ رضی اللہ عنہ بدر واحد و خندق اور جملہ مشاہد میں ملتزم رکابِ نبوی ﷺ تھے اور خلافتِ عثانی میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ [2]

۸ سیدنا انیس بن قتادہ رضی اللہ عنہ

ابن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ابن مالک بن اوس الانصاری۔

بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں شہادت پائی۔ خنساء بنت خدام الاسدیہ کے شوہر یہی تھے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۹ سیدنا انسہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ

ابومسروح کنیت، بمقام سراۃ پیدا ہوئے۔ جب نبی کریم ﷺ رونق افروز مجلس ہوتے، اس وقت یہ دربانی کی خدمت سرانجام دیا کرتے تھے۔ بدر واحد میں حاضر تھے۔ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہ [4]

[1] الاستیعاب: 84. [2] الاستیعاب: 81. [3] الاستیعاب: 91. [4] الاستیعاب: 142.

۱۰ سیدنا اوس بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ

اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن النجار۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعرِ رسول اللہ ﷺ کے حقیقی بھائی ہیں۔ عقبہ و بدر میں شریک ہوئے اور احد میں شہادت پائی۔ رضی اللہ عنہ[1]

۱۱ سیدنا اوس بن خولی بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

ابن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی الانصاری الخزرجی۔

بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد نبوی میں برابر حاضر رہے۔ مؤاخات میں یہ شجاع بن وہب الاسدی کے بھائی ہیں۔ انصار میں سے غسل نبوی میں شریک ہونے کی فضیلت انہیں کو حاصل ہوئی۔ یہ اس طرح ہوا کہ انصار بوقت غسل جمع ہو گئے۔ اندر سے دروازہ بند تھا، انہوں نے شور کرنا شروع کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ننھیال میں سے ہیں، ہمیں ضرور شریک کریں۔ کہا گیا کہ تم اپنے میں سے ایک کو منتخب کر لو۔ چنانچہ اوس بن خولی پر انصار نے اتفاق کر لیا اور یہی بزرگ تدفین مبارک میں برابر شامل رہے۔ ان کا انتقال مدینہ میں خلافتِ عثمانی میں ہوا۔ رضی اللہ عنہ[2]

۱۲ سیدنا اوس بن صامت الانصاری رضی اللہ عنہ

اوس بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن الخزرج۔

بدر و احد اور جملہ مشاہد میں بمعیت رسول اللہ ﷺ حاضر ہوتے رہے۔ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

یہ وہی ہیں جنھوں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا اور پھر قبل از کفارہ ہم بستری کر لی تھی اور نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا تھا کہ ۶۰ مساکین کو ۱۵ صاع جَو تقسیم کریں۔ یہ سیدنا

① الاستیعاب: 103. ② الاستیعاب: 104.

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں اور مندرجہ ذیل شعر انہی کا ہے:

انا ابن مزیقیاء عمرو وجدیے ابوہ عامرٌ ماء السَّمَاء[1]

۱۳ سیدنا ایاس بن ودقہ الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

بنو سالم بن عوف بن خزرج سے ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ رضی اللہ عنہ[2]

۱۴ سیدنا بشر بن براء بن معرور الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

بنوسلمہ میں سے ہیں۔ بیعت عقبہ کا شرف حاصل کیا۔ بدر، احد اور خندق میں شجاعانہ خدمات انجام دیں۔ بمقام خیبر یہ نبی کریم ﷺ کے دسترخوان پر تھے، جب یہودیہ کا مسموم گوشت پیش ہوا۔ انہوں نے اس میں سے لقمہ کھایا اور زہر سے شہید ہو گئے۔ ان کا بیان ہے کہ لقمہ کا مزہ مجھے بھی خراب معلوم ہوا تھا مگر نبی کریم ﷺ کے سامنے لقمہ اگلنا ادب کے خلاف سمجھا۔ انھیں نبی کریم ﷺ نے بنو ساعدہ کا سردار مقرر فرمایا تھا۔[3]

ان کے والد بزرگوار سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ نقبائے محمدیہ میں سے ہیں۔ عقبہ اولیٰ میں بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ یہ پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے کعبہ کو سمتِ نماز ٹھہرایا تھا اور پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے قبلہ رخ لحد میں آرام کیا تھا۔ ان کا انتقال قدومِ نبوی ﷺ سے پیشتر مدینہ منورہ میں ہو گیا تھا۔ رضی اللہ عنہ[4]

۱۵ سیدنا بشیر بن سعد بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

ابن خلاس بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج الانصاری۔

① الاستیعاب: 105. میں عمرو بن مزیقیاء کا بیٹا ہوں اور میرے دادا عامر ہیں جو عمرو بن مزیقیاء کے باپ ہیں۔ ② الاستیعاب: 124. ③ الاستیعاب: 178. ④ الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 618/3.

ابونعمان کنیت تھی۔ عقبہ و بدر میں حاضر تھے۔ سیدنا سماک بن سعد ان رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، وہ بھی بدری ہیں۔ سیدنا بشیر رضی اللہ عنہ احد اور جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔ یوم سقیفہ کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر انصار میں سے سب سے پہلی بیعت کرنے والے یہی بزرگ ہیں۔ جنگ عین التمر میں زیرِ سیادت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سرگرم پیکار تھے کہ جان، بجانِ آفریں سپرد فرمائی۔ یہ واقعہ خلافت صدیقی کا ہے۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۶ سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ

ابن ثعلبہ بن عدی بن العجلان البلوی الانصاری۔

انصار کے حلیف ہیں۔ بدر اور جملہ مشاہد میں دادِ شجاعت دینے والے۔ جنگِ موتہ میں جب سردار سوم سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو چکے تو نشانِ قیادت ان کے سپرد کر دگیا۔ انہوں نے یہ نشان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ کہہ کر پیش کر دیا کہ آپ مجھ سے بڑھ کر ماہر جنگ ہیں۔ ان کا انتقال ۱۲ھ میں ہوا۔ طلیحہ بن خویلد اسدی نے ایام ردۃ میں انھیں شہید کیا۔ بعد ازاں طلیحہ بھی داخل اسلام ہو گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۷ سیدنا ثابت بن جذع (ثعلبہ) رضی اللہ عنہ

ابن زید بن حارث بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ الانصاری۔

عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر اور جملہ مشاہد میں جوہر مردانگی دکھلائے۔ غزوۂ طائف میں شہادت کا شرف حاصل کیا۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۸ سیدنا ثابت بن خالد بن عمرو بن نعمان بن خنساء الانصاری رضی اللہ عنہ

بنو مالک بن النجار میں سے ہیں۔ بدر و احد میں حاضر ہوئے اور جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ بعض نے ان کا شمار شہدائے بئر معونہ میں کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ ④

① الاستیعاب:193. ② الاستیعاب:247. ③ الاستیعاب:242. ④ الاستیعاب:245.

۱۹ سیدنا ثابت بن عامر بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۲۰ سیدنا ثابت بن عبید الانصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے اور صفین میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب تھے، اسی جگہ شہادت یاب ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۲۱ سیدنا ثابت بن عمرو بن زید بن عدی رضی اللہ عنہ

ابن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار الانصاری۔

بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں شہید ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ، ابومعشر، واقدی اور ابن سعد کا متفقہ بیان یہی ہے۔ ابن اسحٰق نے ان کا ذکر بدریّین میں نہیں کیا۔ رضی اللہ عنہ [3]

۲۲ سیدنا ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

جو عمرو بن عوف میں سے ہیں۔ بدر اور جملہ مشاہد میں حاضر رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [4]

۲۳ سیدنا ثعلبہ بن حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ

ابن عبید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف الانصاری۔

بدر و احد میں حاضر تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کثرت مال کے متعلق دعا کرنے کی بابت التماس کی تھی۔ تو آپ نے فرمایا:

---

[1] الاستیعاب: 254. [2] الاستیعاب: 456. [3] الاستیعاب: 244.
[4] الاستیعاب: 243.

((قَلِيلٌ تُؤَدِّي شُكْرَهُ يَا ثَعْلَبَةُ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيرٍ لَّا تُطِيقُهُ.))[1]

"اے ثعلبہ! وہ تھوڑا مال جس کا شکر ادا کیا جا سکے اس زیادہ مال سے بہتر ہے جسے سنبھال نہ سکو، جس کا شکر ادا نہ کر سکو۔" رضی اللہ عنہ

۲۴ سیدنا ثعلبہ بن عمرو بن عامرہ رضی اللہ عنہ

ابن عبید بن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول (سدن) بن مالک بن نجار الانصاری۔

بدر، احد، خندق اور دیگر جملہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہتے تھے۔

انہوں نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیان کیا کہ اس نے فلاں لوگوں کا اونٹ چوری کیا ہے، اس پر وہ لوگ بھی طلب ہوئے، اثباتِ جرم کے بعد مجرم کا ہاتھ کاٹا گیا۔

ہاتھ کٹ جانے کے بعد مجرم بولا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ طَهَّرَنِي مِنْكِ" اللہ کا شکر ہے جس نے جسم کا یہ ناپاک حصہ مجھ سے علیحدہ کر دیا۔

ان کے سالِ وفات میں اختلاف ہے غالباً جسر ابو عبیدہ کی جنگ میں بعہدِ خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ شہادت یاب ہوئے۔ رضی اللہ عنہ[2]

۲۵ سیدنا ثعلبہ بن عنمہ بن عدی رضی اللہ عنہ

ابن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ الانصاری۔

یہ بھی ان ستر انصار میں سے ہیں، جنہوں نے عقبہ آخری میں بیعت نبی کریم ﷺ کی تھی۔

یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے بنو سلمہ کے بتوں کو توڑا پھوڑا تھا۔ سیدنا معاذ ابن جبل اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہما اس سُنت ابراہیمی میں ان کے شریک کار تھے۔ یوم خندق کو شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ[3]

---

[1] الاستیعاب: 270. [2] الاستیعاب: 269. [3] الاستیعاب: 267.

۲۶ سیدنا جابر بن عبداللہ بن رباب رضی اللہ عنہما

ابن نعمان بن سنان عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ الانصاری السلمی۔

یہ انصار میں پہلے بزرگوار ہیں جنہوں نے عقبہ اولیٰ سے بھی ایک سال پیشتر اسلام قبول کر لیا تھا۔ صحابی بن صحابی ہیں۔ بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد میں بالالتزام حاضر ہوتے رہے۔ رضی اللہ عنہ [1]

دواوین احادیث میں ان سے ۱۵۴۰ مرویات موجود ہیں۔ ازاں جملہ متفق علیہ ۶۰، صرف صحیح بخاری میں ۲۶ جبکہ صرف صحیح مسلم میں ۱۲۶ ہیں۔

۲۷ سیدنا جابر بن عتیک الانصاری المعاوی الاوسی رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ بنو معاویہ بن مالک سے ہیں۔ بدر میں اور جملہ مشاہد ما بعد میں حاضر ہونے کی عزت حاصل کی ہے۔ عام الفتح کو بنو معاویہ کا نشان انہی کے ہاتھ میں تھا۔

حارث بن عتیک ان کے بھائی ہیں اور وہ بھی صحابی ہیں۔ ۶۱ھ کو بعمر ۹۱ سال انتقال کیا۔ ابو عبداللہ کنیت تھی۔ رضی اللہ عنہ [2]

۲۸ سیدنا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ

یہ نجاری وانصاری ہیں۔ جنگِ بدر ہی میں شہید ہوئے۔ یہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پھوپھیرے بھائی ہیں۔ بوقتِ شہادت نوجوان ہی تھے۔ لشکر کا پہرہ دے رہے تھے، پانی پینے لگے کہ دشمن کا تیر حلق پر آ لگا، وہیں گر گئے۔ ان کی والدہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں حارثہ رضی اللہ عنہ کی منزلت میرے دل میں کیا تھی، اگر وہ جنت میں گیا ہے تو میں صبر کروں گی اور اگر نہیں تو آپ دیکھ ہی لیں گے کہ میں کیا کچھ کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جنت صرف ایک تو نہیں۔ جِنان بہت ہیں اور حارثہ رضی اللہ عنہ جنت الفردوس میں ہے۔'' [3] بدر کے دن انصار میں یہ سب سے پہلے شہید ہوئے تھے۔ رضی اللہ عنہ [4]

[1] الاستیعاب:285. [2] الاستیعاب:290. [3] صحیح البخاری:3982. [4] الاستیعاب:444.

۲۹ سیدنا خبیب بن عدی الانصاری رضی اللہ عنہ

قبیلہ بنو جحجبی سے تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور ۳ھ کو سریہ رجیع میں کفار نے دھوکا دے کر انھیں اور سیدنا زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما کو گرفتار کر لیا۔

جنگ بدر میں سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر کو قتل کیا تھا، اس لیے اسیری کے بعد عقبہ بن حارث نے انھیں خرید لیا اور مقتول باپ کا انتقام لینے کے لیے ارادہ کر لیا گیا کہ انھیں بھی قتل کیا جائے۔ جنگِ بدر میں جن خاندانوں کے لوگ قتل ہوئے تھے، وہ سب سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کو ایک بڑا کارنامہ سمجھتے تھے۔

پہلے انھیں چند روز تک قید رکھا گیا۔ عقبہ کی بیوی پر ان کی اعلیٰ سیرت کا ایسا اثر ہوا کہ وہ بایام قید ان کو آرام سے رکھا کرتی تھی۔ اسی کا بیان ہے کہ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ جیسا نیک قیدی میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کے پاس انگوروں کے خوشے ہم دیکھا کرتے تھے، حالانکہ مکہ میں ان دنوں انگور کا نام ونشان بھی نہ تھا۔

قتل کے دن کفار انھیں حرم مکہ سے باہر لے گئے اور میدانِ تنعیم میں لے جا کر بماہِ صفر ۴ھ، انھیں پہلے قتل کیا، پھر صلیب پر لٹکا دیا ان کا لاشہ برابر لٹکتا رہا۔ نبی کریم ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو مامور فرمایا کہ لاش اتار لائیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے لکڑی پر چڑھ کر لاش کو نیچے گرایا۔ جب خود نیچے اترا تو لاش موجود نہ تھی۔ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے قتل سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے آئندہ کے لیے اسے سنت ٹھہرا دیا۔

جو اشعار انہوں نے پھانسی کے نیچے جا کر فی البدیہہ تصنیف کیے تھے وہ کتاب رحمۃ للعالمین میں درج ہیں۔ ان اشعار سے ان کی شیر دلی اور قوت ایمانیہ اور استقلالِ طبع کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ اشعار بالا میں سے یہ دو شعر نہایت مشہور ہیں ؎

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰہِ فِی اللّٰہِ مَصْرَعِیْ

وَ ذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰـهِ وَ إِنْ يَّشَاءَ
يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

جب میں مسلمان ہو کر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے قتل کیے جانے کی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ کی راہ میں گرنا خواہ کسی کروٹ پر ہو، ذات الٰہی کی یہ قدرت میں ہے کہ میرے جسم کے ایک ایک ٹکڑے کو برکت عطا فرمائے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۳۰ سیدنا خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ بدر میں شامل ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۳۱ سیدنا ربیع بن ایاس رضی اللہ عنہ

ابن عمرو بن امیہ بن لوذان الانصاری۔
خود مع اپنے بھائی کے حاضرِ بدر تھے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۳۲ سیدنا رفاعہ بن حارث بن رفاعہ رضی اللہ عنہ

بنو عفراء سے ہیں۔ ابن اسحٰق نے ان کا شمار بدریّین میں کیا ہے، البتہ واقدی اس سے انکار کرتے ہیں۔ رضی اللہ عنہ [4]

۳۳ سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ

رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی۔
ابو معاذ کنیت، اُبی بن سلول کے نواسے ہیں۔ جنگِ بدر میں مع اپنے ہر دو برادران خلاد و مالک کے شریک ہوئے۔

---

[1] الاستیعاب:632. [2] الاستیعاب:675. [3] الاستیعاب:751.
[4] الاستیعاب:773.

احد اور دیگر جملہ مشاہد میں بھی ہمرکاب نبوی تھے۔ واقعہ جمل وصفین میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب تھے۔ امارتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی ایام میں وفات پائی۔ [1]

یہ ۲۴ حدیثوں کے راوی ہیں، جن میں سے ۳ صحیح بخاری میں ہیں۔

۴۳ سیدنا ابولبابہ رفاعہ بن عبدالمنذر الانصاری رضی اللہ عنہ

ابن شہاب، ابن ہشام اور خلیفہ نے ان کا نام بشیر لکھا ہے۔ مگر امام احمد، ابن معین اور ابن اسحٰق سے ثابت ہے کہ ان کا نام رفاعہ تھا۔ یہ انصاری اوسی ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔

رفاعہ بن عبدالمنذر بن زبیر بن زید بن اُمیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن مالک بن الاوس۔

عقبہ میں حاضر تھے اور بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے۔ جنگ بدر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے تھے، راستے میں آپ نے انھیں کو مدینہ کا نگران مقرر فرما کر واپس کر دیا تھا اور غنیمت میں حصہ عطا فرمایا تھا۔ غزوۂ سویق میں بھی انھیں نگرانی مدینہ کا عہدہ دیا گیا تھا۔ احد اور جملہ مشاہد مابعد میں بھی ملتزم رکاب نبوی رہے۔ غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے، پھر انھیں اپنے اس ترکِ سعادت کا خیال پیدا ہوا تو خود کو مضبوط زنجیر کے ساتھ ستونِ مسجد سے بندھوا دیا۔ اُن کے بیٹے نماز اور ضروریاتِ بشری کے وقت ان کو کھول دیتے اور پھر باندھ دیتے۔ سات دن بھوکے پیاسے اسی طرح کاٹے۔ اسی عرصے میں شنوائی کم ہو گئی، بینائی کو بھی صدمہ پہنچا۔ ایک روز بوجہ ضعف غش کھا کر گر پڑے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور نبی کریم ﷺ نے ان کو رہائی بخشی۔ یہ روایت اس روایت سے زیادہ معتبر وصحیح ہے جس میں بنوقریظہ کے اشارے کا ذکر کیا گیا ہے۔ قبولیتِ توبہ کے شکرانے میں کل مال اور مکان صدقہ کرنا چاہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ثلث مال کافی ہے۔''

غزوۂ فتح مکہ میں قبیلہ بنوعمرو بن عوف کا نشان ان کے ہاتھ میں تھا۔ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں انتقال کیا۔ رضی اللہ عنہ [2]

[1] الاستیعاب:774. [2] الاستیعاب:3149.

۳۵ سیدنا رفاعہ بن عمرو بن زید الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ

بیعت عقبہ میں داخل اور بدر میں شامل تھے۔ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ ان کی کنیت ابوالولید ہے مگر یہ ابن ابی الولید کے نام سے اس لیے معروف ہیں کہ ان کے دادا زید بن عمرو کی کنیت بھی ابوالولید تھی۔ رضی اللہ عنہ [1]

۳۶ سیدنا رفاعہ بن عمرو الجہنی رضی اللہ عنہ

ابومعشر کہتے ہیں کہ بدر و احد میں حاضر تھے۔ ابن اسحٰق و واقدی نے ان کے نام کی تصحیح 'ودیعہ بن عمرو' کی ہے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۳۷ سیدنا زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی العجلانی رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ بلی میں بھی رہے، اس لیے بلوی بھی کہتے ہیں، پھر بنوعمرو بن عوف کے حلیف بن گئے تھے، اس لیے انصاری ہیں۔ ثابت بن اقرم ان کے چچا ہیں۔
موسیٰ بن عقبہ نے ان کو بدریین میں شمار کیا ہے۔ جنگِ احد میں بھی حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۳۸ سیدنا زید بن دثنہ الانصاری البیاضی رضی اللہ عنہ

زید بن دثنہ بن معاویہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔
بدر و احد میں شریک ہوئے اور یوم الرجیع میں سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کفار کی قید میں اسیر ہوئے۔ سفوان بن امیہ نے انھیں مکہ میں خرید ا اور قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۳ھ کا ہے۔ رضی اللہ عنہ [4]

۳۹ سیدنا زید بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ

زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک

① الاستیعاب: 779. ② الاستیعاب: 781. ③ الاستیعاب: 838. ④ الاستیعاب: 847.

ابن النجار الانصاری النجاری۔

ان کی کنیت ابوطلحہ ہے اور زیادہ کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ انس بن مالک کی والدہ سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا انہی کے نکاح میں تھیں۔ ایک روز انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا﴾ ''جہاد کرو خواہ سامان ہو یا نہ ہو۔'' پھر کہا: یا اللہ! اس کا مطلب تو معلوم نہیں، البتہ جوانی و پیری تو جہاد ہی میں پوری کی ہے، پھر اپنی اولاد سے کہا کہ میں جہاد کو جاؤں گا، سامان درست کر دو۔ وہ بولے: باوا جی! آپ نبی کریم ﷺ کے عہد میں، عہد صدیقی میں، نیز عہد فاروقی میں جہاد کر چکے ہیں، اب آرام کریں۔ بولے: نہیں! آخر بحری فوج میں داخل ہوئے اور جہاز پر ہی جان دی۔ ان کی لاش کو سات یوم جہاز پر بانتظار جزیرہ رکھا گیا۔ لاش میں ذرا تغیر نہ آیا تھا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بعد چالیس سال تک متواتر روزے رکھے۔ مدائنی نے سن وفات ۵۱ھ تحریر کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۱۴۰ سیدنا زید بن عاصم المازنی الانصاری رضی اللہ عنہ

بیعتِ عقبہ میں شامل تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے، غزوۂ احد میں خود، ان کی زوجہ ام عمارہ اور ان کے ہر دو فرزند حبیب و عبداللہ نبرد آزما ہوئے۔ ان کی کنیت بطنِ غالب 'ابوحسن' لکھی ہوئی ہے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۱۴۱ سیدنا زید بن المزین الانصاری البیاضی رضی اللہ عنہ

بدر و احد میں حاضر تھے۔ یوم الرجیع کو سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے تھے، صفوان بن امیہ نے انھیں خریدا اور قتل کر دیا تھا۔ واقدی نے ان کا نام بجائے زید کے یزید لکھا ہے۔ مواخاتِ مہاجرین و انصار میں سیدنا مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ ان کے بھائی بنائے گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ [3]

① [۹/ التوبۃ:۴۱] الاستیعاب:850. ② الاستیعاب:853. ③ الاستیعاب:858.

۴۲ سیدنا زید بن ودیعہ الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو عوف بن خزرج میں سے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا صرف بدر میں شامل ہونا تحریر کیا ہے۔ مگر دیگر مؤرخین نے انھیں بدر و احد کے حاضرین میں درج کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۴۳ سیدنا زیاد بن لبید بن ثعلبہ انصاری البیاضی رضی اللہ عنہ

یہ بنو بیاضہ بن عامر بن زریق سے ہیں۔ ابو عبداللہ کنیت۔ یہ اسلام لانے کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس مکہ مکرمہ میں رہنے لگے تھے، پھر جب نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی تو انہوں نے بھی ہجرت کی، لہٰذا ان کو انصاری مہاجر کہا جاتا ہے۔ عقبہ، بدر، احد، خندق اور دیگر جملہ مشاہد میں ہمرکابِ نبوی رہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو حاکم حضر موت مقرر فرمایا تھا۔ آغازِ حکومتِ معاویہ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ [2]

۴۴ سیدنا سالم بن عمیر الانصاری رضی اللہ عنہ

سالم بن عمیر بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف الانصاری۔

بدر، احد، خندق اور دیگر جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی ﷺ رہے۔ سلطنت معاویہ کے عہد میں وفات پائی۔ یہ اُن بزرگوں میں سے ہیں جو کثرتِ گریہ کے لیے مشہور تھے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۴۵ سیدنا سبیع بن قیس بن عیشہ الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

بدر میں شامل تھے، ان کے بھائی سیدنا عباد بن قیس رضی اللہ عنہ بھی بدری ہیں۔ احد میں بھی شامل ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [4]

[1] الاستیعاب: 860. [2] الاستیعاب: 834. [3] الاستیعاب: 3053.
[4] الاستیعاب: 910.

۴۶ سیدنا سراقہ بن عمرو بن عطیہ الانصاری رضی اللہ عنہ

سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مالک بن النجار الانصاری۔

بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر اور عمرۃ القضاء میں ہمرکابِ مصطفوی ﷺ تھے۔ یوم موتہ کو شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ①

۴۷ سیدنا سفیان بن بشر بن زید بن حارث الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

ان کے والد کو چند مؤرخین نے بشر (با اور شین کے ساتھ) اور چند مؤرخین نے نون اور سین کے ساتھ (نسر) لکھا ہے۔ بدر و احد میں خدمتِ نبوی میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ②

۴۸ سیدنا سراقہ بن کعب الانصاری رضی اللہ عنہ

سراقہ بن کعب بن عمرو بن عبدالعزیٰ بن غزیہ بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن النجار۔

بدر و احد اور دیگر جملہ مشاہد میں حاضر ہوئے اور سلطنتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہما میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ ③

۴۹ سیدنا سعد بن خولی الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ حاطب بن ابی بلتعہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ کوئی ان کو مذحجی، کوئی کلبی تو کوئی فارسی النسل بیان کرتا ہے۔ بدر میں شامل تھے۔ یہیں شہید ہوئے۔ بعض نے ان کی شہادت غزوۂ اُحد کی بیان کی ہے۔ رضی اللہ عنہ ④

① الاستیعاب: 913. ② الاستیعاب: 997. ③ الاستیعاب: 915. ④ الاستیعاب: 927.

۵۰ سیدنا سعد بن خیثمہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

بنو عمرو بن عوف میں سے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بدر پر چلنے کے لیے فرمایا تو ان کے والد نے کہا کہ میں جاؤں گا اور تم گھر پر ٹھہرو گے۔ سعد بولے: باوا جان! یہ بہشت کا معاملہ ہے، اس لیے مجھے ہی جانے دیجیے، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس جنگ میں مجھے شہادت ضرور نصیب ہوگی۔ آخر قرعہ اندازی ہوئی تو قرعہ میں بھی ان کا نام نکل آیا۔ خوشی خوشی گئے، شہادت پا کر خوشی خوشی جنت کو سدھار گئے، یہ عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ ابوخیثمہ یا ابوعبداللہ کنیت رکھتے ہیں۔ ان کے والد آئندہ سال جنگ احد میں فائز بہ شہادت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۵۱ سیدنا سعد بن ربیع الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس بن مالک الاعز بن ثعلبہ ابن کعب بن خزرج بن حارث۔

عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ نبی کریم ﷺ کے دوازدہ (12) نقیبوں میں سے ہیں۔ ایام جاہلیت میں بھی کاتب تھے۔ عقبہ بیعتِ اولیٰ و ثانیہ میں حاضر تھے، بدر میں بھی شامل تھے، احد میں شہید ہوئے۔ غزوۂ احد کا ذکر ہے کہ جنگ کے خاتمے پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ سعد رضی اللہ عنہ کی خبر کون لائے گا؟ میں نے دیکھا تھا کہ نیزہ برداروں کا ایک گروہ اسے گھیرے ہوئے ہے۔ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ خبر لانے کو اٹھے، دیکھا کہ شہیدوں کے ڈھیر میں پڑے ہیں۔ ابھی سانس چلتی ہے اور آنکھ چمکتی ہے، مجھے دیکھ کر کہا: کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہاری خبر کو بھیجا ہے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کو میرا اسلام عرض کر دینا اور کہہ دینا کہ مجھے نیزے کے بارہ زخم آئے ہیں مگر میں نے بھی اپنے حملہ آور کو جانے نہیں دیا۔

[1] الاستیعاب: 929.

قوم کو بھی میرا اسلام کہہ دینا اور کہنا: اللہ اللہ۔ وہ عہد نہ بھول جائیں جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے شب عقبہ میں کیا تھا۔ وہ یہ سمجھ لیں کہ اگر تم میں سے ایک شخص کی زندگی میں بھی رسول اللہ ﷺ کو ذرا سی آنچ لگی تو تم اللہ کے سامنے کچھ جواب نہ دے سکو گے۔

نبی کریم ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ سعد رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔ زندگی اور موت اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی میں پوری کر گئے۔ یہ سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ ہیں جن کی اولاد کو سب سے پہلے ترکہ عصبہ شرعی ملا۔ ان دو دختروں کو وارثت میں سے ۲/۳ حصہ ملا تھا۔ رضی اللہ عنہ[1]

۵۲ سیدنا سعد بن زید زرقی الانصاری رضی اللہ عنہ

سعد بن زید بن فاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق۔

بدر میں حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ[2]

۵۳ سیدنا سعد بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ

سعد بن سہل بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن النجار۔

بدر میں حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ[3]

۵۴ سیدنا سعد بن عبید الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک ابن عوف بن عمرو بن عوف۔

ابوزید ان کی کنیت ہے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور ۱۵ھ کو بعمر ۶۴ سال جنگِ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ یہ "سعد القاری" کے نام سے معروف ہیں اور ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے عہد نبوی ﷺ میں قرآن مجید کو حفظ کر لیا تھا۔ ان کے فرزند عمیر بن سعد کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے شام کا والی بھی بنایا تھا۔ رضی اللہ عنہ[4]

[1] الاستیعاب: 931. [2] الاستیعاب: 934. [3] الاستیعاب:939. [4] الاستیعاب: 946.

۵۵ سیدنا سعد مولیٰ عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ

غزوہ بدر میں اپنے مولیٰ سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۵۶ سیدنا سعد بن عثمان بن خلدہ الانصاری الزرقی رضی اللہ عنہ

سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق الانصاری۔

ابوعبادہ کنیت ہے، بدر میں حاضر ہوئے۔ یہ اُن تین اشخاص میں سے ہیں جو جنگ احد میں بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ دوسرا ان کا بھائی سیدنا عقبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی کو قرآن میں نازل فرمایا۔ رضی اللہ عنہ ②

۵۷ سید الاوس سیدنا سعد بن معاذ الانصاری رضی اللہ عنہ

سعد بن معاذ بن نعمان بن امراء القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن النبیت (عمر) بن مالک بن اوس۔

عقبہ اولیٰ و ثانیہ کے درمیان (۱۱ نبوت) کو سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ بدر، احد اور خندق میں حاضر ہوئے۔ جنگِ خندق میں ایک تیر ان کے گھٹنے کی رگ پر لگا تھا۔ رگ کٹ گئی۔ جب خون بند کرتے تو ورم ہو جاتا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا خیمہ مسجد نبوی میں لگوا دیا تھا، خود تیمارداری فرمایا کرتے۔ جنگ خندق کے بعد بنوقریظہ کا غزوہ شروع ہو گیا۔ انہوں نے دعا مانگی: الٰہی! جب تک میں بنی قریظہ کا فیصلہ نہ دیکھ لوں اس وقت تک مجھے موت نہ آئے۔ خون بند ہو گیا حتیٰ کہ ایک قطرہ بھی نہ نکلا۔

① الاستیعاب: 972. ② ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾ (ال عمران: 155) ”بے شک جب دو لشکر (غزوۂ احد میں) آپس میں ٹکرائے تو تم میں سے جن لوگوں نے پسپائی اختیار کی، وہ اپنی بعض کوتاہیوں کے سبب شیطان کے بہکاوے میں آ گئے تھے اور بلاشبہ اللہ نے انھیں معاف کر دیا ہے، بے شک اللہ نہایت بخشنے والا اور حوصلے والا ہے۔“ الاستیعاب: 947.

اسی اثنا میں بنو قریظہ نے انھیں اپنا حاکم تسلیم کر لیا اور نبی کریم ﷺ نے بھی ان کو حاکم مان لیا۔ قبل از اسلام اوس اور بنو قریظہ کا اتحاد تھا اور یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ اس خاندانی اتحاد کی بنیاد پر سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہماری ہی اعانت کریں گے۔

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ یہ کیا کہ جنگ آوروں کو قتل کر دیا جائے اور اُن کی زن و بچہ کو اسیر کر کے اُن کی قیمت سے مسلمانوں کی حالت درست بنائی جائے۔

نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا: ((اَصَبْتَ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ)) [1] "تم نے اس حکم کے مطابق کہا ہے جو اللہ تعالیٰ کا ان کے حق میں تھا۔"

اس فیصلے کے بعد پھر زخم سے خون جاری ہو گیا اور اسی عارضہ میں جنگ خندق سے ایک ماہ بعد فائز بہ شہادت ہوئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سعد رضی اللہ عنہ کے لیے عرش الرحمٰن بھی جھوم گیا۔" [2]

فرمایا: ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے ایسے شامل ہوئے ہیں جو کبھی زمین پر نہ اترے تھے۔" سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بڑے کڑیل لمبے جوان تھے مگر جنازے میں ذرا بوجھ نہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنازے کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔"

ایک بار سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو معمولی شخص ہوں لیکن تین باتیں مجھے ضرور حاصل ہیں۔

1. جب نبی کریم ﷺ کچھ فرماتے تو مجھے یقین ہو جاتا کہ ٹھیک منجانب اللہ فرما رہے ہیں۔
2. نماز میں اول سے آخر تک مجھے کوئی وسوسہ پیدا نہیں ہوتا۔
3. جب کسی جنازے کے ساتھ جاتا ہوں تو موت اور مرنے والے کے سوا اور کوئی خیال میرے دل میں واپسی تک پیدا نہیں ہوتا۔

سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ یہ خصلتیں انبیا کی سی ہیں۔

ان کی والدہ سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا بھی صحابیہ ہیں۔ رضی اللہ عنہ [3]

---

[1] سنن الترمذی: 1528. [2] صحیح البخاری: 3803.

[3] الاستیعاب: 958، الاصابة: 3212.

۵۸ سیدنا سعید بن سہیل الانصاری الاشہلی رضی اللہ عنہ

سعید بن سہیل بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار۔

ابن اسحٰق اور ابومعشر نے ان کو بدر واحد میں حاضر ہونے والا بتلایا ہے۔ رضی اللہ عنہ ①

۵۹ سیدنا سفیان بن بشر رضی اللہ عنہ

انصاری ہیں، بدر میں حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ②

۶۰ سیدنا سلمہ بن اسلم الانصاری الحارثی رضی اللہ عنہ

سلمہ بن اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن عدی بن مالک بن اوس۔

بدر واحد اور دیگر جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

۱۴ھ کو جسر ابوعبید والی جنگ میں شہید ہوئے۔ عمر بوقت شہادت بعض نے ۳۸ جبکہ بعض نے ۶۳ سال درج کی ہے۔ جنگ بدر میں سائب بن عبید اور نعمان بن عمرو کو انہی نے اسیر کیا تھا۔ رضی اللہ عنہ ③

۶۱ سیدنا سلمہ بن ثابت بن وقش الانصاری الاشہلی رضی اللہ عنہ

سلمہ بن ثابت بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل الانصاری الاشہلی۔

بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں شہادت پائی۔ ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ ان کے والد سیدنا ثابت اور چچا رفاعہ رضی اللہ عنہما بھی غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے۔ ان کے بھائی سیدنا عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی شہیدِ اُحد ہیں۔ رضی اللہ عنہ ④

① الاستیعاب:985. ② الاستیعاب:997. ③ الاستیعاب:1015.
④ الاستیعاب:1019.

۶۲ سیدنا سلمہ بن حاطب انصاری رضی اللہ عنہ

سلمہ بن حاطب بن عمرو بن عتیک بن امیہ بن زید۔

بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ①

۶۳ سیدنا سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہ

ابن زغب بن زعوراء بن عبدالاشہل الانصاری الاشہلی۔

ان کی والدہ سلمٰی بنت سلمہ بھی انصاریہ حارثیہ ہیں۔ ابو عوف کنیت ہے۔ عقبہ اولیٰ و ثانیہ میں حاضر تھے۔ بدر اور مشاہد مابعد میں ہمرکاب مصطفوی ﷺ رہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انھیں حاکم یمامہ بھی مقرر کر دیا تھا۔ ستر سال کی عمر میں ۴۵ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔ رضی اللہ عنہ ②

۶۴ سیدنا سلیط بن قیس الانصاری رضی اللہ عنہ

سلیط بن قیس بن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

بدر میں حاضر ہوئے اور مابعد کے جملہ مشاہد میں بھی حاضر تھے۔ جسر ابو عبید کے دن شہید ہوئے۔ ان کے فرزند عبداللہ بن سلیط نے ان سے روایت کی ہے۔ رضی اللہ عنہ ③

۶۵ سیدنا سلیم بن حارث الانصاری رضی اللہ عنہ

سلیم بن حارث بن ثعلبہ بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن النجار۔

بدر میں حاضر ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضحاک اور نعمان فرزندان عمرو بن مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار، ان (سلیم بن حارث) کے مات بھائی ہیں اور وہ بھی بدر میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ④

① الاستیعاب:1020. ② الاستیعاب:1021. ③ الاستیعاب:1041.
④ الاستیعاب:1045.

۶۶ سیدنا سلیم بن قیس بن قہد الانصاری رضی اللہ عنہما

سلیم بن قیس بن قہد (خالد) بن قیس بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک ابن النجار۔

بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ خلافت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ میں وفات پائی۔ ان کی ہمشیرہ سیدہ خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔ ان کے والد بھی صحابہ میں معدود ہیں۔ رضی اللہ عنہ ①

۶۷ سیدنا سلیم بن عمرو الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

سلیم بن عمرو بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

عقبہ اور بدر میں حاضر تھے۔ یوم احد کو شہید ہوئے۔ ان کا آزاد کردہ غلام سیدنا عنترہ رضی اللہ عنہ بھی اسی روز شہید ہوا تھا۔ رضی اللہ عنہ ②

۶۸ سیدنا سلیم بن ملحان الانصاری رضی اللہ عنہ

سلیم بن ملحان (مالک) بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن عبد بن غنم بن عدی بن النجار۔

بدر اور احد میں یہ بھی اور ان کے بھائی سیدنا حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے اور دونوں بھائی بئر معونہ کے واقعے میں شہید ہوئے، ان کی نسل نہیں چلی۔ سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا ان کی ہمشیرہ ہیں۔ رضی اللہ عنہ ③

۶۹ سیدنا سماک بن خرشہ الانصاری رضی اللہ عنہ

سماک بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب خزرج الاکبر۔

① الاستیعاب: 1049۔ ② الاستیعاب:1048۔ ③ الاستیعاب:1051۔

ان کی کنیت ابو دجانہ ہے اور اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں۔

ان کا شمار چیدہ اور برگزیدہ بہادروں میں ہوتا ہے، مغازی میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے۔ بدر میں حاضر تھے۔ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ①

۷۰ سیدنا سماک بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ

سماک بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج۔

بدر و احد میں حاضر تھے۔ ان کے بھائی سیدہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ بھی حاضرِ بدر تھے۔ رضی اللہ عنہ ②

۷۱ سیدنا سنان بن ابی سنان رضی اللہ عنہ

سنان بن ابی سنان (وھب) بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

بدر میں یہ، ان کے بھائی، ان کے والد اور ان کے چچا سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہم حاضر تھے۔ یہ جملہ بزرگوار جملہ مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔

بیعتِ رضوان سب سے پہلے سنان نے کی یا بقول بعض ان کے والد ابو سنان سے ابتدا ہوئی۔ رضی اللہ عنہ ③

۷۲ سیدنا سنان بن صیفی رضی اللہ عنہ

ابن صخر بن خنساء الانصاری۔

یہ بنو سلمہ میں سے ہیں۔ عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ رضی اللہ عنہ ④

۷۳ سیدنا سہل بن حنیف الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

سہل بن حنیف بن واہب بن عکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن حارث بن عمرو بن خناس۔

① الاستیعاب 1060. ② الاستیعاب: 1061. ③ الاستیعاب: 1072.
④ الاستیعاب 1074.

ابو سعید کنیت ہے۔ بعض نے کنیت میں اختلاف بھی کیا ہے۔ بدر اور جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب ﷺ رہے۔ یہ اُن بزرگوں میں سے ہیں جو احد کے دن پہاڑ کی طرح جم کر رہے۔

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ دشمن پر برابر تیر برساتے رہے۔ نبی کریم ﷺ فرمار ہے تھے کہ سہل رضی اللہ عنہ کو تیر دیئے جاؤ! یہ سہل ہے۔

خلافتِ مرتضوی میں یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے رفقا میں سے تھے۔ بصرہ جاتے ہوئے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہی کو والی مدینہ بنا گئے تھے اور انہی کو حاکم فارس بھی کیا تھا، مگر اہل فارس نے ان کو نکال دیا۔ تب زیاد کو جناب امیر نے حاکم فارس بنایا۔

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا کوفہ میں ۳۸ ھ کو انتقال ہوا۔ ان کے فرزند اور ایک جماعت نے ان سے روایت حدیث کی ہے۔ ان کی نماز جنازہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور ۶ تکبیرات سے پڑھائی۔ [1] یہ امتیاز اہل بدر کی نماز جنازہ میں قائم رکھا جاتا تھا۔ ان سے چالیس حدیثیں مروی ہیں از ان جملہ متفق علیہ ۴، صرف صحیح مسلم میں ۲ ہیں۔ رضی اللہ عنہ

۷۴ سیدنا سہل بن عتیک الانصاری رضی اللہ عنہ

سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن عامر (مبذول) بن مالک ابن نجار۔

عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ ان کی نسل آگے نہیں چلی۔ رضی اللہ عنہ [2]

۷۵ سیدنا سہل بن قیس الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

سہل بن قیس بن ابی کعب بن قین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ الانصاری۔

بدر میں حاضر ہوئے اور غزوۂ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔ رضی اللہ عنہ [3]

[1] الاستیعاب:1084۔ [2] الاستیعاب:1093۔ [3] الاستیعاب:1097۔

۷۶ سیدنا سہیل بن عمرو بن ابی عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں شامل ہوئے۔ واقعہ صفین ۳۷ھ میں شہید ہوئے۔ لشکر مرتضوی میں تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۷۷ سیدنا سہیل بن رافع الانصاری رضی اللہ عنہ

سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار۔

بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد میں ہمرکاب نبوی ﷺ رہے۔

جس زمین پر مسجد نبوی تعمیر ہوئی ہے اسی جگہ ان کے کھلیان کی زمین تھی، جس پر کھجوروں کو خشک کیا کرتے تھے، اسے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر شاملِ مسجد نبوی کر دیا تھا۔ خلافتِ فاروقی میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ ②

۷۸ سیدنا سواد بن غزیہ الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو عدی بن النجار میں سے ہیں۔

بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر تھے۔

انہی کو نبی کریم ﷺ نے امیر خیبر بنایا تھا۔ یہی وہ بزرگ ہیں جن کی کمر میں نبی کریم ﷺ نے چھڑی کی نوک چبھودی تھی اور انہوں نے بدلہ لینے کو کہا تھا اور آپ نے اُسے بدلہ لینے کی اجازت فرما دی تھی۔ اس طرح یہ بزرگوار نبی کریم ﷺ کے عدل بے عدیل کے شاہد صادق ٹھہرے تھے۔ رضی اللہ عنہ ③

۷۹ سیدنا سواد بن یزید الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

سواد بن یزید (یا ابن رزق، یا ابن رزین، یا ابن زریق) بن ثعلبہ بن عبید بن عدی

① الاستیعاب:1105. ② الاستیعاب:1101. ③ الاستیعاب:1108.

ابن غنم بن کعب بن سلمہ۔ بدر اور احد میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۸۰ سیدنا ضحاک بن حارثہ الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

ضحاک بن حارثہ بن زید بن حارثہ بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ بیعتِ عقبہ سے مشرف ہوئے اور غزوۂ بدر میں شامل تھے۔ رضی اللہ عنہ ②

۸۱ سیدنا ضحاک بن عبد عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

ضحاک بن عبد عمرو بن مسعود بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار بن النجار۔ بدر و احد میں حاضر تھے۔ بدر میں اپنے بھائی سیدنا نعمان بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ کی معیت میں تھے۔ رضی اللہ عنہ ③

۸۲ سیدنا ضمرہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنی طریف کے (جو خزرجی ہیں) حلیف تھے۔ بدر میں شامل ہوئے اور احد میں شہادت پا کر جنت میں داخل ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ④

۸۳ سیدنا طفیل بن مالک الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

طفیل بن مالک بن نعمان بن خنساء۔

بنو سلمہ میں سے ہیں۔ عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ احد میں مردانہ وار لڑے تھے، ان کے جسم پر ۱۳ زخم آئے تھے۔ غزوۂ خندق میں بھی شامل ہوئے اور اسی روز راہیٔ عالم بقا ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ⑤

① الاستیعاب:1110. ② الاستیعاب:1248. ③ الاستیعاب:1251.
④ الاستیعاب:1257. ⑤ الاستیعاب:1275.

۸۴ سیدنا عاصم بن العکیر الانصاری رضی اللہ عنہ

بنوعوف بن خزرج کے حلیف تھے۔

موسیٰ بن عقبہ نے ان کا نام اہل بدر میں تحریر کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۸۵ سیدنا عاصم بن ثابت الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

عاصم بن ثابت بن ابوالافلح (قیس) بن عصمہ بن نعمان بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔

ابوسلمان کنیت ہے۔ غزوۂ بدر میں حاضر تھے۔ یہی واقعۂ رجیع کے سردار تھے۔ عاصم ابن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نانا بھی یہی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مختصر وفد کو قوم ہذیل کی تعلیم و ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔ خود قوم کے سردار ان کو مدینہ سے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ جب یہ لوگ مکہ اور عسفان کے درمیان پہنچ گئے تو بنولحیان کے ایک سو اشخاص نے ان کے لشکر کو گھیر لیا، یہ سب ایک پہاڑی کے ٹیلے پر پہنچ گئے۔ دشمنوں نے کہا کہ تم سب نیچے اتر آؤ! عہد و میثاق یہ ہے کہ تم کو قتل نہ کیا جائے گا۔ سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ بولے: میں تو کافر کی پناہ لینا پسند نہیں کرتا۔ الٰہی! ہماری خبر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے۔ سات صحابہ کو جس میں سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے دشمن نے تیروں سے شہید کر دیا۔ سیدنا زید بن دثنہ، خبیب بن عدی رضی اللہ عنہما اور ایک اور صاحب رہ گئے جن کو پکڑ لیا۔ ان کا حال سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں ہے۔

سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ نے بدر میں کفار کا ایک سردار قتل کیا تھا۔ دشمن نے چاہا کہ سر کاٹ لے، جب لاش کے قریب گئے تو شہد کی مکھیوں نے لاش کے پاس ان کو جانے نہ دیا۔ واپس آ گئے، کہا: رات کو آئیں گے جب مکھیاں آرام کریں گی۔ رات کو بارش آئی پانی کی رَو میں لاش بہہ گئی، کفار کو نہ ملی۔ رضی اللہ عنہ

[1] الاستیعاب: 1310.

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار ہیں۔

لَعَمرِی لَقَدْ شَانَتْ هُذَيْلُ بْنُ مُدْرِكٍ
اَحَادِيْثُ كَانَتْ فِی خُبَيْبٍ وَّ عَاصِمِ
اَحَادِيْثُ لَحْيَانٍ صَلُّوْا بِقُبْحِهَا
وَ لَحْيَانُ رَكَّابُوْنَ شَرَّ الْجَرَائِمِ ①

۸۶ سیدنا عاصم بن قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ

ابن نعمان بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف الانصاری۔

بدر میں حاضر تھے اور احد میں بھی شریک تھے۔ رضی اللہ عنہ ②

۸۷ سیدنا عامر بن اُمیہ رضی اللہ عنہ

ابن زید بن حسحاس بن مالک بن عدی بن غنم بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

یہ ہشام بن عامر کے والد ہیں، بدر میں حاضر ہوئے جبکہ احد میں شہید ہوئے۔

ایک دفعہ جب ان کے فرزند ہشام ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا:

عامر کیا ہی اچھا انسان تھا۔ رضی اللہ عنہ ③

۸۸ سیدنا عامر بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

یہ عاصم بن ثابت کے بھائی ہیں۔ واقعہ بدر کے بعد انہی نے عقبہ بن ابی معیط ملعون کی گردن تلوار سے اڑائی تھی۔ رضی اللہ عنہ ④

① الاستیعاب:1305. ''میری عمر کی قسم! ہذیل بن مدرک نے خبیب اور عاصم کے واقعات کو خوب یاد کیا ہے اسی طرح لحیان کی مجرمانہ اور قبیح حرکتیں بھی اسے یاد ہیں۔'' ② الاستیعاب:1314.
③ الاستیعاب:1319. ④ الاستیعاب:1322.

۸۹ سیدنا عامر بن سلمہ بن عامر البلوی رضی اللہ عنہ

انصار کے حلیف ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کو اہل بدر میں شمار کیا ہے۔ بعض نے ان کو عمرو بن سلمہ بھی لکھا ہے۔ رضی اللہ عنہ ①

۹۰ سیدنا عامر بن عبد عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

ان کے نام میں اختلاف ہے اور کنیت کے تلفظ میں بھی اختلاف ہے۔ ان کا نام کسی نے ثابت اور کسی نے مالک بتایا ہے، مگر صحیح عامر ہے۔

کنیت ابوحبہ (بالباء) ہے، بعض نے بالنون (ابو حنہ) بتائی ہے۔ ان کی والدہ ہند بنت اوس بن عدی ہیں اور یہ سعد بن خثیمہ کے ماں جائے بھائی ہیں۔ سب کا اتفاق ہے کہ یہ بدر میں شامل تھے۔ ابن اسحٰق نے ان کو شہیدِ احد لکھا ہے۔ رضی اللہ عنہ ②

۹۱ سیدنا عامر بن مخلد بن الحارث الانصاری رضی اللہ عنہ

عامر بن مخلد بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔

بدر میں شجاعت دکھلائی اور احد میں شہادت پائی۔ رضی اللہ عنہ ③

۹۲ سیدنا عائذ بن ماعص الانصاری رضی اللہ عنہ

عائذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔

یہ اور ان کے بھائی سیدنا معاذ بن ماعص رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر تھے۔ مؤاخات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سیدنا سویط بن حرملہ رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا تھا۔

بئر معونہ یا بقول بعض یوم یمامہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ④

① الاستیعاب:1329. ② الاستیعاب:2907. ③ الاستیعاب:1341.
④ الاستیعاب:1349.

۹۳ سیدنا عبداللہ بن ثعلبہ البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

ابن خزمہ بن اصرم۔ یہ بنوعوف بن خزرج کے حلیف تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے ان کے بھائی سیدنا بحاث بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بھی بدری ہیں۔ رضی اللہ عنہ ①

۹۴ سیدنا عبداللہ بن جبیر بن النعمان الانصاری رضی اللہ عنہ

عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ غزوۂ احد میں تیر اندازوں کے سردار یہی تھے۔ مقابلہ کرتے ہوئے اپنے مقامِ متعینہ پر شہید ہوئے۔ سیدنا خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ ان کے حقیقی بھائی ہیں۔ رضی اللہ عنہ ②

۹۵ سیدنا عبداللہ بن الجد رضی اللہ عنہ

یہ بنوسلمہ میں سے ہیں۔ بدر و احد میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ③

۹۶ سیدنا عبداللہ بن حمیر الاشجعی رضی اللہ عنہ

یہ بنوخنساء بن سنان کے حلیف ہیں، اس لیے انصاری شمار ہوتے ہیں۔

بدر میں حاضر تھے۔ ان کے بھائی سیدنا خارجہ رضی اللہ عنہ بھی بدری ہیں، یہ احد میں بھی حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ④

۹۷ سیدنا عبداللہ بن ربیع بن قیس الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ رضی اللہ عنہ ⑤

① الاستیعاب:1477. ② الاستیعاب:1483. ③ الاستیعاب:1485.
④ الاستیعاب:1515. ⑤ الاستیعاب:1526.

۹۸ سیدنا عبداللہ بن رواحہ الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امراء القیس بن عمرو بن امراء القیس الاکبر۔

بارہ نقبائے محمدی میں سے ہیں۔ بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور عمرۃ القضاء میں حاضر تھے۔ فتح مکہ سے پیشتر فردوس نشین ہو چکے تھے۔

ان کا شمار شعرائے نبویہ میں ہے۔ سیدنا حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اُن شعرائے برگزیدہ میں سے ہیں جن کو آیت:

﴿ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ﴾ [1] عام نے شعرا سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

ان کو فی البدیہہ کہنے میں مہارت خاص تھی۔ ایک روز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسی وقت کوئی شعر بنا کر سناؤ! اب سیدنا رواحہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فوراً عرض کر دیا:

إِنِّي تَفَرَّسْتُ فِيكَ الْخَيْرَ أَعْرِفُهُ

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّ مَا خَانَنِي الْبَصَرُ

أَنْتَ النَّبِيُّ وَمَنْ يُحْرَمْ شَفَاعَتَهُ

يَوْمَ الْحِسَابِ لَقَدْ أَزْرٰى بِهِ الْقَدَرُ

فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ

تَثْبِيتَ مُوسٰى وَنَصْرًا كَالَّذِي نُصِرُوا [2]

جنگِ موتہ کو جب فوج روانہ ہونے لگی تو اس وقت سالارِ فوج سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے۔ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائے تو جعفر طیار رضی اللہ عنہ کمان گری کرے گا۔ وہ بھی شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سردار بنے گا۔

[1] (۹۵/التین: ٦) ''سوائے ان کے کہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔'' [2] ''میں نے آپ میں خیر پہچان لی تھی اور میں خیر کو پہچانتا ہوں، اللہ جانتا ہے کہ میری بصیرت خیانت نہیں کرتی۔ آپ (ایسے) نبی ہیں کہ اگر کسی کو آپ کی شفاعت سے محروم کر دیا گیا تو اسے قضا وقدر نے نکما کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خوبیوں کو قائم دکھا ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو ثابت قدم رکھا تھا اور اللہ آپ کی مدد کرے گا جیسے پہلے نبیوں کی گئی۔''

روانگی کے وقت الوداع کہنے والوں نے سیدنا ابنِ رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تمھیں بخیر و عافیت واپس لائے۔ انھوں نے ان کے جواب میں یہ اشعار فرمائے:

لٰکِنَّنِیْ اَسْاَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً
وَّ ضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا
وَ طَعْنَةً بِیَدَیْ حَرَّانَ مُجْهِزَةً
بِحَرْبَةٍ تَنْفُذُ الْاَحْشَآءَ وَالْكَبِدَا
حَتّٰی یَقُوْلُوْا اِذَا مَرُّوْا عَلٰی جَدَثِیْ
یَا اَرْشَدَ اللّٰهِ مِنْ غَازٍ وَّ قَدْ رَشَدَا ①

جب میدان جنگ میں سیدنا زید اور جعفر رضی اللہ عنہما شہید ہو چکے اور سیدنا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ سردارِ فوج بن گئے اور شہادت کے لیے نفس کو تیار کرنے لگے تو یہ اشعار فرمائے۔

یَا نَفْسِ اِنْ لَمْ تُقْتَلِیْ تَمُوْتِیْ
هٰذَا حِمَامُ الْمَوْتِ قَدْ لَقِیْتِ
وَ مَا تَمَنَّیْتِ فَقَدْ اُعْطِیْتِ
اِنْ تَفْعَلِیْ فِعْلَهُمَا هُدِیْتِ ②

اس کے بعد حملہ کر دیا۔ حملے سے واپس آئے تو ان کے چچیرے بھائی نے یخنی لا کر پیش کی۔ کہا: یہ تھوڑی سی پی لو۔ ذرا تھکان اترے گی اور طاقت آئے گی۔ دو گھونٹ پیئے تھے کہ فوج میں سے شور کی آواز آئی۔ یخنی کا برتن ہاتھ سے پھینک دیا۔ اور بولے: افسوس! میں ابھی تک دنیا میں ہوں۔ پھر یہ شعر پڑھے:

① ''لیکن میں رحمٰن سے مغفرت، استخواں شکن، مغز پاش تلوار کی کاٹ کا، یا کسی نیزہ باز کے ہاتھوں، آنتوں اور جگر کے پار اتر جانے والے نیزے کی ضرب کا سوال کرتا ہوں تا کہ جب لوگ میری قبر سے گزریں تو کہیں: ہائے! وہ غازی جسے اللہ نے ہدایت دی اور جو ہدایت یافتہ رہا۔'' ② ''اے نفس! اگر تجھے قتل نہ کیا گیا تو تو پھر بھی مر جائے گا اس موت کے پرندے سے یقیناً تو ملے گا جو تو نے تمنا کی وہ تجھے عطا کر دی گئی اور اگر تو نے اپنے پیش رو دونوں شہیدوں جیسا کام کیا تو ہدایت یافتہ ہو گا۔''

اَقْسَمْتُ بِاللّٰهِ لَتَنْزِلَنَّهْ
طَائِعَةً اَوْلَتُكْرِهَنَّهْ
مَالِی اَرَاكَ تَكْرِهِیْنَ الْجَنَّةْ
وَقَبْلَ ذَامَا كُنْتَ مُطْمَئِنَّةْ ①

پھر حملہ کیا اور جنت کو سدھار گئے۔ ان کی شہادت جمادی الاول ۸ھ کو بمقام موتہ ہوئی۔ رضی اللہ عنہ ②

۹۹ سیدنا عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبداللہ الانصاری الحارثی رضی اللہ عنہ

یہ بنوالحارث بن الخزرج میں سے ہیں۔ عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی ﷺ رہے۔ ان کو صاحب الاذان بھی کہتے ہیں، کیونکہ انہی کو خواب میں اذان سکھائی گئی تھی، پھر نبی کریم ﷺ کے حکم سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے یاد کر لی تھی۔ یہ واقعہ بناء مسجد نبوی کے بعد ۱ھ کا ہے۔ فتح مکہ کے دن بنوالحارث بن خزرج کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔ ۳۲ھ کو بعمر ۶۴ سال مدینہ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ ③

انہوں نے تین احادیث روایت کی ہیں۔ ازاں جملہ ایک متفق علیہ ہے۔

۱۰۰ سیدنا عبداللہ بن سعد بن خیثمہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

ان کے والد سیدنا سعد اور دادا خیثمہ رضی اللہ عنہما بھی صحابی ہیں، ان کے والد غزوہ بدر میں اور دادا غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدر میں شامل ہونے کی بابت اختلاف ہے۔ ابن المبارک نے جو روایت مغیرہ بن حکیم کے واسطے سے بیان کی ہے۔ اس میں ہے کہ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ وہ احد میں اپنے والد کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔

① ''میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں بخوشی یا مجبوراً میدان ضرور اتروں گا۔ کیا ہوا میں تجھے جنت میں جانے سے گریزاں دیکھ رہا ہوں حالانکہ اس سے پہلے تم نے طویل مدت تک مطمئن زندگی بسر کی ہے۔''

② الاستیعاب:1530. ③ الاستیعاب:1539.

فاکہانی نے مغیرہ بن حکیم سے روایت کرتے ہوئے بتلایا کہ وہ بدر اور عقبہ میں حاضر ہوئے۔ محدثین کے نزدیک ابن المبارک احفظ واضبط ہیں۔ رضی اللہ عنہ[1]

یہ تین احادیث کے راوی ہیں۔

۱۰۱ سیدنا عبداللہ بن سلمہ العجلانی البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

ان کے والد کا نام سلمہ (بفتح سین وکسر لام) ہے۔ بلی میں سے بنوعجلان سب کے سب بنوعمرو بن عوف کے حلیف تھے، اس لیے یہ بلوی و انصاری ہیں۔ بدر میں شریک ہوئے۔ احد میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ[2]

۱۰۲ سیدنا عبداللہ بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ

ابن اسحاق اور ابن عتبہ نے ان کو بدری بتلایا ہے اور بنوعبدالاشہل کا حلیف تحریر کیا ہے۔ ابن ہشام نے انھیں بنی زعورا کا بھائی بتلایا ہے اور بعض نے انھیں غسانی الاصل بھی تحریر کیا ہے۔ غزوۂ خندق میں شہید ہوئے تھے۔ رضی اللہ عنہ[3]

۱۰۳ سیدنا عبدالرحمٰن بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ

بیان کیا گیا ہے کہ یہ بدر میں شامل تھے۔ یہ صاحبِ علم وفہم تھے۔ مقتول خیبر عبداللہ بھی ان ہی کے بھائی تھے۔ حویصہ ومحیصہ ان کے چچا ہیں۔ جب ان کی موجودگی میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے میں ابتدا کی تھی تو انہی کو آپ نے « کَبِّرْ کَبِّرْ »[4] فرمایا تھا۔ ایک سفر میں انھیں شراب مشکیزوں میں بھری ہوئی ملی۔ انہوں نے مشکیزوں کو اپنے نیزے سے چھید دیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں شراب پینے سے روکا ہے اور اسے گھروں میں داخل کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ رضی اللہ عنہ[5]

① الاستیعاب:1552۔ ② الاستیعاب:1563۔ ③ الاستیعاب:1566۔
④ صحیح البخاری:3173 ''بڑھوں کو بولنے کا موقع دو، بڑھوں کو موقع دو۔'' ⑤ الاستیعاب:1424۔

۱۰۴ سیدنا عبداللہ بن طارق بن عمرو بن مالک البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

قوم بلی میں سے ہیں اور انصار کے قبیلے بنو ظفر کے حلیف ہیں۔ یہ اُس گروہ میں سے ہیں جنھیں نبی کریم ﷺ نے تعلیم قرآن اور تفقہ دین کے لیے عضل اور قارہ کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ رجیع (جو ہذیل کے ایک جوہڑ کا نام ہے) پر عضلیوں نے اظہارِ غدر کیا۔ سیدنا مرثد، خالد اور عاصم رضی اللہ عنہم نے تلواریں کھینچ لیں اور مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

سیدنا عبداللہ، زید بن دثنہ اور خبیب بن عدی رضی اللہ عنہم کو انہوں نے گرفتار کر لیا۔ سیدنا عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ نے کسی طرح خود کو رسی سے چھڑا لیا، مگر کفار نے انھیں پتھر مار مار کر شہید کر دیا۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اشعار میں ان کا نام نظم کیا ہے۔ یہ وقعہ ۳ھ کے آخر کا ہے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۱۰۵ سیدنا عبداللہ بن عامر البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

قوم بلی سے ہیں اور انصار کے قبیلہ بنو ساعدہ کے حلیف ہیں۔

بدر میں شامل تھے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۱۰۶ سیدنا عبداللہ بن عبد مناف الانصاری رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن عبد مناف بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

ابو یحیٰی ان کی کنیت تھی۔ بدر و احد میں جوہر شجاعت دکھلائے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۱۰۷ سیدنا عبداللہ بن عبس الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو عدی بن کعب بن الخزرج میں سے ہیں۔ بدر میں حاضر تھے اور جملہ دیگر

① الاستیعاب:1581. ② الاستیعاب:1584. ③ الاستیعاب:1598.

مشاہد میں بھی نبرد آزما رہے۔ بعض نے ان کے والد کا نام عبیس بھی لکھا ہے۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۰۸ سیدنا عبداللہ بن عبیس الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو الحارث بن خزرج کے حلیف تھے، اس لیے انصاری کہلائے۔ ان کا نسب بیان نہیں کیا گیا۔ غزوۂ بدر میں شامل تھے۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۰۹ سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی بن سلول الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

یہ بنو عوف بن خزرج میں سے ہیں۔ ان کا قبیلہ مدینہ بھر میں مشہور تھا۔ انہی کو ابن الحبلی بھی کہتے ہیں، کیونکہ ان کا جد امجد سالم بن غنم اپنی بڑی توند کی وجہ سے حبلی مشہور تھا۔

'سلول' عبداللہ منافق کی دادی کا نام ہے۔ اُبی اپنی ماں کی نسبت سے مشہور ہے۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے باپ عبداللہ کو اہل یثرب اپنا بادشاہ بنانے لگے تھے، اس کے لیے تاج تیار کرنے کی تجویزیں ہو رہی تھیں کہ سرورِ عالم ﷺ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہو گئے۔ خزرجی مسلمان ہو گئے اور اس طرح ابن اُبی کا اقتدار خاک میں مل گیا۔ رشک و حسد نے اسے رأس المنافقین بنا دیا۔

﴿ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ﴾ ③ کا فقرے کے قائل یہی ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ اس گستاخی کی سزا میں اس کے باپ کو قتل کا حکم ہونے والا ہے۔ یہ نہایت مخلص تھے۔ آپ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اپنے نالائق باپ کا سر کاٹ کر حاضر کر دوں۔

فرمایا: نہیں! تم اپنے باپ سے حسن سلوک رکھو۔

① الاستيعاب: 1600. ② الاستيعاب: 1601. ③ [المنافقون:۸/ ۶۳] ”عزت دار لوگ ذلیل ترین لوگوں کو نکال دیں گے۔“

الغرض ابن اُبی رأس المنافقین کے گھر میں سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ صدق و اخلاق کا نمونہ تھے۔ ایمان اور محبتِ رسول اللہ ﷺ کے مدارج میں ترقی یافتہ تھے۔ ان کا شمار خیار صحابہ اور فضلائے صحابہ میں ہوتا ہے۔ بدر و احد اور دیگر جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی ﷺ رہے۔ ۱۲ھ کو جنگ یمامہ میں شربتِ شہادت سے شیریں کام ہوئے۔ رضی اللہ عنہ[1]

۱۱۰ سیدنا عبداللہ بن عرفطہ الانصاری رضی اللہ عنہ

ابن عدی بن امیہ بن حذارہ بن عوف بن نجار بن خزرج۔

یہ مہاجر بھی ہیں۔ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرتِ حبشہ کی تھی اور بنو الحارث بن خزرج کے حلیف بھی ہیں، اس لیے انصاری ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ[2]

۱۱۱ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

ان کی کنیت ابو جابر ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ صحابی جن سے روایاتِ حدیث بکثرت ہیں، انہی کے نامور فرزند ہیں۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ عقبی بھی ہیں، بدری بھی اور نقیبِ محمدی ﷺ بھی۔ یوم احد کو شہید ہوئے، ان کے ناک، کان کاٹے گئے تھے۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری پھوپھی وہاں پہنچ گئیں۔ وہ بھائی کی لاش کی بے حرمتی دیکھ کر رونے لگیں، میں بھی رونے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''روؤ یا نہ روؤ، فرشتوں نے اپنے پروں سے ان کی لاش پر سایہ کر رکھا ہے۔'' ایک روز نبی کریم ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تجھے بتا دوں کہ تیرے باپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا انعام کیا؟'' میں نے عرض کی: ہاں! فرمایا: ''اللہ نے اسے سامنے بلایا اور گفتگو فرمائی اوروں سے پس پردہ ہی گفتگو ہوئی تھی

[1] الاستیعاب: 1590۔ [2] الاستیعاب: 1609۔

اور حکم ہوا کہ اے میرے بندے! جو تمنا ہو بیان کر۔ انہوں نے عرض کیا: مجھے پھر دنیا میں بھیج دیا جائے تا کہ میں بار دیگر شہادت حاصل کر سکوں۔ حکم ہوا یہ تو قطعی ہے کہ مر کر کوئی شخص دنیا میں واپس نہیں جائے گا۔ عرض کی: ہمارا حال پسماندگان تک پہنچا دیا جائے۔ اس پر آیت: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ [1] کا نزول ہوا۔

عمرو بن الجموع رضی اللہ عنہ ان کے بہنوئی تھے، وہ بھی شہیدِ احد ہیں۔ دونوں ایک ہی قبر میں آرام فرما رہے ہیں۔ رضی اللہ عنہ [2]

۱۱۲ سیدنا عبداللہ بن عمیر بن عدی الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن عمیر بن عدی بن امیہ بن خدارہ بن عوف بن حارث بن الخزرج۔

سب کا اتفاق ہے کہ یہ غزوۂ بدر میں شامل تھے مگر ابن عمارہ نے اپنی کتاب ''انصابِ انصار'' میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ رضی اللہ عنہ [3]

۱۱۳ سیدنا عبداللہ بن قیس الانصاری رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن قیس بن خالد بن خلدہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔

بدر میں حاضر تھے۔ ابن سعد کا قول ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے مگر دیگر مؤرخ کہتے ہیں کہ جملہ مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ [4]

۱۱۴ سیدنا عبداللہ بن قیس الانصاری رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے کہ سیدنا عبداللہ اور ان کے بھائی سیدنا معبد رضی اللہ عنہما ہر دو غزوۂ بدر

① (۳/ آل عمران: ۱۶۹) ''ان لوگوں کو مردہ خیال نہ کرو کہ جنہیں اللہ کے راستے میں قتل کیا گیا ہے۔''
② الاستیعاب: 3084. ③ الاستیعاب: 1627. ④ الاستیعاب: 1637.

میں حاضر تھے مگر ابن عقبہ نے ان کا ذکر اہل بدر میں نہیں کیا۔

اس بات پر سب متفق ہیں کہ یہ احد میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۱۵ سیدنا عبداللہ بن کعب الانصاری المازنی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار۔

بدر میں حاضر ہوئے اور غنائم بدر کے تحویلدار بھی یہی تھے دیگر جملہ مشاہد نبوی ﷺ میں بھی برابر حاضر ہوتے رہے اور خمس نبوی کے تحویلدار بھی یہی تھے۔

سیدنا ابولیلیٰ مازنی رضی اللہ عنہ ان کے بھائی ہیں۔ ۳۰ھ کو مدینہ میں وفات پائی امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۱۶ سیدنا عبداللہ بن نعمان بن بلذمہ الانصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی ہیں۔ بدر واحد میں حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۱۷ سیدنا عبدالرحمٰن بن جبر الانصاری رضی اللہ عنہ

عبدالرحمٰن بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

ابوعبس کنیت تھی اور یہی کنیت نام پر غالب آ گئی تھی۔ غزوۂ بدر میں ان کی عمر ۴۸ سال تھی۔ کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں یہ بھی شامل تھے۔ ۳۴ھ کو بعمر ستر سال انتقال کیا۔

یہ اُن اشخاص میں سے ہیں جو قبل از اسلام لکھنے پڑھنے سے واقف تھے۔ رضی اللہ عنہ ④

① الاستیعاب:1640. ② الاستیعاب:1643. ③ الاستیعاب:1674.
④ الاستیعاب:1396.

۱۱۸ سیدنا عبدالرحمٰن بن عبداللہ البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ فرار بن بلی کی نسل اور بنو قضاعہ میں سے ہیں۔ بنو جحجبی کے حلیف تھے، ان کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا نام عبدالرحمٰن عدو الاوثان (بتوں کا دشمن) تجویز فرمایا۔ بدر میں حاضر تھے۔ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۱۱۹ سیدنا عبدالرحمٰن بن کعب المازنی الانصاری رضی اللہ عنہ

ابو لیلیٰ لقب رکھتے تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور ۲۴ھ کو انتقال فرمایا۔

یہ بھی ان بزرگوں میں سے ہیں جنھیں غزوۂ تبوک میں سواری نہ ملی تھی اور وہ جہاد میں شامل نہ ہونے کی حسرت میں گریہ وزاری کرتے تھے۔ ان کا ذکر اس آیت میں ہے:

﴿ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴾ [2]

۱۲۰ سیدنا عبدربہ بن حق الانصاری الساعدی رضی اللہ عنہ

ابن اوس بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ۔

مؤرخین نے نام میں تھوڑا اختلاف کیا ہے۔ کسی نے عبدرب کسی نے عبداللہ لکھا ہے۔ بدر میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۱۲۱ سیدنا عباد بن بشر بن وقش الانصاری الاشہلی رضی اللہ عنہ

عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل الانصاری الاشہلی۔

یہ قدیم الاسلام ہیں۔ مدینہ میں سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ بدر و احد اور دیگر جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ فضلائے صحابہ

[1] الاستیعاب: 1432. [2] ۹/ التوبۃ ۹۲. ''وہ اس حال میں لوٹے کہ ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے جسے وہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کریں۔'' الاستیعاب: 1454.

[3] الاستیعاب: 1699.

میں سے ہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ شب تاریک میں ان کا عصا روشن ہو جایا کرتا تھا۔

یہ اُن چھ بزرگوں میں سے ہیں جو کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں شامل تھے۔ یہ یہودی ہمیشہ لوگوں کو نبی کریم ﷺ اور اسلام کے خلاف آمادۂ جنگ و اذیت کرتا رہتا تھا۔ اس واقعے کے متعلق اُن کے اپنے اشعار بھی ہیں۔

صَرَخْتُ لَهٗ لَمْ يَعْرِضْ لِصَوْتِیْ
وَ وَافٰی طَالِعًا مِّنْ رَأْسِ جُدر

فَعُدْتُّ لَهٗ فَقَالَ مَنِ الْمُنَادِیْ
فَقُلْتُ اَخُوْكَ عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ

وَ هٰذَا دِرْعُنَا رَهْنًا فَخُذْهَا
لِشَهْرٍ اِنْ وَفٰی اَوْنِصْفِ شَهْرٍ

فَقَالَ مَعَاشَرٌ شَبِعُوْا وَ جَاعُوْا
وَ مَا عَدَلُوْا الْغِنٰی مِنْ غَيْرِ فَقْرٍ

فَاَقْبَلَ نَحْوَنَا يَهْوِیْ سَرِيْعًا
وَ قَالَ لَنَا لَقَدْ جِئْتُمْ بِاَمْرٍ

وَ فِیْ اَيْمَانِنَا بِيْضٌ جِدَادٌ
مُجَرَّدَةٌ بِهَا الْكُفَّارَ نَضْرِیْ

فَعَانَقَهُ ابْنُ مَسْلَمَةِ الْمُرْدِیْ
بِهَا الْكُفَّار كَاللَّيْثِ الْهَزِيْرِ

وَ شَدَّ بِسَيْفِهٖ صَلْتًا عَلَيْهِ
فَقَطَّرَهٗ اَبُوْ عَبْسٍ بْنُ جَبْرٍ

فَكَانَ اللّٰهُ سَادِسَنَا فَاُبْنَا
بِاَنْعُمِ نِعْمَةٍ وَ اَعَزَّ نَصْرٍ

وَجَآءَ بِرَأسِهٖ نَضْرٌ كِرَامٌ
هُمُوْنَا هُوْكَ مِنْ صِدْقٍ وَّبِرٍّ ①

یوم الیمامہ کو مردانہ وار لڑتے ہوئے بعمر ۴۵ سال شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۲۲ سیدنا عبادہ بن خشخاش بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

واقدی نے خشخاش کو بسین ہائے مہملہ (حسخاس) بیان کیا ہے۔قوم بلی (قضاعہ) سے تھے انصار کے حلیف تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں شہید ہوئے۔سیدنا مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ ان کے چچیرے اور مات بھائی تھے۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ سیدنا نعمان بن مالک، مجذر بن زیاد اور عبادہ بن خشخاش رضی اللہ عنہ ہر سہ ایک قبر میں سلائے گئے۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۲۳ سیدنا عباد بن عبید بن التیہان رضی اللہ عنہ

طبری نے انھیں حاضرین بدر میں تحریر کیا ہے۔ ④

۱۲۴ سیدنا عباد بن قیس رضی اللہ عنہ

ابن عامر بن خلدہ بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی۔

عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔غزوہ احد میں بھی حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ⑤

① میں نے اسے آواز دی تو وہ میری آواز سے بے پروانہ ہو پایا اور ایک دیوار سے اپنے سر کو باہر نکالا اور پوچھا کہ بلانے والا کون ہے؟ میں نے کہا کہ تمہارا بھائی عباد بن بشر ہوں اور یہ ہیں ہمارے ہتھیار جو ہم رھن کے طور پر رکھنا چاہتے ہیں، لہٰذا ایک ماہ یا اگر ہم کر سکے تو آدھے ماہ (میں ہی سے تم سے واپس لے لیں گے پس تب) تک ہمارے ہتھیار اپنے پاس رکھو، پھر سب نے یک زبان کہا کہ ہائے ہم بھوک کے مارے گئے! یہ سن کر وہ جلدی جلدی ہماری طرف بڑھا اور کہنے لگا کہ تم پورے وقت پر آئے ہو اور ہماری قسمیں اور وعدے بڑے پختہ ہیں۔ لیکن ہمارا پورا ذہن اس کافر کے کام تمام کرنے پر ہی تھا، لہٰذا ابن مسلمہ نے اس سے معانقہ کیا اور اس کافر کو بہادر شیر کی طرح مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ابوعبس بن جبر نے اپنی تلوار سونت کر اس پر وار کیا اور اسے دولخت کر دیا۔ (کہتے ہیں کہ ہم پانچ ہیں اور) ہمارے ساتھ چھٹا اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر ہم پوری نعمت اور غلبے سے واپس آئے۔ معزز لوگوں کی جماعت اس کا سر لے کر آئی جو کہ سب کے سب نیکوکار اور سچے ہیں۔ ② الاستیعاب: 1354. ③ الاستیعاب: 1371. ④ الاستیعاب: 1363. ⑤ الاستیعاب: 1364.

۱۲۵ سیدنا عباد بن قیس الانصاری رضی اللہ عنہ

عباد بن قیس بن عبسہ بن امیہ بن مالک بن عدی بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔

یہ اور ان کے بھائی سیدنا سبیع بن قیس رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر تھے۔ انہوں نے یوم موتہ کو شہادت پائی۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۲۶ سیدنا عبادہ بن الصامت الانصاری السالمی رضی اللہ عنہ

عقبہ اولی، ثانیہ اور ثالثہ میں حاضر تھے۔ آپ بارہ (۱۲) نقبائے محمدی ﷺ میں سے ایک ہیں۔ مواخات میں یہ سیدنا ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ بدر اور جملہ مشاہد نبوی ﷺ میں حاضر رہے۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں شام کا قاضی و معلم بنا کر بھیجا تھا۔ حمص میں قیام رکھا کرتے تھے، پھر فلسطین گئے، وہیں انتقال کیا۔ بعض نے مقام وفات رملہ و بیت المقدس بھی تحریر کیا ہے۔ ۳۴ھ کو بعمر ۷۲ سال انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۲۷ سیدنا عبادہ بن قیس الانصاری رضی اللہ عنہ

عبادہ بن قیس بن زید بن امیہ (الخزرجی)

بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں حاضر تھے۔ جنگِ موتہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۲۸ سیدنا عبید بن ابو عبید الانصاری رضی اللہ عنہ

ان کا تعلق قبیلہ بنو عمرو بن عوف بن مالک بن اوس سے ہے۔ بدر و احد اور خندق میں برابر حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ④

---

① الاستیعاب:1365. ② الاستیعاب:1372. ③ الاستیعاب:1375.
④ الاستیعاب:1734.

۱۲۹ سیدنا عبید بن اوس الانصاری الحضرمی رضی اللہ عنہ

عبید بن اوس بن مالک بن سواد بن کعب۔

ابو النعمان کنیت تھی، قبیلہ اوس میں سے تھے۔ جنگِ بدر کے دن انھی نے عقیل بن ابی طالب اور عباس و نوفل کو اسیر کیا تھا اور ان تینوں کو مع ایک اور قیدی کے ایک ہی رسی میں باندھ کر نبی کریم ﷺ کے ہاں پیش کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: « لَقَدْ اَعَانَکَ عَلَیْهِمْ مَلِکٌ کَرِیْمٌ. » ''گرفتاری کرانے میں ایک بزرگ فرشتے نے تیری معاونت کی ہے۔''

اسی بات پر انھیں کو 'مُقرِنُ' کا خطاب بھی عطا ہوا۔

امام ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ عباس کو سیدنا کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ نے گرفتار کیا تھا۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۳۰ سیدنا عبید بن تیہان الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ ابو الہیثم بن تیہان کے بھائی ہیں۔ بعض مؤرخین نے انھیں نفس انصار میں شمار کیا ہے اور بعض نے انھیں قبیلہ بلی کا بتلا کر حلیفِ انصار بتلایا ہے۔

یہ اُن (۷۰) ستر میں سے ہیں جنھوں نے عقبہ میں بیعت نبوی ﷺ کی تھی۔ غزوۂ بدر میں بھی حاضر تھے، غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۳۱ سیدنا عبید بن زید الانصاری الزرقی رضی اللہ عنہ

عبید بن زید بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔

بدر اور احد ہر دو مقاماتِ شرف میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۳۲ سیدنا عبس بن عامر الانصاری رضی اللہ عنہ

عبس بن عامر بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

① الاستیعاب:1725. ② الاستیعاب:1726. ③ الاستیعاب:1730.

بیعتِ عقبہ کی عزت حاصل کی۔ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں دادِ شجاعت حاصل کی۔ رضی اللہ عنہ [1]

۱۳۳ سیدنا عتبہ بن ربیعہ البہرانی الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بہرانی یا بہزی ہیں، انصار کے حلیف تھے۔

بدر میں حاضر ہوئے، بعض کو اس بارے میں اختلاف بھی ہے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۱۳۴ سیدنا عتبہ بن عبداللہ بن صخر بن خنساء الانصاری رضی اللہ عنہ

عقبہ میں بھی بیعت سے مشرف ہوئے اور بدر میں بھی حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۱۳۵ سیدنا عتبہ بن غزوان بن جابر المازنی رضی اللہ عنہ

ان کا نسب نبی کریم ﷺ کی اٹھارویں پشت میں مضر بن نزار میں شامل ہو جاتا ہے۔

یہ بنو نوفل بن عبدمناف بن قصی کے حلیف بھی ہیں۔ ان کی کنیت ابو غزوان اور ابوعبداللہ ہے۔ ان کا اسلام چھ صحابہ کے بعد تھا۔ انہوں نے اول ہجرت حبشہ کی تھی، پھر مکہ میں آ رہے، پھر سیدنا مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں ہجرت مدینہ فرمائی۔ اس وقت ان کی عمر ۴۰ سال تھی۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو تسخیر حیرہ پر مامور فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس علاقے کا فاتح بنائے گا۔ میں نے سیدنا علاء بن حضرمی اور عرفجہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہما (یا ہرثمہ) کو لکھ بھیجا ہے کہ وہ تیری ماتحتی میں کام کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی، فتح ابلہ اور فتح حیرہ انہی کے دست و بازو پر ہوئی۔ انہی نے بصرہ کو بسایا اور انہی کے حکم سے محجن بن ادرع نے بصرہ کی مسجد اعظم کی بنیاد رکھی تھی۔ ۱۵ھ کو بعمر ۵۷ سال انہوں نے انتقال کیا 'مدینہ یا ربذہ' میں مدفون ہوئے۔ ان کا ایک خطبہ

[1] الاستیعاب:1708. [2] الاستیعاب:1761. [3] الاستیعاب:1763.

محدثین کے نزدیک محفوظ ہے جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے: حمد وثناء کے بعد فرمایا:

فَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ اٰذَنَتْ بِصَرْمٍ وَّ دَلَّتْ حَذَّآءً وَّ اِنَّمَا بَقِيَ مِنْهَا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْاِنَآءِ وَ اَنْتُمْ مُنْقِلُوْنَ عَنْهَا اِلٰى دَارٍ لَّازَوَالَ لَهَا فَانْتَقِلُوْا مِنْهَا بِخَيْرِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ......الخ۔ ①

۱۳۶ سیدنا عتبان بن مالک الانصاری السالمی رضی اللہ عنہ

یہ بنوعوف بن خزرج میں سے ہیں۔ بدر میں شامل ہوئے۔ ان کی بینائی شروع ہی سے کمزور تھی۔ آخر میں بینائی بالکل ختم ہو گئی تھی۔ حکومتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۳۷ سیدنا عدی بن الزغباء الجہنی الانصاری رضی اللہ عنہ

عدی بن سنان (زغباء) بن سبیع بن ثعلبہ بن ربیعہ۔

قوم جہینہ سے ہیں، انصار بنوالنجار کے حلیف تھے۔ بدر واحد وخندق اور جملہ مشاہد میں ملتزم رکابِ محمدی ﷺ رہے۔

واقعہ بدر میں انھیں اور بسبس بن عمرو جہنی رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ نے ابوسفیان کی خبر لانے کو مامور فرمایا تھا۔ خلافت فاروق رضی اللہ عنہ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۳۸ سیدنا عصمہ الانصاری رضی اللہ عنہ

بنو مالک بن نجار کے حلیف ہیں اور قوم اشجع میں سے تھے۔

---

① بے شک دنیا ختم ہونے والی ہے اور اس کی مثال ایسے چمڑے کی ہے جو سوکھ گیا ہے اور اس میں سے اتنا ہی باقی رہ گیا ہے جیسے برتن میں تھوڑا سا پانی بچ جاتا ہے۔ تم یہاں سے ایسے گھر کی طرف منتقل ہونے والے ہو جو ہمیشہ رہنے والا ہے، لہٰذا وہاں ایسی چیزیں لے کر جانا جن کی وہاں ضرورت ہے۔ الاستیعاب: 1764.

② الاستیعاب: 1764. ③ الاستیعاب: 1783.

موسیٰ بن عقبہ نے انھیں بدریین میں شمار کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۳۹ سیدنا عصمہ بن الحصین الانصاری رضی اللہ عنہ

عصمہ بن الحصین بن وبرہ بن خالد بن العجلان۔

یہ قبیلہ بنوعوف بن خزرج میں سے ہیں۔ یہ اور ان کے بھائی سیدنا ہبیل بن وبرہ رضی اللہ عنہما (اپنے دادا وبرہ کی طرف منسوب ہیں) بدر میں شامل ہوئے تھے۔

موسیٰ بن عقبہ، واقدی اور ابن عمارہ کی یہی تحقیق ہے۔ عروہ بن زبیر کی ایک روایت بھی اسی کی مؤید ہے، البتہ ابن اسحاق اور ابومعشر نے ان کا ذکر اہل بدر میں نہیں کیا۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۴۰ سیدنا عصیمہ الاسدی رضی اللہ عنہ

یہ بنواسد بن خزیمہ میں سے ہیں۔ بنومازن بن نجار کے حلیف تھے۔

بدر میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۴۱ سیدنا عصیمہ الاشجعی رضی اللہ عنہ

یہ بنوسواد بن مالک بن غنم کے حلیف تھے۔ بدر، احد اور جملہ مشاہد مابعد میں حاضر ہوتے رہے۔ امارتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ ④

۱۴۲ سیدنا عطیہ بن نویرہ رضی اللہ عنہ

ابن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ الانصاری الزرقی البیاضی۔

بدر میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ⑤

① الاستیعاب:1813. ② الاستیعاب:1809. ③ الاستیعاب:1814.
④ الاستیعاب:1815. ⑤ الاستیعاب:1819.

۱۴۳ سیدنا عقبہ عامر بن نابی الانصاری الخزرجی السلمی رضی اللہ عنہ

بیعتِ عقبہ اولیٰ سے مشرف تھے۔ بدر واحد میں حاضر ہوئے، یوم احد کو خود آہنی پر سبز عمامہ سجا رکھا تھا، اور دور سے نمایاں ہوتے تھے۔ خندق اور دیگر مشاہد نبوی ﷺ میں بھی بالالتزام حاضر رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۴۴ سیدنا عقبہ بن ربیعہ الانصاری رضی اللہ عنہ

بنو عوف بن خزرج کے حلیف ہیں۔

موسیٰ بن عقبہ نے انھیں اہلِ بدر میں سے بتلایا ہے۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۴۵ سیدنا عقبہ بن عثمان بن خلدہ رضی اللہ عنہ

ابن مخلد بن عامر بن زریق الانصاری۔

بدر میں یہ اور ان کے دونوں بھائی سیدنا ابوعبادہ وسعد بن عثمان رضی اللہ عنہما حاضر تھے۔ عقبہ و سعد اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ یوم احد کو دامان کوہ اعوص تک بھاگ گئے تھے، وہاں پہنچ کر پھر سنبھلے اور پھر جنگ میں آ شامل ہوئے۔ ③ اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی قرآن مجید میں نازل فرمائی۔ یہ بھی اصحابہ مصطفویہ کا خاص شرف ہے کہ ان کی لغزش کی معافی کلام الٰہی میں فرمائی گئی، جیسا کہ ہمارے آباء آدم و یونس علیہما السلام کے عفو کا اعلان فرمایا گیا تھا۔ رضی اللہ عنہ

۱۴۶ سیدنا عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور اور بنو حارث بن خزرج سے ہیں۔ ابومسعود بدری کے عرف سے مشہور ہیں۔ ابن اسحٰق کا قول ہے کہ انہوں نے بمقام بدر سکونت اختیار کر لی تھی، اس لیے بدری کہلائے، ورنہ غزوۂ بدر میں شامل نہ تھے۔ ہاں بیعتِ عقبہ میں حاضر تھے اور اس روز سب سے چھوٹے یہی تھے۔

① الاستیعاب:1825۔ ② الاستیعاب:1823۔ ③ الاستیعاب:1826۔

امام بخاری اور ایک جماعت کی تحقیقات یہ ہے کہ یہ غزوۂ بدر میں بھی شامل تھے۔ احد اور مشاہد مابعد کی حاضری پر سب کا اتفاق ہے۔ جنگ صفین کے لیے جاتے ہوئے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہی کو امیر کوفہ بنایا تھا۔ ان کا انتقال ۴۱ یا ۴۲ھ میں مدینہ یا کوفہ میں ہوا۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۴۷ سیدنا عقبہ بن وہب بن کلدہ الغطفانی رضی اللہ عنہ

بنو سالم بن غنم بن عوف بن خزرج کے حلیف ہیں۔ بیعتِ عقبہ اولیٰ و ثانیہ میں حاضر تھے۔ بدر اور احد میں نمایاں کام کیے۔ یہ پہلے بزرگوار ہیں جو انصار میں سے رسول اللہ ﷺ کے ہاں مکہ ہی میں حاضر ہو گئے تھے، پھر جب آپ نے ہجرت فرمائی تو انہوں نے بھی ہجرت کی، اسی لیے آپ کو انصاری مہاجر کہا جاتا ہے۔

جنگ احد کے دن نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک میں خود آہنی کے حلقے کھب گئے تھے، ان کے نکالنے میں یہ بھی سیدنا ابو عبیدہ اور عامر بن جراح رضی اللہ عنہما کے ساتھ شامل تھے۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۴۸ سیدنا علیفہ بن عدی بن عمرو الانصاری البیاضی رضی اللہ عنہ

علیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عمر بن مالک بن علی بن بیاضہ۔

اصحابِ بدر میں سے ہیں۔ ان کے نام میں مؤرخین کو التباس ہوا ہے۔ ابن اسحاق نے ان کا نام خائے معجمہ (خلیفہ) سے تحریر کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۴۹ سیدنا عمرو بن ایاس بن زید الیمنی الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ یمن کے باشندے اور انصار کے حلیف تھے۔ بدر اور احد میں حاضر تھے۔ سیدنا ربیع بن ایاس اور ورقہ بن ایاس رضی اللہ عنہما ان کے دو بھائی ہیں اور دونوں صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہم ④

① الاستیعاب:1827. ② الاستیعاب:1833. ③ الاستیعاب:2044.
④ الاستیعاب:1895.

۱۵۰ سیدنا عمرو بن ثعلبہ بن وہب الانصاری رضی اللہ عنہ

عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

ابو حکیم یا ابو حکیمہ کنیت تھی اور کنیت ہی سے زیادہ مشہور تھے۔ بدر اور احد میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۵۱ سیدنا عمرو بن الجموح الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

ایام جاہلیت میں یہ انصار کے دیوتاؤں اور بتوں کے پجاری تھے۔ عقبہ میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ بدر میں حاضر تھے۔ احد میں فائز بہ شہادت ہوئے۔ یہ اعرج (لنگڑے) تھے۔ بیٹوں نے کہا کہ آپ گھر ٹھہریں! آپ معذور ہیں۔ کہا: مجھے امید ہے کہ میں بھی لنگڑاتا ہوا جنت میں پہنچوں گا۔ جب گھر سے چلے تو ان الفاظ میں دعا مانگی

''اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی الشَّھَادَةَ وَ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِی خَائِبًا'' ②

احد کے دن جب مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ گئیں تو یہ اور ان کے فرزند سیدنا خلاد رضی اللہ عنہما دونوں آگے بڑھے اور مشرکین پر جا پڑے اور اتنا لڑے کہ وہیں شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۵۲ سیدنا عمرو بن عنمہ بن عدی الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

عمرو بن عنمہ بن عدی بن نابی۔

بنو سلمہ میں سے ہیں۔ یہ اور ان کے بھائی بیعت عقبہ سے مشرف ہوئے۔ بدر میں حاضر تھے۔ یہ اُن رونے والوں میں سے ایک ہیں جن کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی ﴿وَّلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ﴾ ④ رضی اللہ عنہ

① الاستیعاب: 1902. ② ''اے اللہ! مجھے شہادت عطا فرما اور مجھے ناکام گھر نہ لوٹانا۔''

③ الاستیعاب: 1903. ④ [۹/ التوبۃ: ۹۲] ''(اے نبی!) ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں ہے جو آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ انھیں (جہاد پر جانے کے لیے) سواری مہیا کریں۔'' الاستیعاب: 1941.

۱۵۳ سیدنا عمرو بن عوف الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو عامر بن لوی کے حلیف ہیں۔ مدینہ ہی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ابن اسحٰق کی تحقیق یہ ہے کہ یہ سہیل بن عمرو کے بھائی ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ ان کی نسل ختم ہوگئی۔ مسور بن مخرمہ نے ان سے ایک حدیث یہ روایت کی ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوْسِ الْبَحْرِيْنِ.[1] رضی اللہ عنہ

۱۵۴ سیدنا عمرو بن غزیہ بن عمرو الانصاری المازنی رضی اللہ عنہ

عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار۔ عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ ان کے فرزند کلاں سیدنا حارث رضی اللہ عنہ کو بھی صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ حارث کے دوسرے بھائی صحابی نہیں ہیں۔ رضی اللہ عنہ[2]

۱۵۵ سیدنا عمرو بن قیس بن زید الانصاری النجاری رضی اللہ عنہ

جمہور کی رائے ہے کہ بدر میں حاضر تھے۔ سب متفق ہیں کہ احد میں یہ اور ان کے فرزند سیدنا قیس رضی اللہ عنہ دونوں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ[3]

۱۵۶ سیدنا عمرو بن معاذ بن النعمان الانصاری الاشہلی رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے برادرِ خورد ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ احد میں بعمر ۳۲ سال شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ[4]

۱۵۷ سیدنا عمارہ بن حزم الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار۔

① ''بے شک رسول اللہ ﷺ نے بحرین کے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔'' الاستیعاب:1942.
② الاستیعاب:1944. ③ الاستیعاب:1947. ④ الاستیعاب:1956.

یہ اُن ستر (۷۰) بزرگواروں میں سے ہیں جنہوں نے شب عقبہ میں میں نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی۔ مؤاخات میں یہ سیدنا محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے، غزوۂ فتح مکہ میں بنو مالک بن النجار کا نشان انہی کے ہاتھ میں تھا۔ قتالِ اہل الردہ میں سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے تھے۔ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کے بھائی سیدنا عمرو بن حزم اور معمر بن حزم رضی اللہ عنہما بھی صحابی ہیں۔ معمر کی اولاد میں سے ابوطوالہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن، امام مالک کے شیخ ہیں۔ رضی اللہ عنہ [1]

۱۵۸ سیدنا عمرو بن معید رضی اللہ عنہ

عمرو بن معید بن ازعر بن زید بن عطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو ابن عوف بن مالک بن اوس الانصاری الضبیعی۔

بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ بعض نے ان کا نام عمیر بھی تحریر کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۱۵۹ سیدنا عمیر بن عامر بن مالک الانصاری المازنی رضی اللہ عنہ

ابوداود کنیت ہے۔ غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۱۶۰ سیدنا عمیر بن حارث بن ثعلبہ الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو حرام میں کعب سے ہیں۔ عقبی و بدری ہیں۔ احد میں بھی حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ [4]

۱۶۱ سیدنا عمیر بن حرام بن عمرو بن الجموح الانصاری رضی اللہ عنہ

واقدی اور ابن عمارہ کا بیان ہے کہ بدری ہیں۔ مگر موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحٰق اور ابومعشر نے ان کا نام اہل بدر میں تحریر نہیں کیا۔ رضی اللہ عنہ [5]

① الاستیعاب:1866. ② الاستیعاب:1957. ③ الاستیعاب:1986.
④ الاستیعاب:1978. ⑤ الاستیعاب:1980.

۱۶۲ سیدنا عمیر بن الحمام بن الجموح الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

مؤاخات میں یہ سیدنا عبیدہ بن الحارث مطلبی رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ یہ کھجوریں کھا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ خطبہ فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَایُقَاتِلُهُمُ الْیَوْمَ رَجُلٌ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا مُّقْبِلًا غَیْرَ مُدْبِرٍ اِلَّا دَخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ))[1]

عمیر بولے! خوب خوب۔ بس جنت میں جانے کی صرف اتنی ہی دیر ہے کہ کفار میں سے کوئی مجھے قتل کردے۔ یہ کہہ کر کھجوریں پھینک دیں اور یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

رَکْضًا اِلَی اللّٰهِ بِغَیْرِ زَادٖ اِلَّا التُّقٰی وَ عَمَلَ الْمَعَادٖ
وَالصَّبْرُ فِی اللّٰهِ عَلَی الْجِهَادٖ وَ کُلَّ زَادٍ عَرْضَةَ النَّفَادٖ
غَیْرَ التُّقٰی وَالْبِرِّ وَالرَّشَادٖ[2]

اور تلوار چلاتے ہوئے شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

۱۶۳ سیدنا عمیر بن معبد بن ازعر الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنوضبیعہ بن زید میں سے ہیں۔ بعض نے ان کا نام عمرو بھی لکھا ہے۔ بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی ﷺ تھے۔ ان کا شمار اُن ایک سو صابرین کے اندر ہوتا ہے جو یوم حنین میں صابر رہے تھے۔ رضی اللہ عنہ[3]

---

① ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! آج جو شخص بھی کفار سے لڑائی کرے گا اور اس سلسلے میں آنے والی ہر مصیبت کو برداشت کرے گا، اس پر صبر کرے گا اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے پیش قدمی کرے اور پیچھے نہ ہٹے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔'' ② ''ہم اللہ کی طرف جا رہے ہیں جبکہ ہمارے پاس زادِ راہ نہیں ہے اور اس کے پاس جانے کے لیے تو تقویٰ اور آخرت میں کام آنے والے اعمال ہی کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے صبر سے کام لینا چاہیے اور تقویٰ، نیکی اور ہدایت کے سوا باقی سب ختم ہونے والا ہے۔'' الاستیعاب:1981. ③ الاستیعاب:1993.

۱۶۴ سیدنا عمیر الانصاری رضی اللہ عنہ

ان کا پتہ اسی قدر درج ہے کہ یہ سیدنا سعید بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہما کے والد ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی ہے: «مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ أُمَّتِيْ صَلوٰةً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا» ”جو کوئی میری امت میں سے مجھ پر بصدقِ دل ایک بار درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجے گا“ ①

۱۶۵ سیدنا عمار بن زیاد بن سکن الانصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر ہوئے اور شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۶۶ سیدنا عنترہ السلمی الذکوانی رضی اللہ عنہ

کسی نے ان کو انصار کا مولیٰ اور کسی نے بنو سلمہ انصار کا حلیف تحریر کیا ہے۔ سب متفق ہیں کہ بدر میں حاضر تھے۔ جمہور کا اتفاق ہے کہ احد میں شہید ہوئے اور شاذ قول ہے کہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۶۷ سیدنا عوف بن عفراء الانصاری رضی اللہ عنہ

عوف بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔

بدر میں حاضر ہوئے۔ ان کے بھائی سیدنا معاذ و معوذ رضی اللہ عنہما بھی بدری ہیں۔ عوف بن عفراء کی بابت یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اُن چھ میں تھے جنہوں نے عقبہ کی بیعت کی۔ بعد ازاں عقبہ کی دوسری و تیسری بیعت میں بھی شامل تھے۔ رضی اللہ عنہ

عفراء ان کی والدہ کا نام ہے۔ والد کا نام حارث ہے۔ ④

① الاستیعاب: 1984. ② الاستیعاب: 1860. ③ الاستیعاب: 2047.
④ الاستیعاب: 2002.

۱۶۸ سیدنا عویم بن ساعدہ بن عائش رضی اللہ عنہ

یہ بنو قضاعہ میں سے ہیں۔ بنو امیہ بن زید کے حلیف تھے۔ عقبہ کی بیعت میں یکے از ہفتاد (۷۰ میں سے ایک) تھے۔ بدر و احد اور خندق میں حاضر تھے۔ عہدِ نبوی میں انتقال کیا یا بقول بعض عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں بعمر ۶۵، ۶۶ سال، مدینہ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۶۹ سیدنا عویمر بن اشقر بن عوف الانصاری رضی اللہ عنہ

انھیں بنو مازن میں سے بیان کیا گیا ہے۔ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے۔ بدر میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۷۰ سیدنا غنام رضی اللہ عنہ

انھیں رجلٌ من الصحابہ بتلایا گیا ہے۔ اہل بدر میں شامل ہیں، سیدنا ابن غنام رضی اللہ عنہما صحابی اور راویان حدیث میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہ ③

۱۷۱ سیدنا فروہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

فروہ بن عمرو بن ودقہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ الانصاری البیاضی۔

عقبی بھی ہیں اور بدری بھی اور مشاہد ما بعد میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر رہا کرتے تھے۔ مؤاخات میں سیدنا عبداللہ بن مخرمہ العامری رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ رضی اللہ عنہ ④

۱۷۲ سیدنا فاکہ بن بشیر الانصاری الزرقی رضی اللہ عنہ

فاکہ بن بشر بن فاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق۔

① الاستیعاب:2052. ② الاستیعاب:2005. ③ الاستیعاب:2065.
④ الاستیعاب:2074.

یہ بنو جشم بن الخزرج میں سے ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ[1]

۱۷۳۔ سیدنا قتادہ بن نعمان بن زید الانصاری الظفری رضی اللہ عنہ

قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد بن کعب (المسمی ظفر) بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

ابو عمرو کنیت تھی اور ابو عبداللہ بھی۔ عقبی ہیں اور بدری بھی۔ جملہ مشاہد میں حاضر ہونے والے۔ جنگِ احد میں ان کی آنکھ باہر نکل گئی تھی۔ لوگ قطع کرنے لگے۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے ڈیلے کو آنکھ میں رکھ دیا اور ہتھیلی سے دبا دیا اور زبان سے فرمایا: ((اَللّٰھُمَّ اَکْسِھَا جَمَالاً))[2] ''الٰہی! اس آنکھ کو صاحبِ جمال بنا دے۔'' یہ آنکھ عمر بھر کبھی نہ دکھی۔ فتح مکہ کے دن قبیلہ بنو ظفر کا نشان انہی کے ہاتھ میں تھا۔

سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کا شمار فضلائے صحابہ میں ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سخت تاریکی تھی، بجلی چمک رہی تھی، ابر تھا۔ سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ نماز عشا کے لیے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ سرور عالم ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ''قتادہ رضی اللہ عنہ ہے؟'' یہ بولے: ہاں! پھر کہا: میں نے سمجھا کہ آج نماز میں حاضر ہونے والے کم ہوں گے۔ میں ضرور چلوں۔ فرمایا: ''واپس جاؤ تو مل کر جانا'' پھر نبی کریم ﷺ نے ان کو کھجور کی ایک شاخ دے دی جو تاریکی میں روشنی دیتی تھی۔ دس قدم آگے دس قدم پیچھے۔

ان کا انتقال ۲۳ھ بعمر ۶۵ سال ہوا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جو ان کے ماں جائے بھائی تھے، نے قبر میں اتارا۔ رضی اللہ عنہ[3]

۱۷۴۔ سیدنا قطبہ بن عامر بن حدیدہ الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

---

[1] الاستیعاب: 2067. [2] مستخرج ابی عوانہ: 345/4 رقم الحدیث: 6929.

[3] الاستیعاب: 2107.

بیعت عقبہ اولیٰ وثانیہ میں حاضر تھے۔ بدر، احد اور جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ جنگ احد میں ان کے جسم پر ۹ زخم آئے تھے۔ ایک پتھر ان کے جسم پر آ کر گرا۔ یہ بولے: جب تک یہ پتھر نہیں بھاگے گا میں بھی نہ بھاگوں گا۔ فتح مکہ کے دن بنوسلمہ کا نشان انہی کے ہاتھ میں تھا۔ ابو زید کنیت تھی۔ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ[1]

۱۷۵ سیدنا قیس بن السکن الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

قیس بن سکن بن قیس بن زعوراء بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی ابن النجار۔

ابو زید کنیت ہے اور کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان کی نسل باقی نہیں رہی۔ بدر میں حاضر تھے۔ ۱۵ھ کو جنگ جسر ابوعبید کے دن شہید ہوئے۔

یہ انصار کے اُن چار بزرگوں میں سے ہیں جو عہد نبوی میں جامع قرآن تھے، یعنی: سیدنا زید بن ثابت، معاذ بن جبل، ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اور چوتھے خود یہ۔

مہاجرین میں حافظ و جامع قرآن مجید یہ ہیں: سیدنا عثمان بن عفان، علی، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہم[2]

۱۷۶ سیدنا قیس بن عمرو بن سہل الانصاری المدنی رضی اللہ عنہ

قیس بن عمرو بن سہل بن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار۔

بدر میں حاضر تھے۔ یہ بزرگوار یحییٰ، سعید اور عبدربہ فقہائے مدینہ کے جد اعلیٰ ہیں۔ رضی اللہ عنہ[3]

---

[1] الاستیعاب: 2116. [2] الاستیعاب: 2135. [3] الاستیعاب: 2144؛ الاصابۃ: 7226؛ اسد الغابۃ: 4376۔ کوشش کے باوجود ان کا بدری ہونا معلوم نہیں ہو سکا، ممکن ہے کہ شیخ رحمہ اللہ سے غلطی ہوگئی ہو کہ انہوں نے قیس بن عمرو بن قیس کی بجائے قیس بن عمرو بن سہل لکھ دیا ہو، اول الذکر کے بدر میں شامل ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، دیکھیے: الاستیعاب: 2145.

۱۷۷ سیدنا قیس بن محصن بن خالد بن مخلد الانصاری الزرقی رضی اللہ عنہ

بدر و احد میں شریک ہوئے تھے۔ بعض نے ان کے والد کا نام حصن بھی لکھا ہے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۱۷۸ سیدنا قیس بن مخلد الانصاری المازنی رضی اللہ عنہ

قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار۔

بدر میں شامل ہوئے جبکہ احد میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۱۷۹ سیدنا قیس بن ابی صعصعہ الانصاری المازنی رضی اللہ عنہ

قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن ابن النجار۔

عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ بدر میں پیدل نوجوانوں کے سردار تھے۔ بعد ازاں احد میں بھی حاضر ہوئے۔ وقتِ وفات معلوم نہیں ہو سکا۔ [3]

۱۸۰ سیدنا کعب بن جماز الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو غسان میں سے ہیں مگر بنو ساعدہ کے حلیف تھے، اس لیے انصاری ہیں۔

بدری ہیں اور جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

دارقطنی نے ان کے والد کا نام حمان تحریر کیا ہے مگر ابن عبدالبر جماز ہی کو صحیح بتاتے ہیں۔ رضی اللہ عنہ [4]

---

① الاستیعاب: 2152. ② الاستیعاب: 2154. ③ الاستیعاب: 2137. طبقات لابن سعد میں ہے کہ معرکۂ یمامہ میں شہید ہوئے: 392/3، رقم الترجمہ: 194۔ ④ الاستیعاب: 2189.

۱۸۱ سیدنا کعب بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ

کعب بن زید بن قیس بن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن النجار۔
بدر میں حاضر ہوئے اور یوم الخندق کو شہید ہوئے۔ یہ بئر معونہ کے بزرگوں میں سے ہیں۔ جہاں ان کے سب ساتھی شہید ہوگئے تھے اور صرف یہی ایک جانبر ہو سکے تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۸۲ سیدنا کعب بن عمرو بن عباد الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

بنوسلمہ میں سے ہیں 'ابوالیسر' کنیت ہے اور کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں۔ عقبہ میں حاضر ہوئے، پھر بدر میں شامل ہوئے۔ یہ قد کے چھوٹے تھے۔ انہوں نے عباس بن عبدالمطلب کو جو بلند و بالا اور قوی الجثہ شخص تھے، بدر میں اسیر کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اَعَانَكَ عَلَيْهِ مَلَكٌ كَرِيمٌ)) "بزرگ فرشتہ نے تجھے تیری مدد کی ہے۔" انہی نے مشرکین کا جھنڈا بھی، جو ابن عمیر کے ہاتھ میں تھا، چھین لیا تھا۔ صفین میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب تھے۔ مدینہ منورہ میں ۵۵ھ کو انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۸۳ سیدنا مالک بن تیہان رضی اللہ عنہ

ابن مالک بن عبید بن عمرو بن عبدالاعلم البلوی الانصاری۔
ابوالہیثم کنیت ہے۔ عقبہ کے ہر سہ مواقع میں حاضر تھے اور بنوعبدالاشہل کا گمان ہے کہ سب سے پہلے بیعتِ عقبہ کرنے والے بھی یہی تھے۔
بعض نے ان کو قوم بلی بن الحاف بن قضاعہ سے بتایا اور بنوعبدالاشہل کا حلیف تحریر کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ خود انصاری الاوسی ہیں۔ بدر و احد اور جملہ مشاہد میں نبی کریم ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

① الاستیعاب: 2192. ② الاستیعاب: 3221.

سنہ ۲۰ عہدِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں انتقال ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ یہ صفین میں منجانب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے، وہیں شہید ہوئے، لیکن صفین میں ان کے بھائی عبید کا شہید ہونا محقق ہے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۱۸۴ سیدنا مالک بن دخشم الانصاری رضی اللہ عنہ

ابن اسحٰق و موسیٰ کا بیان ہے کہ انہوں نے بیعت عقبہ بھی کی تھی مگر واقدی و ابومعشر کو اختلاف ہے۔ سب متفق ہیں کہ یہ بدر اور جملہ مشاہد مابعد میں حاضر رکاب مصطفوی ﷺ تھے۔ ایک بار ان کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے آیا، ایک شخص نے جوان کو نفاق آلود سمجھتا تھا ان کو گالی دی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ)) ''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی نہ دو۔'' رضی اللہ عنہ [2]

۱۸۵ سیدنا مالک بن رافع بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ، ان کے والد رافع، ان کے بھائی خلاد اور رفاعہ رضی اللہ عنہم چاروں بدری ہیں۔ رضی اللہ عنہم [3]

۱۸۶ سیدنا مالک بن ربیعہ الانصاری الساعدی رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابو اسید ہے اور کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں۔ بدر و احد اور جملہ مشاہد نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آخر عمر میں بینائی ختم ہو گئی تھی۔ 60ھ میں مدینہ میں انتقال کیا۔ اہل بدر میں سے یہ آخری شخص ہیں ان کی وفات کے بعد کوئی بدری صحابی زندہ نہ تھا۔ رضی اللہ عنہ [4]

۱۸۷ سیدنا مالک بن قدامہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

مالک بن قدامہ بن عرفجہ بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن سلم بن

[1] الاستیعاب:2258. [2] الاستیعاب:2264. [3] الاستیعاب:2265.
[4] الاستیعاب:2266.

امراء القیس بن مالک بن الاوس۔
بدر میں حاضر تھے۔ ان کے بھائی سیدنا منذر بن قدامہ رضی اللہ عنہ بھی بدری ہیں۔ رضی اللہ عنہ [1]

۱۸۸ سیدنا مالک بن مسعود بن البدن الانصاری الساعدی رضی اللہ عنہ

مالک بن مسعود بن بدن بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الجموح بن ساعدہ۔
سب کا اتفاق ہے کہ یہ بدر و احد میں حاضر تھے۔ سیدنا ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ ان کے چچیرے بھائی ہیں۔ رضی اللہ عنہ [2]

۱۸۹ سیدنا مالک بن نمیلہ مزنی الانصاری رضی اللہ عنہ

نمیلہ ان کی والدہ کا نام ہے۔ والد کا نام مالک بن ثابت ہے۔ مزینہ قوم سے ہیں، وہ انصار اوس کے حلیف تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۱۹۰ سیدنا مبشر بن عبد المنذر الانصاری رضی اللہ عنہ

مبشر بن عبد المنذر بن زنبر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔
بدر میں مع برادر خورد سیدنا ابو لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور بدر ہی میں شہید ہوئے۔ بعض نے انھیں شہید خیبر بتلایا ہے۔ رضی اللہ عنہ [4]

۱۹۱ سیدنا المجذر بن ذیاد البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

مجذر (عبد اللہ) بن ذیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ۔

[1] الاستیعاب:2291. [2] الاستیعاب:2298. [3] الاستیعاب:2301.
[4] الاستیعاب:2511.

بدر میں حاضر تھے۔ یہ قوم بلی سے تھے۔ جاہلیت میں انہوں نے سوید بن صامت کو قتل کیا تھا۔

جنگِ احد میں حارث بن سوید نے باوجود خود مسلمان ہو جانے کے سیدنا مجذر رضی اللہ عنہ کو پشت سے حملہ کر کے قتل کر دیا اور پھر مرتد ہو کر مکہ میں چلا گیا۔ فتح مکہ کے بعد پھر حارث مسلمان ہو کر آ گیا۔ اس پر قتل سیدنا مجذر رضی اللہ عنہ کا مقدمہ چلایا گیا اور قصاص لیا گیا۔

جنگِ بدر میں سیدنا مجذر رضی اللہ عنہ ہی نے ابوالبختری عاص بن ہشام بن حارث کو قتل کیا تھا۔ ابوالبختری لشکرِ کفار میں تھا۔ لیکن اُس نے مسلمانوں کے خلاف کوئی حصہ نہ لیا تھا بلکہ قریش نے جو عہد نامہ بنو ہاشم و بنو مطلب کے خلاف لکھ کر خانہ کعبہ سے آویزاں کر دیا تھا۔ ابوالبختری نے اُس کے منسوخ کرانے میں سعی کی تھی۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ نے حکم دے دیا تھا کہ جس کسی کی مڈ بھیڑ ابوالبختری سے ہو جائے وہ اسے قتل نہ کرے۔ ابوالبختری انہی کو مل گیا سیدنا مجذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کا حکم یہ ہے کہ تجھے قتل نہ کیا جائے۔

ابوالبختری نے کہا: ایک شخص جبارہ بن ملیحہ قوم بنو لیث کا ہے، وہ میرا ہم عہد ہے اور میرے ساتھ ہے تم اسے بھی چھوڑ دو۔ سیدنا مجذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اور کسی کے چھوڑنے کی اجازت نہیں، آخر لڑے اور ابوالبختری مارا گیا۔ سیدنا مجذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ میں نے اسے اسیر ہو جانے کو کہا تھا مگر وہ اس پر رضامند نہ ہوا اور آخر مجھے لڑنا پڑا۔ رضی اللہ عنہ [1]

۱۹۲ سیدنا محرز بن عامر بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ

محرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

بدر میں حاضر ہوئے، ان کی وفات ٹھیک اس دن بوقت صبح ہوئی جس روز جنگ احد واقع ہوئی تھی۔ ان کی نسل نہیں چلی۔ رضی اللہ عنہ [2]

[1] الاستیعاب:2520. [2] الاستیعاب:2312.

۱۹۳ سیدنا محمد بن مسلمہ الانصاری الحارثی رضی اللہ عنہ

محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزاج بن عمرو ابن مالک بن اوس۔

بنوعبدالاشہل کے حلیف ہیں۔ بدر اور جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب مصطفیٰ ﷺ رہے۔ تازندگی مدینہ ہی میں آباد رہے۔ ۴۷ھ بعمر ۷۷ سال انتقال کیا۔

گندم گوں، لمبا قد اور پر بدن تھے۔ کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں شامل تھے۔ ان کا شمار فضلائے صحابہ میں ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں بارہا حاکم مدینہ مقرر فرمایا جبکہ آپ غزوات کو باہر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو مسلمانوں کی باہمی جنگ کے وقت سب سے الگ تھلگ رہے اور ابذہ میں جا ٹھہرے تھے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمر، محمد بن مسلمہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم وہ بزرگ ہیں جو جمل و صفین سے علیحدہ ہے۔ انہوں نے ان دنوں میں لکڑی کی تلوار ہاتھ میں لے لی تھی اور کہا کہ نبی کریم ﷺ ہی نے اُن کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ دس بیٹوں اور ۶ بیٹیوں کے والد ہیں۔ رضی اللہ عنہ ①

۱۹۴ سیدنا مرارہ بن ربیعہ العمری الانصاری رضی اللہ عنہ

مرارہ بن ربیعہ قبیلہ بنوعمرو بن عوف میں سے ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے۔ یہ ان تین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ جو غزوۂ تبوک میں پچھڑ گئے تھے اور قرآن مجید میں ان کی قبولیت توبہ کا فرمان اترا۔ رضی اللہ عنہ ②

۱۹۵ سیدنا مسعود بن اوس بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ

قبیلہ مالک بن النجار سے ہیں۔ غزوۂ احد اور مشاہد مابعد میں حاضر ہوئے تھے۔

① الاستیعاب:2344. ② الاستیعاب:2361.

ابن اسحٰق نے ان کا نام اہل بدر میں نہیں تحریر کیا۔

خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ میں انتقال کر گئے تھے۔کلبی کا بیان ہے کہ جنگِ صفین تک زندہ تھے اور منجانب سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ لڑے تھے۔ان کا مذہب تھا کہ وتر واجب ہیں۔سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اس بات کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۱۹۶ سیدنا مسعود بن خلدہ بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے اور احد میں بھی۔ بئر معونہ پر شہادت پائی، بعض نے انھیں شہید جنگ خیبر بتلایا ہے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۱۹۷ سیدنا مسعود بن ربیع القاری رضی اللہ عنہ

قوم قارہ سے تھے، اس لیے قاری مشہور ہوئے۔مواخات میں سیدنا عبید بن تیہان رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ ۳۰ھ کو بعمر زائد از شصت (۶۰ سے زیادہ) سال وفات پائی۔ ابوعمیر کنیت ہے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۱۹۸ سیدنا مسعود بن سعد رضی اللہ عنہ

مسعود بن سعد بن قیس بن خالد بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی۔

واقدی کا قول ہے کہ بدر واحد میں حاضر تھے اور بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [4]

۱۹۹ سیدنا مسعود بن عبد سعد الانصاری رضی اللہ عنہ

قبیلہ اوس میں سے ہیں، صرف ابن اسحٰق نے انھیں خزرجی بتلایا ہے۔

بدر میں حاضر تھے اور خیبر میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [5]

[1] الاستیعاب:2372. [2] الاستیعاب:2377. [3] الاستیعاب:2378.
[4] الاستیعاب:2380. [5] الاستیعاب:2384.

۲۰۰ سیدنا امام العلماء معاذ بن جبل الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد بن علی بن اسد بن سارده بن یزید بن جشم بن الخزرج الانصاری۔

ابوعبدالرحمٰن کنیت ہے۔ دراز قد، خوب رو، سفید رنگ، دانت سفید وروشن، بزرگ چشم، انہوں نے بیعتِ عقبہ ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کی شمولیت میں کی تھی اور مواخات میں انھیں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا گیا تھا۔ بعض نے بیان کیا کہ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے دینی بھائی تھے۔ بدر اور جملہ غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ہمرکاب برابر حاضر ہوئے۔ سرورِ عالم ﷺ نے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے انھیں یمن کے ایک حصے کا حاکم بنا کر بھیج دیا تھا۔ رخصت کے وقت فرما دیا تھا کہ تم مجھے اب اس دنیا میں نہ ملو گے۔

نبی کریم ﷺ نے ملک یمن کو پانچ حصوں پر تقسیم فرما دیا تھا۔

1. صنعاء — یہاں کا حاکم سیدنا خالد بن سعید رضی اللہ عنہ مقرر فرمایا۔
2. کندہ — یہاں کا حاکم سیدنا مہاجر بن ابو امیہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔
3. حضرموت — یہاں کا حاکم زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔
4. زبید، عدن اور ساحل — یہاں کا حاکم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔
5. جند — یہاں کا حاکم معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

شرائع اسلام کی تعلیم اور قرآن مجید کی عام تدریس اور مقدمات عامہ کی نگرانی اور جملہ عمال یمن کے اموال کی فراہمی بھی سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہی کے متعلق تھی۔

ان کی مدح میں ایک تو یہ ارشادِ نبوی ہے:

«اَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ» حرام وحلال کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

دوسری یہ حدیث: «يَاتِي مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمَامَ الْعُلَمَاءِ»[1]

[1] المعجم الکبیر بطرانی: 335/1 رقم الحدیث: 556.

"قیامت کے دن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جملہ علما کے پیش پیش چلتے ہوئے حاضر ہوں گے۔"

فروہ اشجعی کی روایت ہے کہ میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے بآواز بلند یہ الفاظ پڑھے:

"اِنَّ مَعَاذاً کَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِّلّٰهِ حَنِيْفاً وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ"① میں نے کہا کہ قرآن مجید میں تو اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ہے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مکرر اِنَّ مَعَاذاً كَانَ اُمَّةً پڑھا، میں سمجھ گیا کہ یہ دانستہ پڑھ رہے ہیں۔ بعد ازاں ہم سے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم جانتے ہو کہ "امت اور قانت" کے معنے کیا ہیں؟ میں نے کہا: اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: امت وہ ہے جو خیر کا معلم ہو اور اس کی اقتدا کی جائے اور قانت کے معنے اللہ کی اطاعت کرنے والا کے ہیں۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اسی صفت سے متصف تھے وہ معلم الخیر بھی تھے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے بھی تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ امورِ خیر میں بہت خرچ کرنے والے تھے، حتیٰ کہ اُن کے سر بہت قرضہ ہو گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جائیداد کو اپنی زیرِ نگرانی میں لے کر جملہ قرضداروں کا قرضہ چکا دیا۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ رہا۔

فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن تجارت کرنے کے لیے بھیج دیا اور بیت المال سے امداداً روپیہ عنایت فرمایا۔ جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بعد از انتقالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے وہ روپیہ واپس لینا چاہیے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو کچھ نہ لوں گا وہ خود واپس کریں تو ان کی مرضی ہے، کیونکہ یہ روپیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیا تھا۔

① بے شک معاذ (رضی اللہ عنہ) بھلائی کے معلم اور اللہ کی اطاعت کرنے والے ہیں اور وہ حنیف ہیں اور وہ مشرکوں میں سے نہیں ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے خود علیحدہ ملے اور انھیں رقم واپسی کے لیے کہا۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ رقم تو رسول اللہ ﷺ نے ہی میری حالت کو درست کرنے کے لیے دی تھی۔ اب میں کیوں واپس کروں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ واپس آ گئے، پھر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا: میں آپ کی بات مان لینے کو تیار ہوں، کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی کے گڑھے میں ہوں اور ڈوبنے لگا ہوں، آپ نے مجھے وہاں سے نکالا۔ بعد ازاں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور تمام ماجرا سنایا اور قسم اٹھا کر کہا کہ میں کوئی رقم چھپا کر نہ رکھوں گا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے کچھ واپس نہ لوں گا بلکہ تمام رقم تمھیں ہبہ کر دیتا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ بہت خوب ہے۔ بعد ازاں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ جہاد شام کو چلے گئے۔

ان کا انتقال طاعون عمواس میں ۱۸ھ کو ہوا۔ بوقت انتقال ان کی عمر ۳۳ یا ۳۸ سال تھی۔[1]

دواوین احادیث میں ان سے ۱۵۷ مرویات ثبت ہیں۔ متفق علیہ ۲، صرف صحیح بخاری میں ۳ جبکہ صرف صحیح مسلم میں ایک ہے۔

۲۰۱ سیدنا معاذ بن عفراء الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ بنو مالک بن النجار سے ہیں۔ عفراء ان کی والدہ کا نام ہے جس کی طرف منسوب ہیں۔ ان کے والد حارث بن سواد بن مالک ہیں۔

یہ انصار میں سے ایمان لانے میں اُن اولین میں سے ہیں جن پر کسی انصاری کو تقدم حاصل نہیں۔ جنگِ بدر میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے اور ان کے دونوں بھائی سیدنا عوف و معوذ رضی اللہ عنہما بھی۔ یہ دونوں تو بدر ہی میں شہید ہو گئے تھے مگر معاذ رضی اللہ عنہ دیر تک زندہ رہے۔

[1] الاستیعاب: 2416.

ابوجہل کی پنڈلی پر انہی نے تلوار ماری تھی۔ ابوجہل کے بیٹے نے ان کے شانے پر تلوار ماری، ہڈی کٹ گئی مگر بازو لٹکتا رہا، یہ اسی طرح مصروفِ جہاد رہے۔

جب اس مجروح ہاتھ کو انہوں نے مانع سعی جہاد سمجھا تو کٹے ہوئے ہاتھ کو پاؤں کے نیچے دبایا اور جھٹک کر علیحدہ کر دیا اور پھر بفراغت تمام دن مصروف جہاد رہے۔

ان کے سن وفات میں اختلاف ہے، بعض نے بتلایا ہے کہ یہ خلافت علی مرتضی رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے تھے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۲۰۲ سیدنا معاذ بن عمرو بن الجموح الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ دونوں بدر میں شامل تھے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب بدر میں صف بندی ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرے دائیں بائیں انصار کے دو نوجوان لڑکے ہیں۔ میں نے دل میں کہا: میرے برابر اگر پورے جوان ہوتے تو خوب ہوتا۔

ان میں سے ایک بولا: چچا! تم ابوجہل کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ تم کیا چاہتے ہو؟ کہا: سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا ہے۔ دیکھ لوں تو اسے قتل کر کے ہی چھوڑوں۔ دوسرے لڑکے نے بھی مجھے آہستگی یہی بات کہی۔ اتنے میں مجھے سامنے ابوجہل نظر آ گیا، میں نے دونوں سے کہا: تمہارا مطلوب وہ ہے، دونوں شہباز کی طرح جھپٹ پڑے۔ سیدنا معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بیان میں بھی بازو کٹ جانے اور جھپٹ کر گرا دینے کا واقعہ اسی طرح بیان ہوا ہے جس طرح سیدنا معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے بیان میں ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ان کی تلواروں کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ ہاں تم دونوں نے ابوجہل کو ضربات لگائی ہیں۔ سیدنا معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بدر ہی میں شہید ہو گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ [2]

[1] الاستیعاب: 2421. [2] الاستیعاب: 2422.

۲۰۳ سیدنا معاذ بن ماعص الانصاری الزرقی رضی اللہ عنہ

معاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔
بدر و احد میں حاضر تھے۔ یہ شہسوار تھے، نبی کریم ﷺ نے انھیں بدر میں ابوعیاش زرقی کا گھوڑا دلا دیا تھا جب کہ ابوعیاش گھوڑے سے گر پڑے تھے۔
واقدی اس قول میں متفرد ہیں کہ بئر معونہ کے واقعے میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۲۰۴ سیدنا معبد بن عباد الانصاری السالمی رضی اللہ عنہ

معبد بن عباد بن قشیر۔ یہ قبیلہ بنوسالم بن عوف سے ہیں۔ ابوحمیضہ ان کی کنیت ہے اور کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں۔ رضی اللہ عنہ [2]

۲۰۵ سیدنا معبد بن قیس بن صخر الانصاری رضی اللہ عنہ

معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔
بدر میں حاضر تھے۔ ان کے بھائی بھی بدری ہیں، دونوں بھائی احد میں بھی حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۲۰۶ سیدنا معبد بن وہب بن عبدالقیس العبدی رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے اور دونوں ہاتھوں میں تلواریں لے کر چلا رہے تھے۔ ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی بہن سیدہ ہریرہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں۔ رضی اللہ عنہ [4]

① الاستیعاب:2424. ② الاستیعاب:2446. ③ الاستیعاب:2449.
④ الاستیعاب:2454.

۲۰۷ سیدنا معتب بن بشیر بن ملیل الانصاری رضی اللہ عنہ

معتب بن بشیر (قشیر) بن ملیل بن زید بن عطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔

عقبی بھی ہیں اور بدری بھی، احد میں بھی حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۰۸ سیدنا معتب بن عبید بن ایاس البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

انصار بنو ظفر کے حلیف تھے، بدر میں حاضر تھے۔ بعض نے اُن کا نام مغیث بتلایا ہے۔ رضی اللہ عنہ ②

۲۰۹ سیدنا معقل بن منذر بن سرح الانصاری رضی اللہ عنہ

معقل بن منذر بن سرح بن خناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب ابن سلمہ۔

عقبی ہیں، اپنے بھائی سیدنا زید بن منذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بدر میں بھی حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ③

۲۱۰ سیدنا معمر بن حارث القرشی الجمحی رضی اللہ عنہ

معمر بن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

حاطب کے بھائی اور سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ہمشیر زادہ ہیں۔ والدہ کا نام قتیلہ تھا۔ مواخات میں معاذ بن عفراء کے بھائی ہیں۔ بدر، احد اور جملہ مشاہد میں شامل ہوئے اور خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ ④

① الاستیعاب:2456. ② الاستیعاب:2458. ③ الاستیعاب:2462.
④ الاستیعاب:2466.

۲۱۱ سیدنا معن بن عدی بن جد بن عجلان بن ضبیعہ البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

انصار بنو عمرو کے حلیف تھے۔ سیدنا عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے برادرِ حقیقی ہیں۔ مؤاخات میں نبی کریم ﷺ نے سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کا بھائی بنایا تھا۔

عقبہ میں بھی حاضر ہوئے، بدر واحد، خندق اور دیگر جملہ مشاہد میں بھی ہمرکاب محمدی ﷺ تھے۔ جب سرورِ عالم ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگ کہنے لگے: کاش! ہم آپ سے پہلے مر گئے ہوتے۔ معن بن عدی نے کہا: میں تو یہ پسند نہیں کرتا کہ نبی کریم ﷺ سے پہلے مر گیا ہوتا۔ اس لیے کہ میں آپ کی تصدیق آپ کے انتقال کے بعد بھی ویسے ہی کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ آپ کی زندگی میں آپ کی تصدیق کرتا رہا۔ مسیلمہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [1]

۲۱۲ سیدنا معن بن یزید بن اخنس بن خباب السلمی رضی اللہ عنہ

سیدنا معن، یزید اور اخنس رضی اللہ عنہم تینوں صحابی ہیں۔ بدر میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۲۱۳ سیدنا معوذ بن عفراء الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ معاذ بن عفراء کے بھائی ہیں۔ ابوجہل پر حملہ کرنے میں بھائی کے ساتھ شامل تھے، بدر میں حاضر تھے، وہیں سے خلد بریں کو سدھار گئے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۲۱۴ سیدنا معوذ بن عفراء بن الجموح الانصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ بھائی کے ساتھ ہی بدر میں شامل تھے۔ ابن اسحق نے ان کا نام اہلِ بدر میں ذکر نہیں کیا۔ رضی اللہ عنہ [4]

① الاستیعاب:2471. ② الاستیعاب:2472. ③ الاستیعاب:2473.
④ الاستیعاب:2474.

۲۱۵ سیدنا منیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ بنو عوف بن خزرج سے ہیں، بدر و احد میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۱۶ سیدنا منذر بن قدامہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

بنو غنم میں سے ہیں، بدر میں شامل ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ②

۲۱۷ سیدنا منذر بن عرفجہ الاوسی الانصاری رضی اللہ عنہ

بنو غنم میں سے ہیں، بدر میں حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ③

۲۱۸ سیدنا منذر بن محمد بن عقبہ الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ مالک بن اوس میں سے ہیں، بدر و احد میں حاضر ہوئے اور بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ④

۲۱۹ سیدنا نحات بن ثعلبہ بن خزمہ البلوی رضی اللہ عنہ

نحات بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔

قوم بلی سے ہیں۔ انصار کے حلیف تھے۔ بعض نے ان کا نام (بائے موحدہ سے) بحاث لکھا ہے۔ بدر میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ⑤

۲۲۰ سیدنا نصر بن حارث بن عبید بن رزاح بن کعب الانصاری الظفری رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے۔ انکے والد سیدنا حارث رضی اللہ عنہ کو بھی صحابی ہونے کا شرف ہے۔ رضی اللہ عنہ ⑥

① الاستیعاب: 2567. ② الاستیعاب: 2495. ③ الاستیعاب: 2492.
④ الاستیعاب: 2497. ⑤ الاستیعاب: 2653. ⑥ الاستیعاب: 2604.

۲۲۱ سیدنا نعمان بن ابی خزمہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

بعض نے خزمہ بن نعمان نام لکھا ہے، ابن امیہ بن برک (امراء القیس) بن ثعلبہ۔ بدر میں حاضر تھے۔ ابن اسحق لکھتے ہیں کہ احد میں بھی موجود تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۲۲ سیدنا نعمان بن سنان الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنوسلمہ کے مولیٰ ہیں، بدر واحد میں حاضر ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ②

۲۲۳ سیدنا نعمان بن عبد عمرو نجاری الانصاری رضی اللہ عنہ

نعمان بن عبد عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار بن النجار۔

بدر میں اپنے بھائی سیدنا ضحاک بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ کی معیت میں حاضر تھے۔ یوم احد کو شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ③

۲۲۴ سیدنا نعمان بن عصر بن الربیع البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ انصار بنو معاویہ بن مالک کے حلیف تھے۔ بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ④

۲۲۵ سیدنا نعمان بن عمرو بن رفاعہ الانصاری رضی اللہ عنہ

مالک بن النجار کے قبیلے سے ہیں۔ انھیں نعیمان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اُن ہفتاد تن (۷۰) میں سے ہیں جو بیعتِ عقبہ سے مشرف ہوئے تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور دیگر جملہ مشاہد میں بھی حاضر تھے۔

① الاستیعاب:2615. ② الاستیعاب:2617. ③ الاستیعاب:2618.
④ الاستیعاب:2621.

سلطنتِ امیر معاویہ میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ [1]

۲۲۶ سیدنا نعمان بن قوقل (بن ثعلبہ) رضی اللہ عنہ

موسیٰ بن عقبہ نے ان کا شمار اہل بدر میں کیا ہے اور تحریر کیا ہے کہ احد میں بھی حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ [2]

۲۲۷ سیدنا نعمان بن مالک بن ثعلبہ الانصاری رضی اللہ عنہ

نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن دعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن خزرج۔

ثعلبہ بن دعد کو قوقل بھی کہا کرتے تھے اور ان کی اولاد کو دیوان فاروقی میں بنوقوقل کے نام سے تحریر کیا گیا تھا۔ بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں شہید ہوئے۔

محمد بن عمارہ کا قول ہے کہ بدر میں حاضر ہونے والے نعمان الاعرج بن مالک تھے، یہ نعمان بن مالک وہی ہیں جنھوں نے میدانِ احد کی طرف جاتے ہوئے کہا تھا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں جنت میں ضرور داخل ہوں گا، فرمایا: ''کیونکر؟'' عرض کی: کلمہ شہادت پر میرا ایمان ہے اور جنگ میں سے فرار ہونا میں نہیں جانتا۔ فرمایا: ''سچ کہتے ہو'' چنانچہ میدانِ احد ہی میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [3]

۲۲۸ سیدنا نعیمان بن عمرو بن رفاعہ الانصاری رضی اللہ عنہ

نعیمان بن عمرو بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔

ان کا شمار کبرائے صحابہ اور قدمائے صحابہ میں ہوتا ہے۔ بدر میں حاضر تھے۔ ان کی ظرافت وخوش طبعی کی حکایات بہت سی ہیں۔ ازاں جملہ ایک یہ ہے۔

[1] الاستیعاب: 2622. [2] الاستیعاب: 2623. [3] الاستیعاب: 2625.

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارت کے لیے بصریٰ روانہ ہوئے۔ سیدنا نعیمان بن عمرو اور سویط بن عرملہ رضی اللہ عنہما (دونوں بدری ہیں) بھی ان کے ہمراہ تھے۔ باورچی خانے کا انتظام سیدنا سویط رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا۔ سیدنا نعیمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: مجھے کھانا کھلا دو! سیدنا سویط رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آ لینے دو۔ سیدنا نعیمان رضی اللہ عنہ بولے: اچھا! تمہاری خبر لوں گا۔ سیدنا نعیمان رضی اللہ عنہ پاس کے گاؤں میں چلے گئے لوگوں سے کہا: میرے پاس عربی غلام ہے، زبان دراز ہے، خریدنا ہو تو خرید لو۔ لیکن وہ کہے گا کہ میں آزاد ہوں، اگر تمہیں خریدنا ہو تو اس کی بات نہ سننا ورنہ وہ اور زیادہ خراب ہو جائے گا۔

آخر دس اونٹنیوں پر بات پختہ ہو گئی۔ اونٹنیاں لے لیں اور اُن لوگوں کو ساتھ لے کر کیمپ میں آئے اور سویط کی طرف اشارہ کر دیا کہ غلام وہ ہے۔ یہ لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے سیدنا سویط رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم نے تجھے خرید لیا ہے۔ وہ بولے: وہ جھوٹ بولتا ہے میں تو آزاد ہوں۔ لوگوں نے کہا: ہمیں تیری بات پہلے ہی سے معلوم ہو چکی ہے۔ غرض سیدنا سویط رضی اللہ عنہ کو وہ باندھ کر لے گئے۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور انہوں نے ماجرا سنا۔ تب انہوں نے سیدنا سویط رضی اللہ عنہ کو چھڑایا اور اونٹنیاں واپس کرائیں۔

انہی کی عادت تھی کہ جب کوئی نیا پھل یا نئی چیز مدینہ میں آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آتے اور عرض کرتے کہ یہ ہدیہ ہے، پھر جب قیمت کا اُن پر مطالبہ ہوتا تو دکاندار کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاتے کہ اس کی قیمت دی جائے۔ آپ ہنستے اور فرماتے: وہ تو ہدیہ تھا۔ نعیمان عرض کرتے: یا رسول اللہ! میرے دل نے چاہا کہ آپ کے سوا اور کوئی نیا پھل نہ کھائے، مگر قیمت میرے پاس موجود نہیں۔ آپ ہنسا کرتے اور قیمت ادا فرما دیتے۔

کہتے ہیں کہ یہ عہدِ معاویہ رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے۔ رضی اللہ عنہ [1]

[1] الاستیعاب:2659.

۲۲۹ سیدنا نوفل بن ثعلبہ الانصاری السالمی الخزرجی رضی اللہ عنہ

یہ بنو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج میں سے ہیں۔
بدر میں حاضر ہوئے اور یوم احد کو شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۳۰ سیدنا ہانی بن نیار رضی اللہ عنہ

ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید۔
قوم بلی اور بنو قضاعہ میں سے ہیں۔ انصار کے حلیف تھے۔ ابو بردہ کنیت تھی اور کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں۔ عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔
دیگر مشاہد میں بھی برابر حاضر رہے۔ مشہور صحابی سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ماموں ہیں۔ ۴۵ھ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ ②

۲۳۱ سیدنا ہبیل بن وبرہ الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو عوف بن الخزرج سے ہیں۔ یہ بھی بدری ہیں اور ان کے بھائی عصمہ بن وبرہ بھی، بعض نے کہا ہے کہ وبرہ ان کے دادا کا نام ہے اور باپ کا نام حصین بن وبرہ ہے۔ رضی اللہ عنہ ③

۲۳۲ سیدنا ہلال بن امیہ الانصاری الواقفی رضی اللہ عنہ

یہ انصار کے قبیلے بنو واقف سے ہیں۔ یہ اُن تین میں سے ہیں جو غزوۂ تبوک میں سے پیچھے رہ گئے تھے اور قرآن مجید کی آیت: ﴿وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ ④ میں ان کا ذکر ہے۔ ان ہر سہ کے نام یہ ہیں: سیدنا کعب بن مالک از بنو سلمہ، مرارہ بن ربیع از

① الاستیعاب: 2641. ② الاستیعاب: 2670. ③ الاستیعاب: 2704.
④ الاستیعاب: 2689. [۹/ التوبۃ: ۱۱۸] ”اور وہ تین لوگ جو چھوڑ دیے گئے تھے۔“

بنوعمرو بن عوف، ہلال بن امیہ از بنو واقف۔ رضی اللہ عنہم

۲۳۳ سیدنا ہلال بن معلیٰ الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

ہلال بن معلیٰ بن لوذان بن حارثہ۔

یہ بنوجشم بن الخزرج میں سے ہیں۔ بدر میں مع برادر خود سیدنا رافع بن معلیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۳۴ سیدنا ہمام بن حارث بن ضمرہ رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے۔ ان سے کسی روایت کا ہونا نہیں پایا گیا۔ رضی اللہ عنہ ②

۲۳۵ سیدنا ودقہ بن ایاس الانصاری رضی اللہ عنہ

ودقہ بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان۔

بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد میں سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ③

۲۳۶ سیدنا ودیعہ بن عمرو بن جراو بن یربوع الجہنی رضی اللہ عنہ

انصار کے قبیلے بنوسواد کے حلیف ہیں۔ بدر و احد میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ ④

۲۳۷ سیدنا یزید بن اخنس السلمی رضی اللہ عنہ

یہ ملک شام کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مع والد خود و پسر خود معن غزوۂ بدر میں حاضر تھے مگر اہل بدر میں ان کا نام معروف نہیں، البتہ یہ تینوں بیعت نبوی سے مشرف ضرور

① الاستیعاب:2695. ② الاستیعاب:2711. ③ الاستیعاب:2742.

④ الاستیعاب:2743.

ہوئے۔ کثیر بن مرہ اور سلیم بن عامر نے ان سے روایات بیان کی ہیں۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۳۸ سیدنا یزید بن ثابت بن الضحاک الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ غزوۂ بدر میں شامل تھے۔ احد میں ان کی شمولیت اور جنگ یمامہ میں ان کا شہید ہونا مسلم ہے۔ زید بن ثابت نے ان سے روایت بیان کی ہے۔ رضی اللہ عنہ ②

۲۳۹ سیدنا یزید بن ثعلبہ بن خزمہ رضی اللہ عنہ

قبیلہ بلی سے ہیں، انصار بنو سالم بن عوف کے حلیف تھے۔ بیعت عقبہ یا عقبتین میں حاضر تھے۔ بدری ہیں، احد میں بھی حاضر تھے، ابو عبدالرحمٰن کنیت سے مشہور تھے۔ رضی اللہ عنہ ③

۲۴۰ سیدنا یزید بن حارث الانصاری رضی اللہ عنہ

یزید بن حارث بن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الحارث بن الخزرج۔

انہی کو یزید بن فُسْحُم بھی کہتے ہیں۔ مؤاخات میں سیدنا ذو الشمالین رضی اللہ عنہ مہاجر ان کے بھائی تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور اسی روز شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ④

۲۴۱ سیدنا یزید بن عامر بن حدیدہ الانصاری رضی اللہ عنہ

بنو سواد بن غنم میں سے ہیں۔ سب متفق ہیں کہ یہ بیعتِ عقبہ میں شامل تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا نام اہل بدر میں لیا ہے اور اکثر مورخین نے ان کو بدر و احد میں شمار کیا ہے۔ ابو المنذر کنیت سے معروف ہیں۔ ⑤

① الاستیعاب: 2752. ② الاستیعاب: 2761. ③ الاستیعاب: 3070.
④ الاستیعاب: 2764. ⑤ الاستیعاب: 3187.

۲۴۲ سیدنا یزید بن منذر الانصاری رضی اللہ عنہ

یزید بن منذر بن سرح بن خناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ عقبہ، بدر اور احد میں حاضر تھے۔ سلسلۂ مواخات میں سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ حلیف بنو عدی المہاجران کے بھائی تھے۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۴۳ سیدنا ابو صرمہ الانصاری المزنی رضی اللہ عنہ

ان کے نام میں اختلاف ہے، مالک بن اُبی بن انس یا مالک بن اسعد ان کا نام بتلایا گیا ہے۔ یہ اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ سب کا اتفاق ہے کہ غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے اور دیگر مشاہد مابعد میں بھی ملتزم رکاب محمدی ﷺ تھے۔ ان کا شمار عمدہ شاعروں میں کیا جاتا ہے۔ نمونہ درج ہے۔

لنا صرم یزول الحق فیها و اخلاق یسود بها الفقیر
و نصح للعشیرة حیث کانت اذا ملئت من الغش الصدور
و حلم لا یسوغ الجهل فیه و اطعام اذا قحط الصبیر
بذات یدعلیٰ ما کان فیها نجود به قلیل او کثیر ②

ان سے احادیث کی بھی روایت ہوئی ہے۔ رضی اللہ عنہ ③

۲۴۴ سیدنا ابو الضیاح الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

ان کا نام نعمان یا عمیر بن ثابت بتایا گیا ہے ابن نعمان بن امیہ بن امراء القیس۔ اور

① الاستیعاب: 2796. ② ”ہمارے پاس ایسی تلوار ہے کہ جو حق کو غالب کرنے والی ہے اور ایسا اخلاق ہے کہ جو فقیر کو بھی بلند و بالا مرتبے پر فائز کردے اور ایسی معاشرتی نصیحت ہے کہ جو برائی سے بھرے سینوں کو بھی صاف کردے اور ایسی بردباری ہے جو جہالت کو گوارا نہیں کرتی اور قحط سالی میں بھی ایسا کھانا میسر ہوتا ہے کہ جیسے چوری ہے، ہمارے اندر ایسی شخصیت ہے کہ ان کا ہاتھ جس چیز میں بھی شامل ہو جائے اس میں برکت ہو جاتی ہے، وہ چیز کم ہو چاہے زیادہ۔ ③ الاستیعاب: 3044.

کنیت کے ساتھ معروف ہوئے بدر، احد، خندق اور حدیبیہ میں حاضر تھے۔ جنگِ خیبر میں آپ شمشیر سے شربتِ شہادت پیا۔ رضی اللہ عنہ ①

۲۴۵ سیدنا ابوعیسیٰ الحارثی الانصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے۔ خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ میں انتقال کیا۔ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کو بھی تشریف لے گئے تھے۔ محمد بن کعب قرظی اور صالح نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ رضی اللہ عنہ ②

۲۴۶ سیدنا ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اور صفین میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر تھے۔

ان کے فرزند فضالہ بن ابوفضالہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ینبوع میں سخت بیمار ہو گئے، حالت خطرناک ہوگئی۔ میرے والد نے کہا: بہتر ہے کہ ہم آپ کو مدینہ میں لے چلیں۔ یہاں تو قوم جُہینہ کے سوا اور کوئی جنازے پر بھی نہیں آنے والا۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس مرض میں فوت نہ ہوں گا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ میری موت اس وقت ہوگی جبکہ میرے سر کے خون سے میری داڑھی رنگین ہوگی۔ رضی اللہ عنہ ③

۲۴۷ سیدنا ابوقتادہ انصاری السلمی رضی اللہ عنہ

یہ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ ”فارس رسول اللہ“ ان کا لقب تھا۔

ان کے نام میں سخت اختلاف ہے۔ حارث بن نعمان یا عمرو بن اُبی کہا گیا ہے۔ بعض نے نعمان بن عمرو بتایا ہے اور بعض نے بلدمہ بن خناس۔

① الاستيعاب:3052. ② الاستيعاب:3112. ③ الاستيعاب:3125.

یہ مسلم ہے کہ ان کی والدہ کبشہ بنت مطہر بن حرام ہیں۔ ابن عقبہ اور ابن اسحٰق نے ان کا نام اہل بدر میں نہیں لکھا۔ لیکن واقدی کی تحریر اور دیگر روایات سے ثابت ہے کہ بدر میں حاضر تھے۔ سب کا اتفاق ہے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ نمازِ جنازہ میں سات یا چھ تکبیریں ادا کی تھیں۔ اہل بدر کی نماز جنازہ اسی طرح پڑھی جایا کرتی تھی۔ غزوۂ احد میں اور دیگر مشاہد میں ہمرکاب نبوی ﷺ رہے اور خلافت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ میں بھی جملہ مشاہد میں جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاضر رہے۔ ۴۰ھ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ [1]

۲۴۸ سیدنا ابوملیل الانصاری الضبعی رضی اللہ عنہ

ابوملیل بن ازعر بن زید بن عطاف بن ضبیعہ۔ بدر و احد میں حاضر تھے۔ رضی اللہ عنہ [2]

تمت

رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

[1] الاستیعاب:3130. [2] الاستیعاب:3185.

مکتبہ اسلامیہ

/maktabaislamia1 maktabaislamiapk.com maktabaislamiapk@gmail.com